أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

ولی ہوندے نے جنھے اوہ سدا دربار وسدے نے
اوہ تھانواں وسدیاں نے جنھے خدا دے یار وسدے نے

یوسفِ مصرِ محبت
حصہ دوم

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36823128,36846677,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : ''یوسفِ مصرِ محبت (حصہ دوم)''

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزر : حافظ عظیم احمد یوسفی عظیم اعظم یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677

پروف ریڈنگ : علامہ مولانا صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
علامہ مولانا حافظ رضوان انور یوسفی رشید احمد جنجوعہ یوسفی

پہلی مرتبہ سن اشاعت : ۱۰۰۰ (محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۷ء)

دوسری مرتبہ سن اشاعت : ۵۰۰ (محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء)

تیسری مرتبہ سن اشاعت : ۱۰۰۰ (محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق دسمبر ۲۰۱۰ء)

ہدیہ : ۴۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس)
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی
صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com
ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	عرض ناشرین۔	۱۶
۵	پیش لفظ۔	۱۷
۶	تقدیم۔	۲۵
۷	حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔	۲۸
۸	کتاب پر مصنف کا نام۔	۲۹
۹	''یوسف مصر محبت'' لکھنے کی وجوہات۔	۳۱
۱۰	تقاریظ۔	۳۷
۱۱	پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوار مجیدیہ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زمزم یوسفی مدظلہ العالی۔	۳۸
۱۲	پیر طریقت مجمع انوار مجیدیہ حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی	۴۰
۱۳	پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوار مجیدیہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔	۴۱
۱۴	پیر طریقت مجمع انوار مجیدیہ حضرت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی	۴۳
۱۵	عرض حال۔ پہلا قطعہ تاریخ وصال۔	۴۴
۱۶	دوسرا قطعہ تاریخ وصال۔	۴۵

۱۷	حضرت سیّد عارف مجور رضوی کا "یوسفِ مصرِ محبت" کے بارے میں اظہارِ عقیدت۔	۴۶
۱۸	قطعۂ تاریخِ اشاعت۔	۴۷
۱۹	از: حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی ازہری دامت برکاتہم العالیہ	۴۸
۲۰	از: پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت محمد فیض الحبیب اشرفی مدظلہ العالی	۵۰
۲۱	از: حضرت علامہ مولانا سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی۔	۵۱
۲۲	از: حضرت علامہ مولانا استاذ الکل فی الکل محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی۔	۵۲
۲۳	بندگی ہی بندگی۔	۵۳
۲۴	از: حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی مدظلہ العالی۔	۵۵
۲۵	از: مسعودِ ملت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ۔	۵۷
۲۶	از: حضرت علامہ مولانا قاری محمد وزیر القادری مدظلہ العالی۔	۵۸
۲۷	از: جناب ڈاکٹر عبد المجید اولکھ زید مجدہ۔	۵۹
۲۸	از: پروفیسر رفیق احمد لغاری زید مجدہ۔	۶۱
۲۹	از: جناب محمد خان لغاری دامت برکاتہم العالیہ۔	۶۲
۳۰	از: ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری زید مجدہ۔	۶۳
۳۱	از: پیرِ طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی مدظلہ العالی۔	۶۶
۳۲	از: صدر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب۔	۶۸
۳۳	از: جناب ریاض احمد قادری صاحب۔	۷۰
۳۴	منقبت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۷۱
۳۵	از: صاحبزادہ سیّد محمد اویس محبوب شاہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ چورہ شریف	۷۳

۳۶	از: پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محب اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی۔	۷۶
۳۷	از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث مدظلہ العالی۔	۷۷
۳۸	پیغامات اور محبت کے نذرانے۔	۷۸
۳۹	از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد حسین نعیمی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۷۹
۴۰	از: حضرت علامہ ابوالبدر محمد شمس الزماں قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۸۰
۴۱	از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۸۱
۴۲	از: حضرت مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب۔	۸۱
۴۳	از: حضرت علامہ مولانا سیّد محمد فضل شاہ صاحب۔	۸۲
۴۴	از: پیر طریقت شیخ کبیر فخر سادات خطیب اسلام حضرت سیّد کبیر علی شاہ صاحب۔	۸۳
۴۵	از: استاذ الکل فی الکل حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب مدظلہ العالی۔	۸۸
۴۶	از: حضرت علامہ مولانا ابوالضیاء مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی۔	۹۰
۴۷	از: حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی۔	۹۸
۴۸	از: حضرت علامہ مولانا قاضی محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی صاحب۔	۱۰۳
۴۹	از: صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ۔	۱۰۷
۵۰	از: سفیر اسلام حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی۔	۱۰۹
۵۱	از: حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (ایم اے)۔	۱۱۵
۵۲	از: پیر طریقت حضرت فخر سادات سیّد ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔	۱۲۰
۵۳	از: حضرت مولانا الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی۔	۱۲۳
۵۴	الحاج حافظ محمد حسین حافظ فیصل آبادی صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانۂ عقیدت۔	۱۲۶
۵۵	کامل پیرایا۔	۱۲۶

۵۶	اُچے اُچے عالم بکے بکے کیتے۔	۱۲۶
۵۷	الحاج محمد ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فیصل آبادی کا نذرانۂ عقیدت۔	۱۲۷
۵۸	پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کے حالات وواقعات۔	۱۲۹
۵۹	ولادت باسعادت۔ خوبصورت بچپن۔ ابتدائی تعلیم۔	۱۳۰
۶۰	خاندانی واقعہ۔ گھریلو حالات۔	۱۳۱
۶۱	حافظ بننے کا شوق۔ حافظ جیپ۔	۱۳۲
۶۲	نعت خوانی۔ خوش الحانی۔	۱۳۳
۶۳	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شفقت۔	۱۳۴
۶۴	دینی رجحان۔	۱۳۶
۶۵	حضرت قبلہ باباحسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۱۳۶
۶۶	سلسلۂ بیعت۔	۱۳۷
۶۷	منقبت۔	۱۳۸
۶۸	علی پور شریف کی طرف پیدل سفر۔	۱۳۹
۶۹	منقبت۔	۱۴۱
۷۰	حضرت قبلہ ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۱۴۲
۷۱	منقبت۔	۱۴۵
۷۲	مدح۔	۱۴۶
۷۳	مزار پر پھول چڑھانا۔	۱۴۶
۷۴	وصال کے بعد سلسلۂ فیض۔	۱۴۷

۷۵	صاحبِ مزار اور گدی نشین کا تعلق۔	۱۴۸
۷۶	باکمال واقعہ۔	۱۵۰
۷۷	بزرگوں سے اظہارِ عقیدت ومحبت۔	۱۵۱
۷۸	وعظ کیسے شروع فرمایا۔	۱۵۳
۷۹	سامعین کی کیفیت۔	۱۵۴
۸۰	خطابِ نگینہ۔	۱۵۴
۸۱	حالتِ جذب۔	۱۵۵
۸۲	علمائے دین سے محبت۔	۱۵۵
۸۳	منقبت۔	۱۵۷
۸۴	لاہور میں مقامِ قیام۔	۱۵۸
۸۵	مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی معلومات۔	۱۵۹
۸۶	علمی شخصیات سے ملاقاتیں۔	۱۶۰
۸۷	محفلِ میلاد شریف 'زیارت کا وسیلہ۔	۱۶۰
۸۸	خوش نصیبی۔	۱۶۰
۸۹	بہترین انسان۔	۱۶۲
۹۰	فرشتوں کی حفاظت میں۔	۱۶۳
۹۱	شعروشاعری۔	۱۶۵
۹۲	حمد باری تعالیٰ۔	۱۷۰
۹۳	نعت شریف: زمین وزمان کو منور کیا ہے!	۱۷۱
۹۴	اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے۔	۱۷۲

۹۵	برادرانِ طریقت کے لئے درس (ایہہ کم ہے اہل طریقت دا)	۱۷۳
۹۶	عقیدۂ اہلسنّت وجماعت کا خوبصورت بیان۔	۱۷۳
۹۷	میرا ایمان اے۔	۱۷۳
۹۸	یارھویں شریف۔	۱۷۶
۹۹	شادی اور حج۔	۱۷۸
۱۰۰	اولاد۔	۱۷۹
۱۰۱	حلیہ مُبارک۔	۱۷۹
۱۰۲	داڑھی مبارک۔	۱۸۰
۱۰۳	لباس شریف۔	۱۸۱
۱۰۴	صبر کا ثمرہ۔	۱۸۱
۱۰۵	ہندوستان کا پاکستان پر حملہ۔	۱۸۲
۱۰۶	تبلیغ دین۔	۱۸۲
۱۰۷	بھولا پنچھی۔	۱۸۳
۱۰۸	بھولا پنچھی کے بارے میں پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی فرماتے ہیں۔	۱۸۷
۱۰۹	عاشق رسول ﷺ۔	۱۹۰
۱۱۰	محفل میلاد پاک۔	۱۹۰
۱۱۱	پہلی محفل میلاد پاک۔	۱۹۱
۱۱۲	اُڈیکاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔	۱۹۲
۱۱۳	دو محافل کے انعقاد کی خبر۔	۱۹۳

۱۱۴	خلافت۔	۱۹۴
۱۱۵	تمیذ الرحمان۔	۱۹۵
۱۱۶	حلقۂ مریدین۔	۱۹۶
۱۱۷	مراقبہ و ذکر خفی۔ مراقبہ کسے کہتے ہیں؟	۱۹۶
۱۱۸	حمدِ باری تعالیٰ۔	۱۹۸
۱۱۹	ساقی نامہ۔	۲۰۰
۱۲۰	ذکر خفی۔	۲۰۳
۱۲۱	کشفِ ارواح کا طریقہ۔	۲۰۴
۱۲۲	برادرانِ طریقت اور مریدین صادق کے لئے۔	۲۰۴
۱۲۳	ارادت مرید کا فعل ہے۔	۲۰۵
۱۲۴	زیارتِ شیخ اور تعمیل حکم۔	۲۰۶
۱۲۵	واقعہ: اعظم سورت۔	۲۰۸
۱۲۶	سورۃ الفاتحہ شریف کے نام۔	۲۱۰
۱۲۷	کافروں کو مسلمان کرنا۔	۲۱۲
۱۲۸	اَدب۔	۲۱۳
۱۲۹	تعظیم سیّد کا ایک اور واقعہ۔	۲۱۳
۱۳۰	میں دُعا لینے آیا ہوں۔	۲۱۴
۱۳۱	شیخ کے آستانہ عالیہ پر حاضری۔	۲۱۵
۱۳۲	اہلسنت و جماعت علماء کرام۔	۲۱۵
۱۳۳	بے دینوں سے بچنے کی تلقین۔	۲۱۵

۱۳۴	زبان اور شرم گاہ کی حفاظت۔	۲۱۶
۱۳۵	واقعہ۔	۲۱۷
۱۳۶	رجوع الی اللہ کی تعلیم۔	۲۱۹
۱۳۷	سر درد کا خاتمہ۔	۲۱۹
۱۳۸	جنات کا زیارت کے لیے حاضر ہونا۔	۲۲۰
۱۳۹	مقروض کا علاج۔	۲۲۱
۱۴۰	شاہد رفیق تمیمی یوسفی کا واقعہ۔	۲۲۱
۱۴۱	شریعت مبارکہ سے والہانہ محبت۔	۲۲۲
۱۴۲	مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت۔	۲۲۲
۱۴۳	ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت۔	۲۲۳
۱۴۴	عاشقِ رسول ﷺ جو آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔	۲۲۳
۱۴۵	سنتِ مبارکہ کی پیروی۔	۲۲۵
۱۴۶	گلاب دیوی ہسپتال میں واقعہ۔	۲۲۷
۱۴۷	ہر نماز عمامہ شریف کے ساتھ۔	۲۲۷
۱۴۸	بغیر ٹوپی کے فوٹو۔	۲۲۸
۱۴۹	عاشقِ رسول ﷺ سے محبت۔	۲۲۸
۱۵۰	مطالعہ کے شہنشاہ۔	۲۲۹
۱۵۱	فتح الباری کا حوالہ۔	۲۳۰
۱۵۲	اندازِ مطالعہ۔	۲۳۰
۱۵۳	حوالہ جات۔	۲۳۱

۱۵۴	اَخلاق واوصاف۔	۲۳۱
۱۵۵	آپ کا سونا کیسا تھا؟	۲۳۳
۱۵۶	تحفے اور ہدیے۔	۲۳۳
۱۵۷	خوشبو کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے۔	۲۳۴
۱۵۸	آپ ﷺ کے لئے کپڑے کا تحفہ۔	۲۳۵
۱۵۹	چھتیس آدابِ طعام۔	۲۳۶
۱۶۰	بوقتِ طعام وآدابِ طعام۔	۲۳۷
۱۶۱	دو قسم کا کھانا۔	۲۳۷
۱۶۲	دورانِ طعام گفتگو۔	۲۳۸
۱۶۳	دورانِ طعام صاحبِ خانہ سے نمک مانگنا۔	۲۳۸
۱۶۴	مسافر کے لئے کھانا۔	۲۳۹
۱۶۵	اِستقامت۔	۲۳۹
۱۶۶	ولیٔ کامل۔	۲۳۹
۱۶۷	ذکراولیاءاور فراست نظر۔	۲۴۳
۱۶۸	واقعہ۔	۲۴۵
۱۶۹	خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔	۲۴۷
۱۷۰	مستجاب الدعوات بزرگ ہستی۔	۲۴۸
۱۷۱	اچھی تاویل۔	۲۴۹
۱۷۲	کیا تم دوست نہیں ہو؟	۲۵۰
۱۷۳	واقعہ شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کا۔	۲۵۰

۱۷۴	پکے مکان دیکھ رہا ہوں۔	۲۵۱
۱۷۵	حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کا واقعہ۔	۲۵۲
۱۷۶	بے خوف و خطر صحیح تبلیغ کا نسخہ۔	۲۵۴
۱۷۷	حضرت قبلہ باباجی حامل علم لدنی۔	۲۵۵
۱۷۸	باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی فراستِ نظر۔	۲۵۷
۱۷۹	منیر احمد اور بشیر احمد نام کیوں رکھتے تھے؟	۲۵۸
۱۸۰	جمعۃ المبارک کے وعظ میں بشارت کا ذکر۔	۲۵۹
۱۸۱	حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دھوبی۔	۲۵۹
۱۸۲	تفسیر قرآن۔	۲۶۰
۱۸۳	تفسیر یوسفی۔	۲۶۲
۱۸۴	تحقیقی کام کے چند نمونے۔	۲۶۳
۱۸۵	یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ۔	۲۶۴
۱۸۶	بوقتِ حاجت اور ضرر یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) پکارنا۔	۲۷۵
۱۸۷	حضرت قبلہ باباجی سرکار حدیثِ نابینا کے حوالے سے لکھتے ہیں۔	۲۷۶
۱۸۸	قیامت کے علم کے بارے میں عقیدہ۔	۲۹۴
۱۸۹	مثالیں۔	۲۹۵
۱۹۰	ڈسکہ میں جماعت اسلامی کے ٹیچر سے گفتگو۔	۳۰۳
۱۹۱	اللہ کا ترجمہ حاکم۔	۳۰۶
۱۹۲	وصال سے تین ماہ پہلے۔	۳۰۸
۱۹۳	واقعات اور کرامات۔	۳۲۷

۱۹۴	۳۹ گ۔ب ستیانہ کے لوگ صحیح العقیدہ سُنّی کیسے ہوئے؟	۳۲۸
۱۹۵	گھنگ شریف میں تقریر اور پچھلے ڈاکو کی توبہ۔	۳۳۰
۱۹۶	جن سے ملاقات۔	۳۳۲
۱۹۷	جنوں کا وعدہ۔	۳۳۲
۱۹۸	کتابوں کو جلدیں باندھنے والے جن کا واقعہ۔	۳۳۳
۱۹۹	تہجد کے وقت جگانے والا کتا۔	۳۳۶
۲۰۰	کیا کتے کو سدھایا ہوا تھا؟	۳۳۶
۲۰۱	حاجی محمد صادق مرحوم کی عقیدت۔	۳۳۷
۲۰۲	کتے کی وجدانی حالت۔	۳۳۷
۲۰۳	نابینے مرید کی امداد۔	۳۳۷
۲۰۴	عبدالستار صاحب کا واقعہ۔	۳۳۸
۲۰۵	نیند نہ آنے کا واقعہ۔	۳۳۹
۲۰۶	پتر مسعود مارا ہے۔	۳۳۹
۲۰۷	دم کرنے سے شفاء۔	۳۳۹
۲۰۸	تہجد میں سستی کرنے والے پر بارش۔	۳۴۰
۲۰۹	آپ کی دُعا اور وظیفے کا اثر۔	۳۴۱
۲۱۰	کمرہ روشن ہونا۔	۳۴۱
۲۱۱	واقعہ ایک جمعۃ المبارک کا۔	۳۴۲
۲۱۲	پانی میں شفاء۔	۳۴۲
۲۱۳	محمد طفیل فاروقی صاحب کا واقعہ۔	۳۴۳

۲۱۴	ٹی بی کے مریض کو شفاء۔	۳۴۴
۲۱۵	قطبِ وقت آپ کی بارگاہ میں۔	۳۴۴
۲۱۶	قطب ہونے کی دلیل۔	۳۴۵
۲۱۷	آپ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی نظر میں۔	۳۴۵
۲۱۸	داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پر حاضری۔	۳۴۶
۲۱۹	درخت کا ذکر الٰہی کرنا۔	۳۴۷
۲۲۰	محفل میلاد خراب کرنے والے کا انجام۔	۳۴۸
۲۲۱	سُنّتِ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت۔	۳۴۹
۲۲۲	بذریعۂ خواب روحانی تصرف سے مسائل کا حل۔	۳۵۰
۲۲۳	فرمان کامل پیرومرشد۔	۳۵۲
۲۲۴	بیٹے کے لئے دُعا۔	۳۵۲
۲۲۵	پانی ضائع کرنے سے منع فرماتے۔	۳۵۳
۲۲۶	ڈوبتے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بچانا۔	۳۵۴
۲۲۷	سائیکل کی سواری کے وقت خوبصورت گفتگو۔	۳۵۴
۲۲۸	فنافی الرسول کیسے ہوتا ہے؟	۳۵۵
۲۲۹	وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجنا۔	۳۵۶
۲۳۰	قبل از وصال شریف۔	۳۵۶
۲۳۱	انتقالِ پُرملال۔	۳۵۹
۲۳۲	وصال شریف اور غسل مبارک۔	۳۶۱
۲۳۳	ماضی کا ایک واقعہ۔	۳۶۳

۲۳۴	بزرگوں کے مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے۔	۳۶۴
۲۳۵	اصلاح و تنبیہ۔	۳۶۵
۲۳۶	معمولات و وظائف۔	۳۶۷
۲۳۷	وظائف۔	۳۶۹
۲۳۸	اوراد و وظائف۔	۳۷۰
۲۳۹	اورادِ فتحیہ شریف۔	۳۷۱
۲۴۰	پڑھنے کا وقت۔	۳۷۲
۲۴۱	پڑھنے کا طریقہ۔	۳۷۳
۲۴۲	اوراد و وظائف کی اجازت۔	۳۷۴
۲۴۳	تین آزمائشیں۔	۳۷۴
۲۴۴	اورادِ فتحیہ شریف زبانی یاد تھا۔	۳۷۵
۲۴۵	ملفوظات۔	۳۷۷
۲۴۶	شجرہ مبارکہ عالیہ، نقشبندیہ، مجددیہ، یوسفیہ۔	۳۷۹
۲۴۷	شجرہ مبارک چشتیہ، صابریہ، سراجیہ، سرداریہ، یوسفیہ۔	۳۸۲

فیض گنجینہ بوسیلہ فیض مدینہ منورہ جاری رہے گا

منجانب

انجمن اشاعتِ دینِ اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

مینجمنٹ ابوبکر کمپیوٹر سینٹر لاہور

عرضِ ناشرین

بندۂ ناچیز خلیل احمد یوسفی زمزمی و برادرِ اکبر صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)
اور برادرِ اصغر صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی کے والدِ محترم پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کا ہم پر، مریدین اور عقیدتمندوں پر احسانِ عظیم ہے کہ اُنہوں نے بتوفیقِ الٰہی حضرت بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اِطاعت اور اُس کے پیارے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِتباع میں گزاری ہوئی، حیاتِ مطہرہ کو "یوسف مصرِ محبت" کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ سن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی تھی اب اِس کتاب کا تیسرا اضافہ شدہ ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

اِس کے علاوہ والدِ محترم نے بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کی دوسری کتب بھی معہ اضافہ و تخریج شائع کی ہیں جن میں "والدین کے حقوق" اور "مقدس دُعائیں" اور اوراد فتحیہ شریف "کشکولِ یوسفی" "مستند نماز حصہ طہارت" کے کئی ایڈیشن شامل ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ اُس نے اپنی رحمت بیکراں اور پیارے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت سے ہمارے والدِ محترم کو صحت کاملہ عطا فرمائی ہے اور اُنہوں نے دعوت و تبلیغ اور دین کی نشر و اشاعت کا کام پھر سے شروع کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے والدِ گرامی کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

دُعاؤں کے طالب

بشیر احمد یوسفی — حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی

ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

پیش لفظ

حضرتِ انسان کو معرضِ وجود میں آتے ہی آزمائشوں کا سامنا ہوا۔ خیر و شر کی قوتیں آمنے سامنے رہیں۔ شیطان، جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہوتے ہی حسد کا شکار ہو گیا اور اِس حسد کی بنا پر تکبر اور نافرمانی کا مجسمہ بن گیا۔ شیطان حضرت آدم ﷺ کے مقام و عظمت کا اقرار نہ کرنے کی وجہ سے اَبدی طور پر مردود، لعنتی، کافر اور راندۂ درگاہِ خداوندی ٹھہرا۔ اِس ذلت اور رسوائی نے اُسے باؤلا کر دیا اور قسم کھا کر کہنے لگا اے اللہ ربُّ العزت میں تیری مخلوق کو دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے سے آ کر گمراہ کروں گا۔ جواباً ربِّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا کہ جن کو تو گمراہ کرے گا اور جو تیری پیروی کریں گے میں اُنہیں تیرے ساتھ ہی جہنم میں ڈالوں گا۔ ابلیس نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ مجھے اُس دن تک مہلت دے جس دن لوگ دوبارہ اُٹھائے جائیں گے تو ربِّ کائنات نے قیامت تک کی مہلت دینے کا وعدہ فرما لیا۔ اب کیا ہے؟ بس اُس دن سے شیطان آزادانہ طور پر مصروف ہے لیکن وہ اِس بات کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ میں ہر شخص کو گمراہ کروں گا مگر اے اللہ! اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ[۱] ”تیرے (پیارے) مخلص بندوں پر میرا زور نہیں چلے گا۔“

جب اِس دُنیا میں نسلِ انسانی کا سلسلہ وسیع تر ہونا شروع ہوا تو شیطان نے اپنے پروگرام کے مطابق لوگوں کو راہِ حق سے ہٹانے کے لئے اِنتقام کی بھڑکتی آگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اُدھر اُس کے اِنتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمانا شروع کر

[۱] الحجر: ۴۰

دیا۔ جو لوگوں کی بھلائی کے لئے شب و روز کوششیں کرتے رہے اور سب سے آخر میں سید الانبیاء، حبیب کبریا، شفیع المذنبین، شافع یوم النشور، ختم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

آپ ﷺ نے اس دار فانی میں جلوہ افروز ہوتے ہی انسان کی عظمت کو چار چاند لگائے اور حق کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی حسین، بے مثل، نوری، پیاری زندگی سے پیغام خداوندی کو مخلوق خدا تک پہنچانے، راہزنوں کو رہبر بنانے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو ربِ ذوالجلال والاکرام سے ملانے کے لئے انتھک محنت فرمائی اور چشمِ فلک نے ملاحظہ کیا کہ آپ ﷺ نے شیطان کے ناپاک گناہوں کی پھیلائی ہوئی سیاہ چادر کے تار و پود کو بکھیر دیا۔ انسانوں کو صراطِ مستقیم سے آگاہ فرمایا اور سوا لاکھ سے زیادہ لوگوں کو ہدایت کے ستارے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

چونکہ آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرما جانا تھا اس لئے اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے علماء ربانی کی بشارت دی اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی کہ "علماء کرام، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں"۔

آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دنیائے انسانیت کو ہدایت کی شمع سے فروزاں رکھنے کے لئے صحابہ کرام، اہل بیت عظام، آئمہ کرام، فقہاء، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ نے حضور کریم آقا ﷺ کے مشن کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری و ساری رکھا اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

انہی وارثانِ انبیاء کرام علیہم السلام میں ایک عظیم شخصیت کا نام تاریخ اسلام میں جگمگا رہا ہے جو برصغیر پاک و ہند میں عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے منور پیکر ہیں۔ جنہیں اولیاء کرام اور علماء کرام میں انتہائی عزت و توقیر اور بزرگی کا مقام حاصل ہے۔ یہ عظیم بزرگ شخصیت سیدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت شہنشاہِ طریقت، پیکرِ صبر و رضا، نیر اوجِ شرافت، مفسرِ قرآن، امینِ علمِ لدنی، قطبِ جلی حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ جو بچپن سے ہی خوفِ خدا جل جلالہ اور عشق

مصطفیٰ ﷺ سے سجے ہوئے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے متبع تھے۔ جن لوگوں کے بارے میں ربِّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: کہ اے لوگو! میری بارگاہ میں حضوری چاہتے ہو تو: وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۲؎ ”اور اُس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا“۔ آپ اِنہی لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو رجوع لائے ہیں اور اس آیتِ مبارک کا مصداق ہیں۔

آپ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بے حد جل جلالہ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَحکامات کی پوری پوری اِطاعت کرتے تھے۔ آپ شب زندہ دار، زمین کو قیام وسجود سے سجانے والے، حسنِ عمل کا نمونہ' پیکرِ علم وعرفان اور منکسرالمزاج ولی اللہ تھے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جن عظیم لوگوں کو عابدوں کے مقابلے میں ”چودھویں کے چاند“ سے تشبیہ دی ہے، آپ اُن لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نہ صرف عالم وعابد تھے بلکہ عارف باللہ ولی اللہ بھی تھے، اولیاء اللہ کی زینت تھے۔ ادیبوں میں عظیم شاعر تھے، خطیبوں میں بے مثال واعظ تھے۔ وہ نہ صرف خطیب و شاعر تھے بلکہ کامل پیرومرشد اور شیخِ طریقت بھی تھے۔

آپ جس طرح عبادت میں ہوشیار تھے اسی طرح معاملات میں بھی بیدار تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے اِنسان عبادات کے مقابلے میں معاملات سے زیادہ پہچانا جاتا ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں اُسوۂ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بدرجۂ اتم فیضیاب تھے۔ متبع رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تھے بلا امتیاز امیر وغریب ہر ایک کے لئے راحتِ جان تھے۔ ہر ملنے والا یہی پیغامِ محبت لے کر جاتا تھا کہ حضرت باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ لوگ آپ کے پاس رنج والم لے کر آتے تھے اور قلبی سکون اور ذہنی راحت لے کر جاتے تھے۔

خودنمائی اور نمائش کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے

۲؎ لقمان:۱۵۔

تھے۔ تواضع کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی کسی بزرگ یا عالم دین کے بارے میں بتایا جاتا کہ یہ بہت بڑے بزرگ یا عالم ہیں تو آپ اُن کو خوب اعزاز دیتے۔ آپ کو کسی کے ساتھ ذاتی محبت یا دشمنی نہیں تھی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے اِس ارشادِ مقدس: اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ؎ پر کاربند تھے۔

خاندانی، علاقائی، معاشرتی اور سماجی طور پر ہر کسی کو ہر دلعزیز تھے۔ اپنے بیگانے بھی آپ کی عظمت اور بزرگی سے آگاہ اور قائل تھے۔ آپ ہمیشہ اِنسان دوستی، خیر خواہی، ہمدردی، غمگساری اور اِنسانی بھلائی کے جذبات سے سرشار رہتے تھے۔ اعزّ و اقرباء، اہلِ علاقہ، معتقدین، متوسلین اور مریدین کی دنیا و دین کے سنوارنے کی فکر میں گم رہتے تھے۔ دینی، اِسلامی، اَخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ آپ نے اپنی دنیا کو بھی دین بنالیا ہوا تھا اور یہی جذبہ پیشِ نظر تھا کہ ہر آنے والے سے (مرید ہوتا یا غیر مرید) کی اِسی نہج پر تربیت کی جائے۔

آپ نے ہزاروں گمراہوں کو عشقِ الٰہی جل وعلا اور محبتِ مصطفی ﷺ کا سبق سکھایا۔ بڑے بڑے گمراہوں کو جب یہ دولت ملی تو اُن کی زندگیاں سنور گئیں اور دوسروں کے لئے روشن مثالیں بن گئے۔

لوگوں کی راحت اور امن و سلامتی میں کوئی مصلحت آڑے نہ آنے دیتے۔

آپ مرید و غیر مرید میں فرق نہیں فرماتے تھے۔ ہر طالب کو اُس کی طلب کے مطابق عملی، علمی اور روحانی غذا عطا فرماتے تھے۔ آپ کی زندگی میں ایسے کئی لوگوں کی مثالیں موجود ہیں کہ جو مرید کسی اور بزرگ کے ہوتے تھے لیکن روحانی فیض آپ سے حاصل کرتے تھے۔ آپ کشادہ دلی سے روحانی اور علمی اَمانت حقدار کو دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرماتے تھے۔ روحانی طور پر محبوبِ خدا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی ذات میں فنا تھے۔ کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہ لیتے بلکہ دشمن کے لئے بھی دُعا فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے بددُعا کرنا کہ یا اللہ فلاں شخص کو تباہ کردے، برباد

؎ مشکوٰۃ ص۴۲۶، مرآۃ جلد ۶ ص ۵۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۹۱ جلد نمبر ۱ ص ۲۸۷۔

کر دے یا فلاں شخص کا بیڑا غرق کر دے، بہت آسان ہے لیکن اِس میں وہ کمال نہیں جو دُعائے خیر دینے میں کمال ہے۔ آپ ہمیشہ سب کے لئے دُعائے خیر و فلاح ہی فرمایا کرتے تھے۔ اِس حقیقت سے کوئی اِنسان اِنکار نہیں کر سکتا کہ اِس دنیا میں مخالف لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا مشغلہ مخالفت برائے مخالفت ہی ہوتا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی حسنِ اَخلاق سے پیش آتے اور اگر کبھی کوئی کم فہم شخص مسلکی یا دنیوی اغراض کی بنیاد پر بحث و مباحثہ کے لئے آ جاتا تو وہ بھی حسنِ اَخلاق کی خیرات اور قلبی روشنی حاصل کر کے جاتا۔

لوگوں کے ساتھ لین دین اور معاملات میں بڑے اُصول پسند تھے۔ کبھی کسی سے قرضِ حسنہ لیتے تو اُس کو کہنا نہیں پڑتا تھا کہ میری رقم واپس کیجئے بلکہ آپ از خود ہی قرض خواہ کا قرض حسبِ وعدہ واپس فرما دیتے۔ ہمسایوں سے اچھا سلوک روا رکھتے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہونے دیتے۔ حقوق کی ادائیگی کا بڑا لحاظ رکھتے مگر اپنے حقوق کے معاملہ میں صبر و تحمل اور بردباری کا مظاہرہ فرماتے۔

آپ کے علاقہ پہلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶ گ۔ ب، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد میں کسی نے مسلکی اور عقیدے کی بنیاد پر شر پھیلانے کی کوشش کی تو آپ نے ہمیشہ علمی سطح پر جواب دیا، تشدد اور وحشت کے خلاف تھے۔ مخالف کو قرآنِ مجید و اَحادیثِ مبارکہ کے مستند حوالہ جات اور اَخلاق سے قائل فرماتے تھے۔ بڑے بڑے جید علماء اور مناظر حضرات مختلف کتابوں سے حوالہ جات لینے کے لئے آپ کے پاس آتے۔ کسی مسئلہ کے حل کے لئے جو شخص بھی آتا، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کے فضل و کرم سے اور رسولِ عظیم، کریم و رحیم ﷺ کی رحمت سے کبھی بھی کوئی مایوس نہیں لوٹتا تھا۔

عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور رزقِ حلال کو عبادت کی روح جانتے اور اِسی کی تعلیم دیتے تھے۔ جب کبھی کوئی مالی پریشانیوں کا شکار مریض آتا تو اُسے محبت بھرے پیارے اور سادہ اَنداز سے تعلیم فرماتے کہ ”آپ سیدھے ہو جائیں آپ کے سب کام سیدھے ہو

جائیں گے"۔ مطلب و مقصد یہ ہوتا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی فرمانبرداری کرو، نماز پنجگانہ کو بجالاؤ، کسی کا حق نہ مارو، حرام سے بچو، ماں باپ سے حسن سلوک کرو، حق ہمسائیگی کا خیال رکھو، نگاہ میں حیاء رکھو کیونکہ حیاء بھی شعبۂ ایمان ہے،۔ دوست بناؤ، دشمن نہ بناؤ، اِنسانی اقدار اور اخلاقی خوبیوں کو اپناؤ۔ دامنِ مصطفیٰ ﷺ مضبوطی سے تھام لو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ کے ایک بندے میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں آپ اُن کا حسین مرقع تھے۔ اِس بات میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی نہیں کہ آپ شفیق بھی تھے، رفیق بھی۔ ہمیشہ سچ بولتے اور سچی بات کی تصدیق کرتے، نیکی کا حکم فرماتے اور برائی سے منع کرتے' راتوں کو جاگتے اور صبح دولت خانہ کا دروازہ سخاوت کے لئے کھلا رہتا، بہت بڑے عالم، مطالعہ کے شہنشاہ اور بہادر تھے۔ اِنتہائی خلیق، پردہ پوش اور عفوودرگزر کرنے والے تھے۔

جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

گلاں نال جو مرضی اے بنے کوئی
اے پر میرے نگینے دا ثانی کوئی نہیں

اُنہوں علم لدنی جو رب دتا
ہوئی اوہدے وچہ غلط بیانی کوئی نہیں

وعظ کر دے بتیرے نے واعظ صائم
ویسی آشکاں دی نال روانی کوئی نہیں

آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد آپ کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کی قبر منور جنت کا باغ ہے۔ زیارت کے لئے آنے والوں کو نہ صرف یہ کہ سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے بلکہ دِلی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ چونکہ ولی اللہ زندہ بھی ولی اللہ

ہوتا ہے اور وصال کے بعد بھی ولی اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی ولایت چھینتا نہیں، اِس لئے اولیاء اللہ کے دُنیا سے جانے کے بعد بھی روحانی فیض جاری رہتا ہے۔

ولی ہوندے نے جتھے اوہ سدا دربار وسدے نے
اوہ تھانواں وسدیاں نے جتھے خدا دے یار وسدے نے

ولی اللہ کی زندگی میں اور دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اُس کی قبر انور کے پاس کی جانے والی دُعا رب کائنات پوری فرماتا ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت امینِ علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز کی زندگی مبارک ایک مکمل کتاب زندگی ہے۔ سرسٹھ سالہ زندگی قابلِ تقلید نمونہ ہے جس کی ترتیب کیلئے وقت درکار ہے۔

آپ کی شخصیت جامع الصفات تھی آپ شریعت اور طریقت کے زبردست عامل تھے۔ اگرچہ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی دینی مدرسے میں تعلیم حاصل نہیں فرمائی۔ مگر اِس کے باوجود علمی دنیا آپ کی علمیت کو فخر وقدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ایک دفعہ کسی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ آپ کے پاس تو کسی دینی مدرسہ کی سند نہیں ہے۔ اُن صاحب کی آنکھوں میں گہرا حجاب تھا کہ عالم وہی ہوتا ہے جس کے پاس کسی مدرسہ کی چھپی ہوئی سند ہو۔ حالانکہ خود اُن صاحب کے پاس بھی کوئی سند نہیں تھی۔

بابا جی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز نے شارح بخاری شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آبادی) سے اِس بات کا ذکر فرمایا تو انہوں نے جواباً فرمایا: ہمارے مدرسہ جامع رضویہ میں امتحانات ہو رہے ہیں آپ اِمتحان دیں چنانچہ آپ نے اِمتحان دیا اور بہترین نمبروں میں پاس ہو کر سند حاصل فرمائی اور پھر تنظیم المدارس کا اِمتحان پاس کر کے سند حاصل فرمائی اور ایک سند شیخ الحدیث حضرت مولانا

غلام رسول صاحب قدس سرہُ العزیز نے اپنے ہاتھ سے لکھ دی اور فرمایا: میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے پورا عالمِ دین دیکھا ہے۔ ایک موقع پر حضرت بابا جی صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا مجھے سندوں کی ضرورت نہیں تھی، میں نے سوچا چلو اسند کے معاملہ میں دوستوں کی خواہش بھی پوری کر دیں۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی تقریباً چھ سال کے عرصہ تک آٹھ آٹھ دن، پندرہ پندرہ دن اور کبھی اِس سے بھی زیادہ آپ کی خدمتِ اقدس میں آپ کی مہربانی سے حاضر رہا ہے۔ ۱۹۶۹ء سے لیکر ۱۹۸۹ء تک زیارت کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے شب و روز کے معمولات، اخلاق و کردار، قول و فعل کی مطابقت اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتا رہا ہے۔ بندۂ ناچیز نے آپ کی خدمتِ اقدس میں جو وقت گزارا ہے اتنے عرصہ میں آپ کی زندگی کے کئی واقعات اور خصوصاً علمی، تحقیقی شہ پارے بندۂ ناچیز کے پاس محفوظ ہیں۔ جنہیں "یوسف مصر محبت" کے حصہ اوّل میں شائع کیا جائے گا۔ بندۂ ناچیز کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کارِ خیر کے لئے صحت وتندرستی اور زندگی سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالبِ دُعا
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

تقدیم

ہم نمازِ پنجگانہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے اپنا اِنعام فرمایا ہے:۔
''قرآنِ پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو اِنعام یافتہ لوگ قرار دیا ہے اور اِن لوگوں کے ذکر و اذکار کو اپنی رحمت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمانِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہے کہ'' صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے''۔ ذکرِ اولیاء کرام سُنّتِ ربِّ جلیل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں خود اپنے ولیوں کے تذکرے فرمائے ہیں۔ کہیں اُن کی عبادات ومجاہدات کا ذکر ہے' تو کہیں اُن کی گفتار و کردار کا تذکرہ۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کی ہر ہر اَدا اور عمل کا ذکر کر کے اُن کو لوگوں کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اولیاء اللہ اور صالحین کا تذکرہ نہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے بلکہ اِس سے لوگوں کو خیر و برکت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اِس غرض سے اہلِ سُنّت حضرات' بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کے تذکرے کبھی عرس مناکر، کبھی نعتِ مبارکہ کی محافل سجا کر اور کبھی اُن کے فضائل و مناقب کو ضبطِ تحریر میں لا کر اُن کے چرچے کرتے ہیں۔

اولیاء کرام کی شخصیات ایسی عظیم المرتبت ہوتی ہیں کہ اُن کے قلب و ذہن دُنیاوی آلائشوں اور توہمات سے پاک ہوتے ہیں۔ یہ خواہ کسی بھی کیفیت میں ہوں اُن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی برہان کا اِظہار ہوتا ہے۔ اِن ہستیوں کا پیروکار ہو کر اِنسان روحانیت کی بلندیوں کو چھوسکتا ہے۔ اولیاء اللہ کے فضائل ومناقب بیان کرنے

کا مقصد ایک تو اُن سے اپنی عقیدت، محبت اور وابستگی کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرا اُن کی عبادات اور مجاہدات کو بیان کر کے دلوں میں ایسے جذبات کو اُبھارنا مقصود ہوتا ہے کہ ہم اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی دُنیا و آخرت کو بہتر بنا سکیں۔

اللہ والوں کے ذکر و اذکار، فضائل و مناقب اور حالات کا مکمل طور پر احاطہ کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایسے بحرِ بیکراں کی مانند ہوتے ہیں کہ انسانی ذہن اور تخیل کی پرواز اِس سے عاجز ہے۔ البتہ حصولِ برکت و سعادت کے لئے اِس کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اِس کوشش کے صدقے دین و دُنیا سنوار دے اور آخرت میں بخشش کا سامان میسر آ جائے۔

حضرت بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو اولیاء کرام کی صحبتِ کیمیا گرنے اِس قدر صیقل کر دیا کہ علمی دُنیا میں آپ کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا گیا۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام میں ایسے ولی کامل ہیں کہ جن کی زندگی ہم سب کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اپنے مریدین اور معتقدین کو اپنی ولایت اور دعوتِ دین سے فیض پہنچایا۔

آپ ہمہ جہت اور مجمع البحرین شخصیت کے مالک تھے۔ اِس کا احاطہ کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے تاہم پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالم باعمل سیّدی و مرشدی قبلہ محترم المقام حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت عرق ریزی سے زیرِ نظر کتاب مرتب فرمائی ہے۔ آپ کو شیخ کامل نابغہ روزگار فیض رساں ہستی پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ باعمل، امینِ علمِ لدنی حضرت قبلہ الحاج علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور محبت حاصل ہے۔ آپ کو عہدِ شباب کے نہایت قیمتی سال مفسرِ قرآن حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں بسر کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ آپ کو شیخ کامل کی حیاتِ مطہرہ کا شب و

روز بنظر غائر مشاہدہ کرنے کے وسیع مواقع حاصل رہے جن سے آپ نے خاطر خواہ استفادہ فرمایا۔ ماشاء اللہ!

آپ نے نہایت جدوجہد کر کے مختلف علماء دین اور حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمعصر احباب سے ملاقاتیں کیں اور اپنے پیرومرشد کے بارے اُن کے خیالات اور تاثرات ضبطِ تحریر میں لا کر برادرانِ طریقت اور دیگر قارئین حضرات کے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ یہ کتاب "ریفرنس بک" کا مقام رکھتی ہے چونکہ حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے براہِ راست سُن اور دیکھ کر اس کتاب کو تحریر فرمایا ہے لہذا جو شخص بھی حضرت قبلہ سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ بیان کرے گا یا کہے گا وہ اس کتاب "یوسف مصر محبت" سے فیض حاصل کرنے کے بغیر اپنی بات مکمل نہیں کرسکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی سعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور برادرانِ طریقت اور مریدین کے لئے اِصلاح و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ محترم حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم عالیہ کو صحت والی زندگی نصیب فرمائے اور آپ اس نام نہاد روشن خیال اور بے راہ روی کے دور میں لوگوں کی تعلیم وتربیت اور راہنمائی کے لئے اسی طرح تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں اور ہم سب کو دین ودنیا کی بھلائی اور اُخروی نجات کے لئے اولیاء کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں

امام الاولیاء، قدوۃ السالکین، عمدۃ العارفین، شیخ المشائخ، ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی ثم لاہوری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دوسروں کی کتابوں پر اپنے نام کی تختی لگانے والوں کے بارے میں کشف المحجوب شریف میں کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:-

آنچه بابتداء کتاب نام خود اثبات کردم مراد ازین دو چیز بود: یکی نصیب خاص ودیگر نصیب عام، آنچه نصیب عام بود آنست که چون جهله این علم کتابی نوبینند که نام مصنف بچند جای بر آن مثبت نباشد نسبت آن کتاب بخود کنند، مرا این حادثه افتادبدو بار: یکی آنکه دیوان شعرم کسی بخواست وباز گرفت، واصل نسخه جز آن نبود، آن جمله را بگردانید ونام من ازسر آن بیفکند ورنجم ضایع کرد، ودیگر کتابی کردم هم اندرطریقت تصوف نام آن "منهاج الدین" یکی ازمدعیان رکیک که کرای گفتار نام او نکند نام من ازسرآن پاک کرد وبنز دیک عوام چنان نمود که خود ساخته است هرچند خواص برآن قول بروی خندیدندی تا خداوند تعالٰی بی برکتی آن بدو دررسانید ونامش ازدیوان

طلاب درگاہ پاک گردانید ۱؎

کتاب پر مصنّف کا نام:

''میں نے جو کتاب کی ابتداء میں اپنا نام لکھا ہے۔ اس سے دو چیزیں مقصود ہیں، ایک خاص لوگوں کا حصہ ہے اور دوسری بات عام لوگوں کا حصہ ہے۔ جو عام لوگوں کا حصہ ہے وہ تو یہ ہے کہ جب اس علم سے ناواقف لوگ نئی کتاب دیکھتے ہیں۔ جس میں جا بجا مصنّف کا نام نہ لکھا ہوا ہو تو اُس کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ جس سے مصنّف کا مقصود پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کتاب کی تصنیف و تالیف اور جمع کرنے سے مصنّف کا اِس کے سوا اور کوئی مقصود نہیں ہوتا کہ اِس کتاب سے مصنّف کا نام زندہ رہے اور پڑھنے والے اور تعلیم پانے والے لوگ اُس کے لئے نیک دعائیں کرتے رہیں۔ کیونکہ مجھے یہ حادثہ دو دفعہ پیش آیا ہے۔ ایک دفعہ یہ کہ ایک شخص نے میرے اشعار کا دیوان مجھ سے مانگ کر لیا اور اصل نسخہ اُس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اُس نے سب کو الٹ پلٹ کر دیا اور میرا نام اُس کے شروع سے اُڑا دیا اور میری محنت ضائع کر دی۔ اللہ اُس پر رحم کرے۔ دوسرا یہ کہ میں نے تصوف کے طریق میں (خدا اُس کو آباد رکھے) ایک کتاب تالیف کی، اُس کا نام ''منہاج الدین'' رکھا۔ ایک ذلیل مدعی نے کہ جس کا نام کہنے کے لائق نہیں، میرا نام اُس کتاب پر سے اُڑا دیا اور عام لوگوں کے سامنے ایسا ظاہر کیا کہ وہ کتاب خود اُس نے تصنیف کی ہے اگرچہ خاص لوگ اُس کی بات پر ہنستے رہے۔ یہاں تک کہ اپنی بے برکتی کی وجہ سے اِس حد تک پہنچا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کا نام طالبانِ درگاہِ الٰہی کے دیوان ہی سے خارج کر دیا''۔

(ترجمہ مولوی فیروز الدین من وعن چھاپ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔ کراچی)

بندۂ ناچیز نے جب سے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پڑھا ہے تب سے بندہ جو بھی کوئی کتاب تالیف یا تصنیف کرتا ہے کئی جگہ اپنا نام ''بندہ

۱؎ نسخہ تہران فارسی ص نمبر ۹ مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان اسلام آباد۔

ناچیز منیر احمد یوسفی" لکھ دیتا ہے۔ تا کہ کوئی کتاب چوری کرنے کی حرکت نہ کرے اور اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو کتاب کے صفحات بولیں گے کہ کتاب کس نے لکھی ہے اور اپنے نام لگانے والا کیا کردار پیش کر رہا ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے بتوفیق الٰہی آپ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے وصال کے فوری بعد "یوسف مصرِ محبت" کے عنوان سے آپ کے حالات پر مبنی کتاب تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا۔ پھر گاہے بگاہے آپ کے حالات زندگی کے بارے میں ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور میں معلوماتی مضامین شائع ہوتے رہے جنہیں بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے یکجا کر کے "یوسف مصرِ محبت" کا بڑا ایڈیشن شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ بڑا ایڈیشن دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ اب تیسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے جس میں "یوسف مصرِ محبت" کے بارے میں ملک بھر سے جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کے بھیجے ہوئے تاثرات بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔

بندۂ ناچیز قارئین کرام سے دُعا اور نگاہِ شفقت کا ملتمس ہے۔ بندہ کی خطاؤں سے درگذر فرماتے ہوئے خصوصی مہربانی فرمائیں اور میری کوتاہیوں سے در گذر کرتے ہوئے صحت و تندرستی والی خدمت دین اور خدمتِ انسانیت والی زندگی کی دُعا فرمائیں۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

یوسفِ مصرِ محبت لکھنے کی وجوہات

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی ۱۹۶۹ء میں کامل پیر و مرشد شیخ طریقت رہبر شریعت وحقیقت آقائے نعمت حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید ہوا۔ تو آپ نے ایک بات اُسی دن ذہن نشین فرمادی کہ صحبتِ شیخ کے ساتھ کتبِ تصوف کا مطالعہ بھی اَشد ضروری ہے کیونکہ اِنسان جس محکمہ اور میدان میں داخل ہو اُس کے آداب کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ عظیم ہے: ''علم سیکھنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے [۱] (اور مسلمان عورت پر بھی) [۲] اور اسی طرح بھی ارشاد ہے: ''ہر مومن پر علم سیکھنا فرض ہے'' [۳] چنانچہ آپ نے تصوف کے کورس کے لئے مندرجہ ذیل کتب کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم فرمایا:

(۱) کشف المحجوب	(۲) اخبار الاخیار	(۳) عوارف المعارف
(۴) تذکرۃ الاولیاء	(۵) غنیۃ الطالبین	(۶) نفحات الانس

بندۂ ناچیز نے اِن کتابوں کے اَسباق آپ سے پڑھنا شروع کئے جب ''تذکرۃ الاولیاء'' کا مطالعہ شروع کیا تو حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اِس عظیم کتاب کے دیباچہ کے پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ آپ نے دیباچہ میں

[۱،۲،۳] ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۴ ص ۲۰، کنزالعمال حدیث نمبر ۲۸۶۹۸۔ ۲۸۶۹۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۹۵، حدیث نمبر ۱۰۴۳۹، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۱۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۸ ص ۳۴، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۹۶، کنزالعمال حدیث نمبر ۲۸۶۵۴۔ ۲۸۶۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۳۴۴، کشف المحجوب پہلا باب اثبات علم، قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۱۸۷، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۹ ص ۶۳، ۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵، کنزالعمال حدیث نمبر ۹۰۵۰، مشکوٰۃ ص ۳۹۴۔

کتاب کے لکھنے کی سولہ وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ جن کے مطالعہ کے بعد بندۂ ناچیز کے دل میں بھی کچھ کام کرنے کا جذبہ اور شوق پیدا ہوا۔

حضرت باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ بندۂ ناچیز کی بہت بڑی خوش بختی ہے کہ آپ جب بھی لاہور تشریف لاتے اور جہاں کہیں بھی تشریف فرما ہوتے تو آپ میزبان سے فرماتے ''منیر'' کو بلاؤ۔ چنانچہ جونہی بندۂ ناچیز کو اِطلاع ملتی یا پتا چلتا کہ حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فلاں جگہ تشریف لائے ہیں تو بندہ آپ کے (روحانی) تصرف سے تمام مصروفیات کو ترک کر کے حاضر ہو جاتا۔ بندۂ ناچیز آپ کی گفتگو کو قلم بند کرتا رہتا، تمام برادرانِ طریقت جو موقع پر موجود ہوتے گواہ ہیں۔ یہ ایک ایسی تڑپ اور شوق تھا جو آپ کی نگاہِ کرم سے نصیب ہوا، یہی شوق اور تڑپ آپ کی نگاہِ فیض سے آپ کے ملفوظات اور تقاریر کی ترتیب دینے کا سبب بنا۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تذکرۃ الاولیاء'' لکھنے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہی آپ کی سیرت کی کتاب ''یوسف مصرِ محبت'' لکھنے کا سبب بنیں۔ اِن وجوہات کا ذکر پیر بھائیوں اور سیدی مرشدی شیخ طریقت حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلقین، معتقدین اور طالبانِ راہِ سلوک و طریقت کے شوق میں اضافہ کرنے کیلئے تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) میری کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' بطور یادگار باقی رہے جب کوئی اِس کے مطالعہ سے کشائش حاصل کرے تو میرے حق میں نیک دُعا کرے اور کیا عجب کہ اُس کی کشائش سے میری قبر بھی کشادہ ہو جائے۔

(۲) بزرگوں کی باتیں پڑھنے سننے والا اگر طالب ہو تو قوی ہمت ہو جاتا ہے اور اُس کی طلب اور خواہش میں زیادتی ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ سننے والا اگر مغرور اور متکبر ہو تو وہ اپنے غرور کو دماغ سے باہر نکال پھینکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی بھلائی اور بڑائی

سے مطلع ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ آنکھیں رکھتا ہو اور اندھا نہ ہو تو خود مشاہدہ کرے گا، جیسا کہ شیخ محفوظ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے۔ ''مخلوق کو اپنے ترازو میں نہ تول بلکہ اپنے آپ کو مردانِ خدا کے ترازو میں وزن کر تاکہ تجھ پر اپنا افلاس اور اُن کا فضل وکمال روشن ہو جائے''۔

(۳) لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا بزرگوں کی حکایات اور روایات سے کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اُن کی باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو شکستہ دل مرید کے دل کو قوی کرتا ہے۔

(۴) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے کہ نیک لوگوں کا ذکر کرتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

(۵) بزرگانِ دین کے پاکیزہ کلام سے مجھے مدد اور فائدہ پہنچے اور مرنے سے پہلے کسی بزرگ کی شفاعت کا سایہ نصیب ہو۔

(۶) چونکہ قرآنِ مجید اور حدیثِ نبوی ﷺ کے بعد بزرگوں کا کلام سب سے بہتر ہے اگر ان لوگوں میں سے نہ بھی ہو سکیں تاہم اُن کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت ہی حاصل ہو جائے گی۔

(۷) قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سمجھنے کے لئے لغت اور صرف ونحو کا جاننا ضروری ہے اور عام لوگ اِن کے معانی سے بآسانی فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ اِس لئے بزرگوں کے حالات جو قرآنِ مجید اور احادیثِ پاک کی عین شرح ہیں اُن سے عام وخاص فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۸) اگر باطل اور ناشائستہ باتیں دل پر اثر کر جاتی ہیں تو اچھی اور شائستہ باتیں دل پر کیوں اثر انداز نہ ہوں گی؟۔ بلکہ ہزار گنا اُس سے زیادہ اثر انداز ہوں گی۔

(۹) حضرت شیخ بوعلی سینا رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے میں دو خواہشیں رکھتا ہوں ایک تو یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ کی باتیں سنتا رہوں اور دوسرے یہ کہ اُس کے

کسی بندے کو دیکھتا رہوں۔

(۱۰) غفلت سے بچنے کے لئے بزرگانِ دین کے حالات اور گفتگو روزانہ پڑھ لینا چاہئے۔

(۱۱) میرے دل میں بچپن سے بزرگوں کی محبت جاگزیں تھی اس لئے میرا دل اُن کے حالات کے سوا اور کسی چیز سے اطمینان حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ پس میں نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق اُن کو فراہم کر لیا۔

(۱۲) میں نے بزرگوں کا دامن مضبوطی سے تھام لیا۔ جن کی ہر بات میرے دل کی گہرائیوں میں اُترتی جاتی تھی۔

(۱۳) زمانے کی رفتار سے مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اہل غفلت کہیں بزرگوں کو بالکل بھلا نہ دیں تو صاحب دل لوگوں کی یادیں باقی رکھنے کے لئے ''تذکرۃ الاولیاء'' کو مرتب کیا۔

(۱۴) بزرگوں کی یادیں اہل دنیا کے دلوں کو سرد کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔

(۱۵) کتاب کی تدوین کا سبب یہ بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اِس کے سبب میری نجات ہو جائے۔

(۱۶) حضرت یحییٰ عمار رحمہ اللہ تعالیٰ کو (جو حضرت امام سہری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اُستاد تھے) اُن کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے تو آپ نے جواب دیا' اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا: اے یحییٰ میں تجھ سے سخت معاملہ رکھتا تھا لیکن ایک روز ایک محفل میں تو میری تعریف کر رہا تھا کہ میرے دوست کا اُدھر سے گذرا ہوا' اُسے سن کر بہت لطف وسرور حاصل ہوا تو میں نے تجھے اُس کے لطف وسرور کے طفیل بخش دیا ہے' ورنہ تو دیکھ لیتا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا۔

بس بندۂ ناچیز کے دل میں اِس کتاب کی تالیف کے پیچھے یہی حاجتیں تھیں خصوصاً اپنی اُخروی نجات اور بچاؤ کا اِرادہ اور یہ کہ پڑھنے کے بعد احباب اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوب دوست' پیرِ طریقت' شیخ معظم' کامل پیرومرشد' قطب جلی' امین علم لدنی حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ بندہ کو بھی یاد رکھیں نیز پڑھنے والے بندہ کے لئے دُعائے خیر کریں۔ بندۂ ناچیز کے لئے حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی' اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

"دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص وہاں سے گزرے گا تو (دوزخیوں میں سے) ایک دوزخی اُن بزرگوں سے کہے گا' اے بزرگ کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور ایک دوزخی کہے گا' میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا اور یہ جنتی اُس کی شفاعت کرے گا پھر اُسے جنت میں داخل کرے گا"۔ ؎

بندۂ ناچیز نے اپنی بخشش کے لئے کامل پیرومرشد کی دیگر کتابوں کے علاوہ آپ کی سیرت کی کتاب بھی مرتب کی ہے۔ بندۂ ناچیز نے بھی آپ سرکار کو اکثر وضو کروانے کا شرف حاصل کیا ہوا ہے' ٹھنڈا پانی پیش کرنے کا ثواب بھی پایا ہے۔ بندۂ ناچیز بھی قیامت کے دن آپ سے عرض کرے گا یہ وہ سیاہ کار ہے جس نے وضو کروایا تھا' کپڑے دھوئے تھے' آپ کی کتابیں ترتیب دیں تھیں اور سیرت کی کتاب مرتب کی تھی۔ تو یہ چیزیں بخشش اور نجات کا ذریعہ بن جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰' مشکوٰۃ ص ۴۹۲۔

اِن ارشادات کی روشنی میں ہر شخص جو نیک، صالح اور متقی و پرہیزگار یا گنہگار وسیاہ کار ہے اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے پیاروں سے پیار کرنا چاہئے کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمان عظیم ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ’’انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے‘‘۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے، جب نماز ادا فرمائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے جو قیامت کے بارے میں سوال کر رہا تھا؟ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) غلام حاضر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے‘‘؟ صحیح مسلم میں ہے ’’یہ سن کر وہ شخص دب گیا‘‘۔ اُس نے عرض کیا، میں نے زیادہ نمازیں نہیں پڑھیں اور نہ زیادہ صدقات کئے ہیں (یعنی میں نے بدنی اور مالی عبادات سے فرائض واجبات وغیرہ کے علاوہ زیادہ کچھ نہیں کیا) ’’لیکن میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں‘‘ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ’’تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے‘‘۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ’’اُس دن ہم بہت خوش ہوئے اور یہ بھی فرمایا: اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا وہ اِس بشارت پر خوش ہوئے۔ ۵

---

۵ بخاری جلد ۲ ص ۹۱۱ ‘شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۶۵ ‘مسلم جلد ۲ ص ۳۳۲ ‘ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۴‘۱۰۲ ‘ جلد ۳ ص ۲۰۷ ‘ مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۱۷ ‘ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۸۰ ‘ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۱۸۷ ‘حدیث نمبر ۳۰۷۱ (عن ابی سریحہ مختصراً) دار قطنی جلد ۱ ص ۱۳۲۔

تقاریظ

از: پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوار نگینہ حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی مدظلہ العالی

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ ۷ گ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله النبی الکریم الامین

وعلیٰ آلہٖ واصحابه واولیاء ملته وملته اجمعین

الحمد للہ کامل پیر و مرشد کی سیرت "یوسف مصرِ محبت" حصہ دوم کا مسودہ موصول ہوا، پڑھ کر دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی کہ حضرت قبلۂ عالم سرکار باباجی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالات زندگی میں لکھی جانے والی ضخیم کتب میں اس کتاب "یوسف مصرِ محبت" کو ایک مقام حاصل ہے کیونکہ اس میں حضور باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی سنہری زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا۔ مزید حضرت قبلۂ عالم سرکار باباجی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کی دینی مسائل پر بے بدل تحقیقات کو عوام الناس تک پہنچایا گیا ہے۔ وہ مسائل شعری صورت میں ہیں یا نثر کی صورت میں۔

میں نے بہت سے مقامات کو زیرِ مطالعہ رکھا' واقعات کو پڑھا۔ حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے ایک دو جگہ سے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو آگاہ کیا جن کو زیرِ بحث لانے کے بعد درست پایا۔

قارئین کرام! اکابرین اسلاف کا تذکرہ کرنا آسان منزل نہیں۔ اس منزل پر محبانِ الٰہی کی مہر و محبت شاملِ حال رہے تو پھر منزل قریب سے قریب تر آجاتی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب جو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی نظروں کے پروردہ ہیں انہوں نے آپ سرکار کے انوار و تجلیات کو عوام الناس تک پہنچا کر بہت بڑا اور عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد انہیں جزائے خیر سے

نوازے اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے دین و دنیا میں شفاء کاملہ فاضلہ عاجلہ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دُعاگو

محمد اللہ دتہ یوسفی المعروف ابن نگینہ زم زم یوسفی

حضور قبلۂ عالم سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ تبریک پیش ہے:

منقبت

جاواں صدقے پیر نگینے توں — جہناں فیض دا بحر چلایا اے
جیہڑا در تے منگتا آیا اے — سوہنے خیر دے نال رجایا اے
رہی ذرہ جان دی لوڑ نہیں — سرکار نے چھوڑی تھوڑ نہیں
اسیں بھل گئے دوارے ہوراں دے — ایسا خیر سخی نے پایا اے
اساں ہور کسے ول جانا نہیں — اساں دردکسے نوں سنانا نہیں
ساڈا خالی دامن پُر کیتا — لجپال نے کرم کمایا اے
ہویا سوہنا مرشد راضی اے — بڑی کیتی کرم نوازی اے
کراں خدمت گاری مرشد دی — میرا محشر لئی سرمایہ اے
ملے سب توں سہارا سوہنے دا — رہوے وسدا دوارہ سوہنے دا
دن رات دُعاواں دیندے ہاں — اساں سب کچھ جھولی پایا اے
سانوں ملیا جو کچھ منگیا اے — سخی اپنے رنگ وچ رنگیا اے
ویکھاں زمزم مرشد ہر پاسے — ایسا اپنا رنگ چڑھایا اے

از:
پیرِ طریقت مجمعِ انوارِ نگینہ حضرت
صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ چیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ ے اگ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

علامہ منیر احمد یوسفی نے قبلہ والدِ گرامی پیرِ طریقت ،رہبرِ شریعت، امین علم لدنی قطبِ جلی حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارک کے بارے میں جو کتاب ''یوسف مصرِ محبت'' کے نام سے شائع کی ہے یہ اُن کی اپنے شیخ کامل کے ساتھ محبت بھرے قلبی اور روحانی تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اِس میں اُنہوں نے حضرت قبلہ والدِ گرامی علیہ الرحمہ کے حالات' ولادت سے لے کر پوری زندگی کا نقشہ' بزرگانِ دین سے کی جانے والی محبت اور آپ کی علمی عظمت وشان اور کرامات کو نہایت خوبصورتی سے تحریر کیا ہے۔

حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی نے ربی نہیں حقیقی محبت کا حق ادا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اِن کے خلوص اور محبت کو قبول فرمائے۔آمین!

دُعا گو

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

از: پیرِ طریقت رہبرِ شریعت مجمع انوار نگینہ حضرت
صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانۂ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ ۷ ٧ گ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

امّا بعدُ اللہ تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہوا ہے۔ لہٰذا قیامت تک کے لئے دینِ متین اپنی چمک دمک کے ساتھ باقی رہے گا۔ دنیا میں بے شمار کفر والحاد اور بدعقیدگی کی آندھیاں چلیں۔ طرح طرح کے نئے عقائد اور نظریات گھڑے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن من گھڑت نظریات اور عقائد کے رد کرنے اور دین کی نظری و فکری حفاظت کے لئے ہر دور میں مردِ کامل پیدا فرمائے اور رجالِ کامل کی برکت سے فتنے دور ہو گئے۔ اِن بابرکت مردانِ کامل میں سے ایک عظیم ہستی، عالم نبیل، فاضل جلیل، فنافی الشیخ، فنافی الرسول پیرِ طریقت رہبرِ شریعت منبعِ علم و عرفان، حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی اللہ طول عمرہٗ و نفعنا اللہ بطول حیاتہٖ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اِتنا خاص کرم فرمایا ہے کہ آپ بے شمار علوم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ علم تفسیر ہو تو آپ عظیم مفسر ہیں، علم حدیث ہو تو آپ ایک عظیم محدث ہیں، علم فقہ ہو تو آپ ایک فقیہہ ہیں، علم مناظرہ ہو تو آپ ایک عظیم تجربہ کار مناظر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفاظتِ دین کی وہ تڑپ عطا فرمائی ہے جو شاذ ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ آپ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی خدمت اسلام فرما رہے ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جس موضوع پر آپ قلم اُٹھاتے ہیں، اُس موضوع پر آپ تحقیق کا حق ادا کر دیتے ہیں اور وہ کتاب اُس موضوع پر ایک اِنسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ "یوسف مصرِ محبت" (جلد دوم) قبلہ باباجی سرکار پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ

مولانا الحاج محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے بارے میں سب سے پہلے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے لکھی۔ ''نوری نگینہ'' حافظ محمد حسین حافظ مرحوم فیصل آبادی۔اور'' میرا نگینہ علامہ صائم چشتی کی منظوم تصانیف ہیں اور اوراد وظائف کی کتاب ''کشکول یوسفی'' میں تعارف مترجم مختصر حالات زندگی کے مرتب علامہ منیر احمد یوسفی ہیں۔قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کا مزار شریف بھی انہی کی کاوشوں سے ماشاء اللہ مکمل ہوگیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

یہ کتاب ''یوسف مصرِ محبت'' ایک عظیم شاہکار ہے کیونکہ علامہ منیر احمد یوسفی نے قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے ساتھ کافی عرصہ گزارا۔آپ کی کرامات کو کماحقہٗ بیان فرمایا۔ کچھ دوستوں، بزرگوں سے سن کر باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی جو کشف وکرامات تحریر فرمائی ہیں' وہ حق ہیں۔ یہ سارا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے صدقہ اور قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔شب وروز آپ ماشاء اللہ مجاہدانہ طور پر گزار رہے ہیں اور ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' بڑی تحقیق کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

دُعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد اس کتاب کے طفیل مجھے اور مؤلف اور پڑھنے والوں کو نیک مقاصد میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور ذریعہ نجات ومغفرت بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین ﷺ

دُعا گو

محمد بشیر احمد یوسفی عفی عنہ

از: پیرِ طریقت مجمع انوار نگینہ حضرت

صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۹۶ گ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

''یوسفِ مصرِ محبت'' ایک خوبصورت اور محبت بھرا نام ہے۔ حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ یقیناً ''محبت کا شہر'' تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کی سیرت کی یہ کتاب محبت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ اِس لئے کہ حضرت بابا سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی نظرِ کرم کے پروردہ بھائی منیر احمد یوسفی نے اِنتہائی محبت سے' محبت والے لوگوں کیلئے محبت پھیلانے کیلئے تحریر کی ہے۔ حضرت بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اِس سوانح حیات کی مثال پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص بھی یہ کتاب پڑھتا ہے' وہ محبت بھرے تاثرات پیش کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ''یوسفِ مصرِ محبت'' پڑھنے والوں کو نہ صرف یہ کہ محبت کا نور حاصل ہوتا ہے بلکہ عقائدِ اہلسنت و جماعت کا بھی پتا چلتا ہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی ساری زندگی' اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ' صحابہ کرام' اہلِ بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت سکھانے اور مذہب حقہ اہلسنت و جماعت پھیلانے میں گزری ہے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں دین کی محبت' اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی محبت اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت کا سیلاب آجاتا تھا۔ لوگوں کے عقائد بھی دُرست ہوتے تھے اور اعمال بھی صحیح ہوجاتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ کریم بھائی منیر احمد یوسفی صاحب کی محبت کو قبول فرمائے اور یہ عظیم الشان کتاب ''یوسفِ مصرِ محبت'' لوگوں کیلئے ذریعہ محبت اور نسخہ ہدایت ثابت ہو۔ آمین!

دُعا گو

خلیل احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال محترم المقام قابلِ صد تکریم حضرت سیّد عارف مجبور رضوی مدظلہ العالی نے دسمبر ۱۹۹۰ء میں پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے پہلے عرس کے موقعہ پر بندۂ ناچیز کی درخواست پر قطعۂ تاریخ وصال ارسال فرمایا: جو ماہنامہ ''سیدعارات'' جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۹ جنوری ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ بندۂ ناچیز نے جب ''یوسف مصر محبت'' کتاب کا دوسرا ایڈیشن اضافے کے ساتھ شائع کیا تو حضرت سیّد عارف مجبور رضوی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں برائے تبصرہ پیش کی تو انہوں نے قطعۂ تاریخ اشاعت ارسال فرمایا' جو پیش خدمت ہے اور ساتھ ہی قطعۂ تاریخ وصال کا ذکر کیا۔ حضرت سیّد عارف مجبور صاحب نے ازسرِ نو قطعۂ تاریخ وصال بھیجا۔ بندۂ ناچیز موصوف کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہے۔

طالب دعا: ناچیز منیر احمد یوسفی عفی عنہ

پہلا قطعۂ تاریخ وصال

''آہ نادرِ زمانہ فاضل نگینہ''

(۱۴۱۰ھ)

''گُلِ شگفتہ عاشقِ مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ''

(۱۹۸۹ء)

صبح و مسا ہو جس کے لبوں پر درود پاک گرداب موت بھی تو رہتا ہے اس کو ہوش

ایوانِ وعظ و رشد و ہدایت کی دوستو! لو ایک اور شمع صداقت ہوئی خموش

دینِ مُبیں کا ایک مُبلّغ بچھڑ گیا دنیائے سُنّیت کا کہاں اب وہ سرفروش؟

نغمہ سرائے باغِ نبوت ہوا وہ کیا؟ مرغانِ خوش نوا ہیں ہوئے آج سے خموش

مجبور جب ہوئی مجھے فکرِ سنِ وصال ''ایزد شناس واعظ'' فرما گیا سروش

۱۴۱۰ھ

ازقلم: سیّد عارف مجبور رضوی گجرات

دوسرا قطعۂ تاریخ وصال

"آہ نادرِ زمانہ فاضل نگینہ"

(۱۴۱۰ھ)

"گلِ شگفتہ عاشق مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ"

(۱۹۸۹ء)

رحم و کرم پہ موت کے پھرتی ہے زندگی — انسان ہے اِس جہان میں دَرد و الم بدوش
چکھنا ہے ہر کسی نے یہاں موت کا ذائقہ — کرنا ہر اِک نفس نے ہے جامِ قضاء کو نوش
صبح و مسا ہو جس کے لبوں پر دُرود پاک — گردابِ موت بھی تو رہتا ہے اُس کو ہوش
ایوانِ وعظ و رُشد و ہدایت کی دوستو! — لو ایک اور شمعِ صداقت ہوئی خموش
دینِ مُبیں کا ایک مُبلّغ بچھڑ گیا — دُنیائے سنّیت کا کہاں اَب وہ سرفروش؟
نغمہ سرائے باغِ نبوت ہوا وہ کیا؟ — مرغانِ خوش نوا ہیں ہوئے آج سے خموش
مجبور جب ہوئی مجھے فکر سن وصال
"ایزد شناس واعظ" فرما گیا سروش

۱۴۱۰ھ

نتیجۂ ذکر
سید عارف مجبور رضوی گجرات

"یوسفِ مصرِ محبت" کے بارے
حضرت سیّد عارف مجبور رضوی صاحب کا اِظہارِ محبت

محترم المقام مولانا منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ

سلام مسنون!

"یوسفِ مصرِ محبت" حصہ دوم کا ایک نسخہ آپ کی محبتوں کا سامان لئے نظر نواز ہوا۔ کرم فرمائی کے لئے از حد ممنون ہوں۔ آپ کی خواہش کے احترام میں اپنے خیالات قطعہ تاریخِ طباعت کی صورت میں ارسال کر رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ "یوسفِ مصرِ محبت" حصہ اوّل کے لئے چشم براہ ہوں ممکن ہو سکے تو حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مجموعہ کلام کا ایک سیٹ مرحمت فرمادیں۔ اُمید ہے کہ آپ ہر لحاظ سے مع الخیر ہوں گے اپنی یادوں کے ساتھ ساتھ دُعاؤں میں بھی زندہ رکھیں۔

قطعۂ تاریخِ اشاعت

"اعجازِ خُلقِ نگینہ سرکار"

(۱۴۲۸ھ)

"بہارِ عرفان تالیفِ لطیف مولانا منیر احمد صاحب یوسفی"

(۲۰۰۷ء)

آج ہے پیشِ نظر تذکرۂ مہر و وفا | برملا جس سے ہوا ایک زمانہ پرُنور
کاوشِ دل کشِ علامہ منیر احمد ہے | عشق و مستی کی سند، فقر وغنا کا دستور
مجمعِ فیضِ نگینہ کے قلم کا فیضاں | ایک عالم کو کرے اپنے اثر سے مسحور
فکر و اوصافِ نگینہ کو قلم بند کر کے | کر لیا بحرِ عقیدت کو مؤلف نے عبور
عاشقِ شاہِ مدینہ☆ تھے نگینہ سرکار | نعت خوانی سے ملا جن کو خطابت کا وفور
پیکرِ صدق و صفا حاجی محمد یوسف | علم ہے جن کا مسلم تو عمل ہے مشہور
میرے محسن تھے مربی تھے حکیم موسیٰ | وہ نگینہ کو سمجھتے تھے بجا علم کا طور
یوسفِ مصرِ محبت کے پرستاروں میں | رب کی توفیق سے شامل ہیں سبھی اہلِ شعور
سنِ اشاعت کا کہو یہ غیب سے آئی ندا | "یوسفِ مصرِ محبت' پاک طینت" مہجور

۱۴۲۸ھ

از اثرِ خامہ
سیّد عارف مہجور رضوی گجرات
اگست ۲۰۰۷ء

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

از: حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی ازہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یوسفِ مصرِ محبت" داستان ہے دعوت وعزیمت سے، عبارت مردِ کامل کی، "یوسفِ مصرِ محبت" تذکرہ ہے عشق ومحبت کی دولت سے مالا مال ولی کامل کا۔ "یوسفِ مصرِ محبت" درس ہے راہِ سلوک کی منازل طے کرنے والوں کے لئے، "یوسفِ مصرِ محبت" مشعلِ راہ ہے دعوت وارشاد کی دنیا میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کے لئے۔

اکابر اسلاف کا تذکرہ لکھا نہیں جاتا' لکھایا جاتا ہے کیونکہ یہ "فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ" میں پنہاں وعدۂ الٰہیہ کی تکمیل ہوتا ہے۔ یہ تذکرہ جہاں اہل اللہ سے محبت اور اُن کی حیاتِ طیبہ سے یگانگت کا ثبوت ہوتا ہے' وہاں اَخلاف کے لئے دینِ متین سے وابستگی، اصلاحِ نفس واصلاحِ خلق کی تربیت اور بامقصد زندگی گزارنے کے طور طریقے سیکھنے کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی جذباتی اور اندھی تقلید کا شکار اپنے مرشد پاک کی بزرگ شخصیت کے حالات وواقعات پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو افراط وتفریط کا خدشہ باقی رہتا ہے۔ مبالغہ آرائی کی دنیا سے نکلنا مشکل ہوتا ہے اور نیست کو ہست اور نابود کو بود بنانا' ایسے لوگوں کی باتیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے کیونکہ "اِذَافَاتَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ"

(بے حیا باش ہر چہ خواہی کن) کا نسخہ کیمیا (بلکہ نسخہ قیمہ) اُن کے پیش نظر ہوتا ہے۔ پھر جن لوگوں نے اِن شخصیات کو دیکھا ہوتا ہے جن کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اُن کے لئے ایسے تذکروں کا رد کرنا آسان ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے اِس شخصیت یا شخصیات کو دیکھا نہیں ہوتا اُن کے اعتماد کا کمل دارومدار وہ تذکرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا دھوکہ دہی کے اِس جال میں اُن کا شکار ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

لیکن الحمدللہ ایک باعمل عالم دین عاشق رسول کریم ﷺ اور ولی کامل حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ زندگی کو دیانت وامانت کے آئینے میں دکھانے کا اعزاز ایک ایسی شخصیت کو حاصل ہوا جو نہ صرف ایک فاضل جلیل ہیں بلکہ سُنّتِ رسولِ کریم ﷺ پر پوری طرح عمل پیرا اور دیانت وامانت کا مرقع شخصیت ہیں۔

"یوسف مصر محبت" کے مؤلف مصنف علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کا نام ہی اِس تذکرۂ جلیلہ کی صداقت کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے حضرت نگینہ ﷫ کی روشن وتابناک زندگی سے ملتِ اِسلامیہ کو روشناس کر کے اِحسانِ عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اِس کتاب مستطاب کے افادہ و اِستفادہ کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاروی ازھری
جامعہ نظامیہ رضویہ / جامعہ ہجویریہ
یکم جمادی الاول ۱۴۲۸ھ
بمطابق ۱۸ مئی ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک

از: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت محمد فیض الحبیب اشرفی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سماحۃ العلامۃ منیر احمد یوسفی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج ہمایوں؟

فضیلۃ الشیخ والعلامۃ الحاج محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کی سیرت و سوانح پر مشتمل آپ کی تالیفِ لطیف ''یوسف مصر محبت '' کی جلد دوم باصرہ نواز ہوئی جو حسنِ ظاہری و باطنی سے آراستہ ہے۔

ممدوحِ مکرم نور اللہ مرقدہ اُن با کمال نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے تعلیم و تدریس، دعوت و تبلیغ اور اِصلاح و تربیت کے عظیم مشن میں ساری زندگی گذار دی۔ اَن گنت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ایک صاحبِ کمال ہستی کا تذکرہ ہو اور صاحبِ ذوق مصنف کا محبت بھرا قلم! تو پڑھنے والوں کا لطف دو آتشہ ہو جاتا ہے۔

اِس برگزیدہ ہستی کی حیات و خدمات کا بیان اور خوبصورت اندازِ تحریر اِن کے آستانہ عالیہ کے فیوض و برکات کا حلقہ وسیع تر کرنے کا ذریعہ بنے گا (ان شاء تعالیٰ) اور اِس سے بے شمار لوگوں کا بھلا ہو گا۔ تشنگانِ علم و معرفت کی پیاس بجھے گی اور اِسلام کی روحانی اقدار کو فروغ ملے گا۔ رَبُّ العزت ہم سب کو اپنے حبیبِ مکرم، رحمتِ عالم، سیدِ کائنات ﷺ کی راہوں پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین

والسلام مع الاکرام

محمد فیض الحبیب اشرفی عفی عنہ

المستفیض آستانہ عالیہ، خادم مدرسہ فیض الاسلام اُستانی شریف

19 رمضان کریم ۱۴۲۸ھ

از: حضرت علامہ مولانا سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اُمید ہے بفضلہٖ تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کی سیرت پر تحریر شدہ آپ کی کتاب ''یوسف مصرِ محبت'' موصول ہوئی۔ شکریہ۔ کتاب کو راقم نے جگہ جگہ سے مطالعہ کیا۔ اندازہ ہوا کہ حضرت قبلہ نگینہ علیہ الرحمہ ایک ولی کامل تھے' جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں سیّد عالم نورِ مجسم ﷺ سے بدرجۂ اتم فیض یافتہ تھے۔ آپ نے یہ تذکرہ تحریر فرما کر قرآنی حکم ''وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ'' کی طرف اَحسن انداز میں ترغیب وتشویق دلانے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی اِس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

والسلام مع الاکرام
آپ کا مخلص
سیّد وجاہت رسول قادری عفی عنہ
صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی

از: حضرت علامہ مولانا اُستاذ الکل فی الکل محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام حضرت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی

''یوسف مصرِ محبت'' کی صورت میں صوری و معنوی خوبیوں سے مرصع کتاب کی زیارت سے شادکام ہوا جمال و کمال کا حسین اِمتزاج ہے۔ جہاں ایک بندۂ خدا کے احوال' اقوال اور اعمال کا خوبصورت تذکرہ ہے' وہاں قارئین کرام کو اپنی زندگی کے تار و پود درست رکھنے کے گُر بھی موجود ہیں۔ کرامات سے جہاں قلب و روح کی آبیاری کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے' وہاں ظاہری قالب کی بھی طہارت کے لئے روحانی نسخے موجود ہیں۔

حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ اَسلاف کے انوار سے منور تھی' اُنہیں دیکھ کر عملی سپرٹ موجزن ہوتی' اُن کے خطابات درد و سوز کا مرقع اور اُن کے نعت پڑھنے کا انداز عاشقانہ' مجمع اُن کی آواز سنتے ہی محبت و عشق مصطفی ﷺ سے سرشار نظر آتا۔ جن کے مقدر میں اُن کی زیارت تھی وہ بڑے خوش نصیب ہیں مگر جنہیں اُن کی بے پردہ زیارت کا شوق ہے وہ آپ کی تصنیفِ لطیف ''یوسف مصرِ محبت'' کا مطالعہ کرلے میرا وجدان یہ کہتا ہے وہ آپ کی زیارت سے یقیناً بہرہ مند ہوں گے۔

مولیٰ تعالیٰ جل وعلا آپ کو صحت وتندرستی کی نعمت سے نوازے اور فیضانِ قلم کو یوں ہی تقسیم فرماتے رہیں۔ آمین ثم آمین بجاہ المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین

فقط والسلام مع الاکرام

خیر اندیش: محمد منشاء تابش قصوری مریدکے

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بندگی ہی بندگی

یوسفِ مصرِ محبت ہے کتاب لا جواب
ہے میرے پیشِ نظر اب یہ کتابِ مستطاب

"بندہ آمد از برائے بندگی" رومی کہا
"زندگی بے بندگی شرمندگی" رومی کہا

یوسفِ مصرِ محبت کے حالاتِ زندگی
ہیں سراسر بندگی ہی بندگی ہی بندگی

شعرِ رومی کی اگر تفسیر تم کو چاہیے
"یوسفِ مصرِ محبت" کا مطالعہ کیجیے

عالمِ علمِ لدنی ، عاملِ شرعِ مبیں
عاشقِ صادق ، محبِ رحمۃ اللعالمین

اُن کی صورت دیکھتے ہی یاد آ جاتا خدا
اُن کی سیرت تھی سراپا اُسوۂ خیر الوریٰ

نعت لکھنا ، نعت پڑھنا تھا وظیفہ آپ کا
اور اس پہ کار بند ہے ہر خلیفہ آپ کا

آپ کے فیضانِ انور ہیں لاکھوں مستنیر
خوب تر ہیں اُن میں لیکن بالیقیں حضرت منیر

قوم کو جس نے دکھایا ایک "سیدھا راستہ"
جس کے نورانی قلم سے ہے جہاں آراستہ

حضرت الحاج مولانا منیر یوسفی
جن کی رگ رگ میں سمایا ہے خمیر یوسفی

حضرت یوسف نگینہ کے ہیں عاشق زار یہ
اور ہر باطل سے ہیں بیزار یہ بیزار یہ

جن کی سوچوں کا ہے محور مُرشدِ عالی مقام
ہیں اُنہی کے دامنِ فیضان سے فائز المرام

فیض کے وارث وہی ہوتے ہیں تابش بالیقیں
جان و دل سے جو ہوں وابستہ شفیع المذنبین

از: حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

صوفیاء کرام (عباد خواص واهل الله) رحمہم اللہ تعالیٰ کا مقدس گروہ اُمتِ مسلمہ کے لئے اِتباعِ شریعتِ مطہرہ کا عملی نمونہ ہے اور اِن کے سچے تذکرے اور مبارک حالات مسترشدین کے لئے قیمتی اثاثہ اور رشد وہدایت کا کافی سامان ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اِنہوں نے کمال درجہ اِخلاص اور مثالی تقویٰ سے اپنے قلوب کو اِس قدر صیقل کیا ہوتا ہے کہ اِن کے تذکروں میں بھی روشنی پائی جاتی ہے جن کے مطالعہ سے بعینہٖ وہی قلبی سکون ملتا ہے جو اِن کی پاک صحبتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

وَعَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ "وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ" (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَقَلَهُ الْجَلَالُ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَقَالَ فِي الْخُطْبَةِ وَصَنَّهٗ عَمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ وَضَّاعٌ اَوْ كَذَّابٌ)

بناء بریں اِن سے لوگوں کو روشناس کرانا اُمورِ دین سے ہے جس کی دلیل قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں مذکور ومنقول صالحین کے قصص وواقعات بھی ہیں جنہیں خود اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور رسولِ کریم رؤف ورحیم (ﷺ) نے بیان فرمایا ہے اور اِن میں خصوصیت کے ساتھ خاتونِ صالحہ سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تذکرے نیز اِن کے حالات کے بیان کرنے کا حکم ہونا اِس کا بیّن ثبوت ہے کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تذکرے کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ولیہ ہی تھیں نبی یا رسول نہ تھیں کہ نبوت و رسالت رجال کے ساتھ خاص ہے۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا اَلْاٰیَۃَ وَقَالَ اَیْضًا وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اَلْاٰیَۃَ

پیش نظر کاوش بھی یقیناً اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس پر حضرت مؤلف علامہ مدظلہ واقعی لائق تحسین ہیں۔ باقی صاحب تذکرہ رحمہ اللہ (سے اگرچہ ذاتی شناسائی نہیں تاہم اُن) کے اہل اللہ ہونے کے لئے علماء جن میں بعض اکابر بھی ہیں کی شہادتیں کافی ثبوت ہیں جیسا کہ کتاب کی تقریظات وتصدیقات سے بھی خوب ظاہر ہے وَقَالَ ﷺ "اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ" رَوَاہُ الشَّیْخَانِ عَنْ سَیِّدِنَا اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ "اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ" (مشکوۃ المصابیح ص۱۴۵ باب المشی بالجنازۃ)

وَقَدْ اَشَارَ اِلَیْهِ بَلْ تَرْجَمَهُ اِلَی الْاُرْدِیَّۃِ شَیْخُنَا الْکَرِیْمُ اَعْلٰی حَضْرَتْ قُدِّسَ سِرُّهُ فِی الْحَدَائِقِ حَیْثُ قَالَ۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں "تیرے شاہد" کہ وہ فاجر گیا

فقط

کتبہ الفقیر مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی
بقلمہ صدر مدرس ومفتی ومہتمم جامعہ غوث اعظم رحیم یار خاں
۱۷ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ جولائی ۲۰۰۶ء
بروز سہ شنبہ

از: مسعودِ ملت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحفۂ ابیقہ سیرت ''یوسفِ مصرِ محبت'' نظر نواز ہوا۔ یادروی اور کرم فرمائی کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ کتاب کا ظاہر بھی حسین باطن بھی حسین۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

ضبط کن تاریخ را زندہ شو
از نفس ہائے رمیدہ پایندہ شو

فقط والسلام
ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۲۷ مئی ۲۰۰۷ء

از: حضرت علامہ مولانا قاری محمد وزیر القادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
واجب الاحترام حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انتہائی ممنون ہوں کہ جناب نے ''یوسفِ مصرِ محبت '' کتاب اس ناچیز کے لئے روانہ فرمائی ہے میرے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے کوئی الفاظ نہیں ہے۔ بے حد ممنون ہوں بہترین کتاب وقت کے لحاظ سے دورِ حاضرہ کے حساب سے اچھی ثابت ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید اس فہم کی تحریر لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا پہلا حصہ اگر ممکن ہو تو عنایت فرما کر مشکور فرمائیں جناب کا بے حد مشکور وممنون ہوں گا ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

فقط والسلام
محمد وزیر القادری خادم جامعہ غوثیہ سلطانیہ
شاہی چوک ڈھاڈر ضلع کچھی بولان بلوچستان
۱۲ اگست ۲۰۰۷ء

از: جناب ڈاکٹر عبدالمجید اولکھ زید مجدہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمی و مکرمی جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محسنِ ملت، درویشِ کامل، قدوۃ السالکین بابا جی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ واقعی اعلیٰ ترین نگینۂ اُمت اور آئینہ شرحِ محمد ﷺ ہیں۔ جو اب بھی ایک سب سے بڑی جائے عام پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کی صلائے عام کا باعث ہیں۔ آپ کی مستقل مزاجی سے اُن کے سلسلہ خدمتِ اہلِ سنت وجماعت کو اِس دورِ فتن میں زندہ وجاوید رکھنا آپ کی بابا جی کے طفیل کرامت ہے۔ یوسفی صاحب کو اللہ تبارک وتعالیٰ برادرانِ اتقا سمیت اِسی حق سچ پر کامل طور اِس خدمت کو جاری رکھنے کی ایسی ہی ہمت طاقت سے نوازے۔ یہ حضرت شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی آپ کے ہاتھوں اعلیٰ ترین خدمت ہے۔ حضرت کرمانوالے سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً لاہور حضور عثمان علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ آتے۔ کبھی کبھی چڑیا گھر بھی جاتے۔ کسی کی عرض پر فرمایا کہ میں شیر کو دیکھنے آتا ہوں جس کی داڑھی بھنویں مونچھیں اور ڈِبی ہوئی کمر کو دیکھ کر مجھے حضرت شیر محمد شرق

پوری کی شان کا مزید اندازہ ہوتا ہے اور میں اس شیر کی طرح اپنے شیر محمد کی مستقل مزاجی پاتا ہوں اور دینِ متین پر طاقت سے لوگوں کو راغب کرتا رہتا ہوں۔ آپ بھی اپنے باباجی کے قول سے اپنے مسلکِ حق کی ویسے ہی آبیاری فرما رہے ہیں۔

اپنا ایک تازہ کتابچہ جو پہلی بار اُردو میں لکھا بھیج رہا ہوں۔ اِسے انگریزی میں امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ کی جیلوں میں اِن ممالک کے نوجوانوں کے مسلمان بننے میں مددگار بنتا ہے۔ نظر سے گزاریں، اب دبئی کی راہ لنڈن، مانچسٹر (ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب) سے ہوتا امریکہ جاؤں گا۔ وہاں چار ماہ بطور امریکی شہری پروگرام چلاؤں گا۔ پھر ماہِ رمضان شریف میں دس اکتوبر کو واپسی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ سے دُعا کی عرض ہے۔

والسلام

احقر ڈاکٹر عبدالمجید اولکھ

۸ جون ۲۰۰۷ء

از: پروفیسر رفیق احمد لغاری زید مجدہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابل احترام حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین) آپ کی طرف سے موصول شدہ کتاب ایک قیمتی تحفہ ہے۔ آپ کی یہ کوشش آج کے پرفتن دور میں جہاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ طاغوتی طاقتوں کے جاہ وجلال نے روحانیت کے آگے جال ڈالے ہوئے روشن خیالی کے نعرہ نے جوانوں کو تباہی کی طرف ڈالا ہوا ہے۔ آپ جیسے اللہ والے ہی اپنے روحانی فیض سے اُمت کو صراطِ مستقیم پر لے کر آسکتے ہیں۔ میرے لائق کوئی حکم ہو تو ضرور لکھیں رحیم یار خان تشریف لائیں تو خدمت کا موقع بخشیں۔

دُعا گو

پروفیسر رفیق احمد لغاری زید مجدہٗ

گورنمنٹ خواجہ فرید کالج رحیم یار خان

از: جناب محمد خان لغاری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم و مکرم جناب منیر احمد یوسفی صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ دنوں مجھے جناب کی طرف سے ''یوسف مصرِ محبت'' موصول ہوئی۔ کتاب خوبصورت' طباعت بہتر اور جس شخصیت کے بارے میں تحریر کی گئی وہ شخصیت بہترین عاشقِ رسول اور اہلِ سُنّت و جماعت کے عالم باعمل اور جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے' کی صحیح تصویر تھے۔ آپ کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''یوسفی'' تو پڑھتا تھا مگر معلوم نہ تھا کہ آپ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں۔ یہ عقدہ کتاب کو پڑھ کر حل ہوا۔

مجھے آپ کی زیارت اور تقاریر سننے کا بارہا شرف حاصل ہوا۔ میں انجمن طلباء اسلام کا خادم تھا کئی مرتبہ لائل پور اور مضافاتی قصبوں میں پروگراموں اور اجلاسوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو کئی جلسوں میں حضرت کا خطاب ہوتا تھا تو ہم بھی چند منٹ لے کر انجمن طلباء اسلام کا تعارف کراتے اور بعد میں حضرت ہماری سرپرستی فرماتے ہوئے کلماتِ خیر سے نوازتے۔ پنجابی میں خوبصورت وعظ فرماتے۔ سادگی اُن کا شعار تھا۔ ہم پر شفقت فرماتے عشقِ رسول ﷺ کا درس دیتے۔ خوبصورت گفتگو فرماتے۔ گفتگو میں مزاح بھی فرمالیتے۔ عجب شان کے انسان تھے جن کے رگ و پے میں حضور ﷺ کی محبت سمائی تھی۔ اُنہی کا فیض ہے کہ مسلک کے نام لیوا باقی ہیں۔ آج کے دَور میں ایسی شخصیات کی سیرت سے آگاہی صراطِ مستقیم پر گامزن کرسکتی ہے۔

اللہ ربُّ العزت آپ کو کتاب کی اِشاعت پر جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت کے نقشِ قدم پر ہم سب کو چلائے۔ (آمین)

طالبِ دُعا: محمد خان لغاری (مدینہ مسجد 108 راوی روڈ لاہور)

۸ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

از: ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

ولیِ کامل، عالمِ باعمل حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اُن عظیم القدر ہستیوں میں سے ہیں جو اگرچہ اس دنیائے فانی سے وصال کر جاتے ہیں لیکن ان کی باتوں کی خوشبو سے ہمارے قلوب و اذہان کے گلشن مہکتے رہتے ہیں اور ان کی یادوں کی ضیاء سے ہماری سوچوں کی اندھیر نگری میں ہر سو روشنی ہی روشنی رہتی ہے۔ اور ان کے کردار و گفتار زندگی کی مشکل راہوں میں راہنمائی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور تعلیمات کی بابت کچھ لکھنا میرے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ کہ ان کا تعلق فیصل آباد کی سرزمین سے ہے۔ حضرت صاحب کی زیارت میں نے بچپن میں کئی بار کی۔ کبھی جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں منعقدہ جلسوں میں، کبھی شہر میں منعقدہ محافلِ میلاد میں اور کبھی دوستوں کے ساتھ دستگیری مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد میں اُن کا خطبۂ جمعہ سننے کے لئے حاضر ہو کر۔ اُن کا پُر نور اور بارعب چہرہ ماہتاب کی طرح چمکتا تھا اور سفید عمامے اور سفید لباس میں وہ فرشتوں سے بڑھ کر معصوم لگتے تھے۔ اُن کی شخصیت میں ایک ایسی کشش تھی کہ وہ مجسم حلاوت بن کر دل کی گہرائیوں میں اُترتے جاتے تھے۔

حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت مختلف اَوصاف کا مجموعہ تھی اور کئی صفات اُن کی ذات میں مجتمع تھیں۔ وہ دینی علوم کے حافظ، روحانی کیفیات کے حامل تو تھے ہی لیکن ایک کہنہ مشق شاعر اور خوش الحان نعت خواں بھی

تھے۔ اِس کے علاوہ ایسے مقرر اور خطیب تھے کہ بڑے بڑے مجمع کو اپنی خطابت کے جادو سے مسحور کئے رکھتے اور گھنٹوں ایسے بیان فرماتے جیسے ابھی تازہ دم ہو کر آئے ہوں۔ اُن کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنے دور کی تین عظیم ترین شخصیات سے بیک وقت فیوض و برکات حاصل کرتے تھے اور اُن سے اکتسابِ عرفان کرتے تھے۔ پہلی ہستی تو اُن کے پیر و مرشد قبلہ سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے۔ جو پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین تھے اور اُن کے روحانی فیوض کے تقسیم کنندہ تھے۔ قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے مرشد سے بہت محبت کرتے تھے اور مریدِ صادق کی طرح ادب و احترام کے سب تقاضے نبھاتے تھے۔ جیسا کہ اِس زیرِ مطالعہ کتاب ''یوسف مصرِ محبت '' میں مذکور ہے۔ دوسری ہستی حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جن کی صحبت نے حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی تشنگی کو دُور کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور تیسری ہستی مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جن کی علمی رفاقت اور راہنمائی نے اِن کو عقائد اور نظریات کے میدان میں یگانہ بنا دیا۔ اپنے دور کی اِن عظیم ترین ہستیوں سے مستفیض ہو کر حضرت قبلہ نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اگر کندن نہ بنتے تو کیا بنتے؟

حضرت پیر مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ جہت شخصیت اور اُن کی تعلیمات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے ''یوسف مصرِ محبت '' کتاب کے مصنف علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی نے ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے۔ اور تشنگانِ علم و عرفان کی تسکین کا سامان مہیا کیا ہے۔ جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب یقیناً ہمارے صوفیانہ لٹریچر میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا منیر احمد یوسفی کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں ایم بی بی ایس کی تعلیم کے دوران مجھے بیڈن ہال ڈیوس روڈ نزد ریلوے اسٹیشن میں مقیم رہا۔ پانچ سال سے زیادہ مدتِ قیام میں جمعہ کی نماز اکثر و بیشتر نوری مسجد لاہور میں ادا کرتا جہاں خطبۂ جمعہ مولانا یوسفی صاحب دیا کرتے ہیں۔ ان کی میٹھی گفتگو شیریں لہجہ اور مدلل تقریر دلوں کو متاثر کر لیتی ہے۔ ایک بار ہم نے اپنے ہوسٹل میں محفل میلاد کا انعقاد کیا تو یوسفی صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔ وہ تشریف لائے اور یوں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مولانا یوسفی صاحب بھی اپنے مرشد کی طرح روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ شیریں لہجہ کے حامل مقرر ہیں اور دینی تحریکوں میں فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ وہ فیصل آباد کی سرزمین پر درسِ قرآن کے لئے اکثر تشریف لاتے ہیں۔ اُنہوں نے یہ کتاب لکھ کر یقیناً احبابِ ذوق پر احسان کیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ، پرنٹنگ اور ترتیب و تزئین نہایت اعلیٰ معیار کی ہے۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ اِس کتاب کو نوجوان نسل کے مطالعہ کے لئے مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ نیز ملک کی اہم لائبریریوں اور دانشگاہوں میں اِس کتاب کی دستیابی لازمی کی جائے۔ تاکہ علم و تحقیق کرنے والے احباب بھی اِس سے استفادہ کر سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

۲۶ جولائی ۲۰۰۷ء

از: پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

جناب محترم پیر طریقت' رہبر شریعت الحاج علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی! آپ نے اِتنی محنت ومحبت اور جانفشانی سے سیّدی مرشدی روحی قلبی فیض گنجور قبلہ وکعبہ باباجی نگینہ سرکار قدس سرہٗ العزیز کی سوانح عمری کا دوسرا حصّہ ''یوسفِ مصرِ محبت'' مکمل کر کے شائع فرمایا۔ دیکھ کر اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ باباجی سرکار قدس سرہٗ العزیز کی زندگی کے ہر گوشہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ قرآنِ مجید وَاَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اُجاگر کیا۔ آپ مبارک باد کے مستحق ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

اولیائے کاملین کی زندگیاں قرآنِ مجید وَاَحادیثِ مبارکہ کا چلتا پھرتا ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد قرآنِ حکیم میں اِرشاد فرماتا ہے: ''اولیاء اللہ اعلیٰ ترین نورانی زندگی کیساتھ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں''۔ (سورۃ الانعام: ۱۲۲)

''اولیاء کی روحیں فرشتوں کی طرح کام کرتی ہیں'' (سورۃ والنازعات: ۵' تفسیر نبوی ﷺ جلد ۷'۸، ص ۲۲)

تفسیر بیضاوی میں حضرت علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ ربّ

العزت اولیاء کرام کا ذکر یوں فرماتا ہے: ''جب اِن کی روحیں اپنے مبارک بدنوں سے اِنتقال فرماتی ہیں اور جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی ہیں۔ پس بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبارِ عالم میں تدبیر کرنے والوں میں شامل ہو جاتی ہیں۔''

اولیائے کاملین وصال کے بعد بھی اعلیٰ ترین نورانی زندگی میں ہم لوگوں میں موجود ہوتے مگر ہم کثافتِ نگاہ کی وجہ سے دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ ہمارے سیدی مرشدی نہ صرف کامل ترین ولی اللہ تھے بلکہ کامل ترین ولی گر بھی۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ بعد از وصال بھی روحانی فیض جاری و ساری ہے۔ جب بھی کسی سائل کیلئے آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کیلئے فضا میں ہاتھ مبارک بلند فرمائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دُعا کو مقبول و مستجاب فرمایا اور ساتھ ہی سائل کے دِل کی گہرائیوں تک یہ بات گھر کر گئی اور اُسے یقین کامل ہو گیا کہ جس دُعا کیلئے گزارش کی گئی ہے وہ دُعا مقبول ہو گئی ہے۔

خیر اندیش

محمد رفیق یوسفی

از: صدر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں اِنسان کوفضیلت بخشی ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کا اِعزاز عطا فرمایا ہے۔اور پھر انسانوں میں سے ایمان والوں کو خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ یعنی تمام مخلوقات میں سے بہتر فرمایا ہے۔ بہترین ہونے کا سبب ایمان اور اَعمالِ صالحہ کو بیان فرمایا گیا۔پھر اِن بہترین لوگوں میں افضل ترین وہ ہیں جو تقویٰ، سچائی، اِخلاص، ایثار، عفوودرگذر، دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی وغیرہ کے اَوصافِ حمیدہ سے نوازے گئے ہیں۔وہ رہبرو راہنما کے مقام پر فائز ہیں۔ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے اچھا اِنسان بننے کا شوق اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ہر صاحبِ ایمان، چاہے وہ کیسے مرتبے اور معیار کا ہے، نماز پنجگانہ میں ''انعام یافتہ'' ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی دُعا کرتا ہے۔تو جن ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہر شخص دُعا کرتا ہے۔ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اُن کی خوبصورت، قابلِ تقلید اور اِنقلابی و اِصلاحی سیرت سے اِیمانی، روحانی اور عرفانی تروتازگی حاصل ہو۔

گذشتہ صدیوں میں بے شمار حضرات نے انعام یافتہ ہستیوں کے "تذکرے" لکھ کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انسانوں کی تاریخ، سیرت وکردار رقم کرنا، محفوظ رکھنا، بیان کرنا اور دوسروں تک پہنچانا سُنّتِ الٰہیہ اور سُنّتِ نبی آخرالزماں ﷺ ہے۔

ہر دور میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے اپنی انقلابی اور اصلاحی تحریکوں سے نسل انسانیت کی دنیا وآخرت کو سنوارنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں ایک نابغہء روزگار شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ جنہوں نے اپنی سیرت وکردار اور دعوت وتبلیغ سے ہزارہا انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف گامزن فرمایا۔

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے اپنے کامل پیرومرشد کے حالاتِ زندگی اور سیرت وکردار اور مشن کو "یوسفِ مصرِ محبت" کے عنوان سے انتہائی خوبصورت سادہ اور دلنشین انداز میں رقم کیا ہے۔ "یوسفِ مصرِ محبت" عرفِ عام میں محض حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی پختگی' اعمال کی درستگی' قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کے لئے بہترین اور خوبصورت کتاب ہے۔ "یوسفِ مصرِ محبت" میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقی کام کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔

خیر اندیش

صدر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

از: جناب ریاض احمد قادری صاحب

جناب منیر احمد یوسفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ کا شائع کردہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' پڑھنے کا اِتفاق ہوا بہت خوشی ہوئی ماشاء اللہ بہت اچھا سلسلہ ہے ۴۰ صفحات میں بہت کچھ ہے۔ حمد باری تعالیٰ، تفسیر یوسفی، درس حدیث شریف، کشف المحجوب، اِمام شاہ احمد رضا بریلوی، حضرت مجدد الف ثانی، صفر کا مہینہ، زہد، نشری تقریر، بخاری شریف، اقامت، بندگی ہی بندگی، کامل پیرومرشد غرض ہر تحریر اپنی جگہ چمکتا ہوا نگینہ ہے۔ پیر طریقت رہبر شریعت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلنے والا یہ شمارہ ہر لحاظ سے منفرد اور اعلیٰ ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' کی اِشاعت کی خبر ملی بہت خوشی ہوئی کہ باباجی کی سوانح حیات محفوظ ہوگئی۔ اِس کتاب کے مطالعہ کی بے حد خواہش ہے اُمید ہے آپ جولائی کے آخری جمعۃ المبارک کے موقع پر جامع مسجد انوار مدینہ رضا آباد گلی نمبر ۳ بازار نمبر ۲ فیصل آباد میں آئیں گے۔ میں بھی وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ ۱۹۷۱ء اور بعد والے سالوں میں جامع مسجد دستگیری میں باباجی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کا شرف حاصل کرتا رہا ہوں۔ تب میری عمر ۶۔۷ سال تھی۔ میرے دادا مرحوم عبدالکریم اور والد مرحوم غلام رسول سرکار باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت مداح تھے۔ تمام عیدیں اور جمعے اُن کی اقتداء میں ادا کرتے رہے۔ اب تو اِس مسجد کی گراؤنڈ میں سکول تعمیر ہو گئے ہیں۔ باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری شبیہ میرے دماغ میں محفوظ اور تروتازہ ہے۔ میں ہر جمعہ اُن کی زبان مبارک سے پنجابی نعتیہ مجموعہ ''نگینے دے نگینے'' میں سے نعتیں سنتا

رہا ہوں۔ آپ نے اُن کی سوانح حیات محفوظ کر کے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔ والسلام!

ریاض احمد قادری

منقبت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یوسف مصر محبت آپ ہیں
راہبر راہِ شریعت آپ ہیں

راہ گم گردان دنیا کے لئے
بے شبہ پیر طریقت آپ ہیں

آپ سے ملتی ہے سب کو آسودگی
روح کا سامان راحت آپ ہیں

آپ کے در سے ملے مہر و وفا
دہر میں عنوانِ اُلفت آپ ہیں

ہیں نگینۂ معرفت آپ ہی
بزم عرفانی کی زینت آپ ہیں

آپ سے پایا سبق تطہیر کا
پیکر اطہر طہارت آپ ہیں

فیض لیتا ہے زمانہ آپ سے
ہر زمانے کی ضرورت آپ ہیں

آپ سے مہکا گلستان عشق کا
عشق کے پھولوں کی نکہت آپ ہیں

آپ سے پائی ہے سب بالیدگی
میرے شعروں کی لطافت آپ ہیں

آپ سے دیدار ہو اَسلاف کا
اولیاء کی اِک زیارت آپ ہیں

آپ ہی کا تذکرہ اعزاز ہے
جان و دل کی اِک سکینت آپ ہیں

آپ کا ہونا کرم اللہ کا
دہر میں اللہ کی نعمت آپ ہیں

از: صاحبزادہ سید محمد اویس محبوب شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف

اولیاء اللہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کے لئے اُس کے مقصدِ تخلیق سے آگاہی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی جستجو کرنے والوں اور اُس کی راہ میں نگاہِ شوق رکھنے والوں کیلئے حکم ربُّ العزت یہی ہے کہ اُس کے پیارے بندوں کے ساتھ رابطہ اُستوار کیا جائے اور وہ اُمور جن تک انسانی عقل کی رسائی ناممکن ہے کے بارے میں اُن سے پوچھا جائے۔ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ کا قول اِس بات پر شاہد ہے۔

صلحائے اُمت کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس اُمت کا رابطہ پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا اور یہ اِس اُمت کا ہی شرف اور خاصہ ہے۔ ملّتِ اِسلامیہ کی بقاء اِنہی نفوس قدسیہ کے دم قدم سے ہے۔ اِن حضرات نے ہر دور میں بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہِ راست کی طرف راہنمائی کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کو اللہ کی معرفت کے جام پلائے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک کے اندر اپنے اِن برگزیدہ، محبوب اور مقبول بندوں کا ذکر بایں الفاظ فرمایا: يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ خالقِ کائنات نے اپنے نیک اور پسندیدہ بندوں کے حالات و واقعات کا تذکرہ فرما کر یہ سُنّت جاری کی کہ اُس کے مقبول بندوں کا ذکر سُنا اور سُنایا جائے۔ مقصود گمراہوں کو راہِ راست پر لانے کا سامان پیدا کرنا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِن پسندیدہ بندوں کو محبت کے ساتھ یاد فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ فَقَالَ ﷺ اَلَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا

اَذْكُرُ اللّٰهَ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولیاء اللہ کے بارے میں سوال عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آئے (کما رواہ النسائی)'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِذِكْرِ اللّٰهِ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ '' یقیناً بعض لوگ اللہ کے ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے'' (رواہ الطبرانی)۔ پاکانِ اُمت کے اِس مبارک سلسلے میں عالم با عمل پیر طریقت حضرت بابا جی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ بابرکات بھی ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم فرد ہیں۔ اِس سلسلہ عالیہ کے فضائل و کمالات احاطۂ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہو یا حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری، حضرت خواجہ بایزید بسطامی ہوں یا حضرت مجدد الف ثانی، حضرت بابا جی سیّد نور محمد چوراہی ہوں یا حضرت بابا جی یوسف علی نگینہ رحمہم اللہ تعالیٰ' اِس سلسلے کا ہر فرد گوہر یکتا ہے۔ بقول حضرت جامی علیہ الرحمۃ ''ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند'' اولیاء اللہ کیلئے ظاہری و باطنی علوم کا جامع ہونا ضروری ہے۔ '' ولی جاہل نہیں ہوتا اور جاہل ولی نہیں ہوتا'' جو بھی ولایت کے مرتبے پر فائز کیا جاتا ہے علم و عمل کا شاہکار ہوتا ہے۔ بعض حضرات رواج زمانہ کے مطابق علم حاصل کرتے ہیں اور بعض امینِ علم لدنی ہوتے ہیں جو بظاہر زانوئے تلمذ طے نہیں کرتے لیکن بارگاہِ حریم قدس سے خصوصی تربیت پا کر'' جامع العلوم'' ہوتے ہیں۔ علم لدنی کا حصول اِس بات کا ثبوت ہے کہ اِن کا انتخاب خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ حضرت بابا جی یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ انہی صاحبانِ معرفت میں سے ایک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی ذات کے اندر بیشمار خوبیاں جمع فرمادیں تھیں۔ وہ نعت خوانی، تقاریر، تبلیغ و تربیت غرض کہ ہر شعبہ میں یکتائے روزگار تھے۔ عشقِ رسول اللہ ﷺ کے سفیر کے طور پر آپ کا نام نمایاں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت اِنسان کو

احسنِ تقویم کے مقام سے روشناس کراتی ہے۔ اِن کے تذکرے وِرد کا دَرمان بن جاتے ہیں اور قوتِ قلب و روح کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ اَلْحِکَایَاتُ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَقْوٰی بِھَا قُلُوْبُ الْمُرِیْدِیْنَ ۔" (اولیاء کی) حکایات اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جن سے مریدین کے قلوب تقویت پکڑتے ہیں"۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ اولیاء اللہ کے تذکروں کو عام کیا جائے اُن کی صحبتوں اور مجلسوں کی کیفیات کو آشکار کیا جائے تا کہ معرفتِ الٰہی کے راز کھلیں اور لوگ قربِ خداوندی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو سکیں ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو جنہوں نے "یوسفِ مصرِ محبت" کے تذکروں کو عام کر کے مریدین کے لئے تالیفِ قلب کا سامان مہیا کیا۔ پیر کامل کے فیضان کے جاری رہنے کا ثبوت اُس کے وہ مرید ہوتے ہیں جو اپنے پیر کے اتباع میں فنا ہوتے ہیں۔ مرید اپنے پیر سے کتنی محبت رکھتا ہے یہ بات اُس کے کردار و گفتار سے آشکار ہوتی ہے ۔ علامہ منیر احمد یوسفی سرتا پا رنگِ یوسف میں رنگی ہوئی شخصیت ہیں جن کے کردار و عمل میں بابا جی نگینہ علیہ الرحمہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ یقیناً یہ نگاہِ نگینہ کا کمالِ فیض ہے جس نے علامہ منیر احمد یوسفی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے اور اصلاحِ اُمت کے لئے جو "سیدھا راستہ" اُنہوں نے دکھایا ہے اللہ پاک اُس کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت فرمائے ۔ (آمین) بحرمۃ الاولین و آخرین ﷺ)۔

خیر اندیش
سید محمد اویس محبوب شاہ

از: پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ محبّ اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی

پیرِ طریقت علامہ منیر احمد یوسفی ممتاز عالمِ دین اور بلند پایہ ادیب ہیں۔ وہ کئی کتابوں کے مصنّف اور ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں اُنہوں نے اپنے شیخ طریقت حضرت پیر حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانحِ حیات کو بڑے اَحسن، دِل کش اور دِل کشا انداز میں مرتب کیا ہے۔ اُن کے علم و فضل، وعظ و خطابت، خلقِ خدا کی راہنمائی و ہدایت، زندگی کے حالات، اقوال و ملفوظات کو بڑے دِل نشین انداز میں مرتب کیا ہے، جس سے اُن کی جامع الصفات شخصیت اور پاکیزہ سیرت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ بے شک اہل اللہ کا ذکر باعثِ رحمت ہے۔ حضرت کے اسمِ گرامی کی مناسبت سے یوسفی صاحب نے کتاب کا نام ''یوسفِ مصرِ محبت'' رکھا ہے۔

حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے پایہ کے نعت خواں، شیریں بیاں مقرر، متبعِ شریعت و پیرِ طریقت اور صاحبِ سوز و گداز بزرگ تھے۔ اُن کے مرید و خلیفہ علامہ یوسفی صاحب نے یہ کتاب مرتب کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ، طباعت اور جلد عمدہ ہے، جب کہ طباعت دو رنگہ ہے۔

محبّ اللہ نوری
۱۷ جولائی ۲۰۰۷ء

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم وشیخ الحدیث مدظلہ العالی

الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین وعلی واصحابہ اجمعین اما بعد

حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کی کتاب ''یوسف مصرِ محبت'' کا دوسرا حصہ مختلف مقامات سے نظر سے گذرا' موصوف نے اپنے محسن ومرشد مربی شیخ المشائخ علامہ یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات وافکار کا ذکر کیا۔ اور حد درجہ حسنِ عقیدت کا اِظہار کیا ہے۔

فقیر مطالعہ کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کتاب عوام الناس کے لئے مشعلِ ہدایت اور چراغِ راہ طریقت وشریعت ہے۔ اور یقیناً اکابر اَسلاف کا تذکرہ بھی داخلِ حسنات ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور کتاب ہذا میں اپنے مرشد مربی کا خوبصورت تذکرہ بھی لائقِ تحسین ہے۔ اور بزرگوں کے نقوشِ جمیل پر عمل پیرا ہونے میں ہماری کامیابی مضمر ہے۔

خداوندِ قدوس مؤلف محترم منیر احمد یوسفی کو اپنے اَسلاف کے روحانی فیضان سے مستفیض ومتمتع فرمائے اور سعیِ جمیل کو مستجاب فرمائے اور اجر کثیر وجزائے جزیل کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

این دُعا از من و جملہ جہاں آمین آباد

دُعا گو

(مفتی) محمد جان نعیمی مہتمم وشیخ الحدیث

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت،
زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنا فی المصطفیٰ، پروانۂ
توحید ورسالت، امینِ علمِ لدُنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہ العزیز

کے دُنیا سے پردہ فرمانے
کے بعد احباب کے

"پیغامات"

اور

"محبت کے نذرانے"

بندۂ ناچیز نے پیغامات ارسال فرمانے والے حضرات
سے ذاتی طور پر رابطہ کر کے اُن کی شفقتیں حاصل کیں

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد حسین نعیمی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
(جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور)

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک خاص بندے اور بڑے عظیم انسان تھے۔ میں نے جوانی میں اُن کی نعت خوانی کے منظر دیکھے ہیں۔ جب وہ نعت پڑھتے تھے، جھوم کر، وارفتگی میں، دیوانگی میں، فنافی الرسول ہو کر تو اُس کا وہ اثر ہوتا تھا کہ تمام کا تمام مجمع جھوم جاتا تھا۔ وہ نعتِ رسول ﷺ ہی کا فیض تھا جو کچھ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اِس زمانے میں صحیح معنوں میں وارثِ انبیاء (کرام علیہم السلام) تھے۔ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) ولایت اور (۲) دعوت۔ نبی (اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ولایت کا تعلق قربِ الٰہی سے ہے اور دعوت کا تعلق اُمت اور اِنسانوں کی ہدایت سے ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے جو وارث ہیں، کچھ وہ ہیں جو ولایت کے وارث ہیں اور کچھ وہ ہیں جو دعوت کے وارث ہیں۔ کچھ اللہ کے محبوب اور مقبول وہ بندے ہوتے ہیں جو نبی کی ولایت کے بھی وارث ہوتے ہیں اور دعوت کے بھی۔

حضرت پیرِ طریقت محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز اصل میں مجمع البحرین تھے۔ شریعت کے بھی جامع تھے اور طریقت کے بھی جامع تھے۔ اولیاء میں اولیاء تھے اور علماء میں علماء تھے۔ اُن کا کام اور انداز اپنے مریدین، متعلقین اور معتقدین کو اپنی

ولایت سے اور اپنی دعوت سے اپنے حاضرین اور سامعین کو فیض پہنچاتا تھا۔ اِس زمانے میں ایسے مجمع البحرین' ایسے جامع الصفات نہیں ملتے۔ نظر ہی نہیں آتے۔ میں سمجھتا ہوں اِس دور کے وہ ایک سلف اولیاء اور علماء کا نمونہ تھے۔ بقیۃ السلف، کوئی ثانی نظر نہیں آتا، کوئی دوسرا نام نظر نہیں آتا۔ جس میں یہ خوبی، یہ کمالات، تقویٰ، پرہیزگاری یہ اَخلاق اور یہ وفا ہو۔ بظاہر ہم مادی طور پر اُن سے محروم ہو گئے ہیں مگر روحانی طور پر آپ کا فیض جس طرح جاری تھا، اب بھی جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اُن کے فیض سے مستفیض فرمائے اور اُن کے ذریعے روحوں کو تازگی عطا فرمائے۔ آمین!

از: حضرت علامہ ابو البدر محمد شمس الزماں قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(مہتمم جامعہ غوث العلوم سمن آباد لاہور)

مبلغ اِسلام ممتاز صوفی اور بزرگ عاشقِ رسول کریم پیرِ طریقت الحاج محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز کی وفاتِ حسرت آیات کی دلفگار خبر پر بے حد صدمہ ہوا۔ مرحوم حضرت والا کی دینی روحانی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی رحلت سے اہلسنت پاکستان ایک عظیم نقصان سے دوچار ہوئے اور ایسا خلاء پیدا ہوا جس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے جملہ متوسلین کو متعلقین اور علماء وعوام اہلسنت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صاحبزادگان والا شان کو اُن کا صحیح جانشین بنائے تاکہ حضرت کا مشن جاری وساری رہے اور اُمّت کی بہتری کا سامان فراہم ہوتا رہے۔ آمین!

از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
(جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اخبار میں حضرت مولانا محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کی خبر پڑھی۔ حضرت صوفی صاحب قدس سرہ العزیز نے مسلک اہلسنّت کیلئے جس خلوص سے ایثار وقربانی اور جہاد فرمایا اور پھر ساری زندگی اسی جہاد میں صرف فرمائی، اِس پر تمام اہلسنّت اُن کے ممنون ہیں۔ اُن کے وصال پر تمام علماء کرام کو صدمہ اور پریشانی ہے کیونکہ اُن کا نعم البدل ملنا ناممکن ہے۔ میری اور جامعہ کے علماء اور طلباء کی طرف سے حضرت کے تمام اَخلاف و پس ماندگان اور مریدین اور متعلقین کیلئے صبرو استقامت کی دُعا ہے اور حضرت کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اِلتجا ہے کہ وہ اُن کیلئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام مختص فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الامین ﷺ

از: حضرت مولانا محمد نور المصطفےٰ رضوی صاحب
(دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں)

مجھے متعدد مرتبہ حضرت صاحب کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ ہمارے دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں بھی تشریف لائے تھے۔ الحمد للہ حضرت کو دیکھ کر سکون ملتا تھا اور آپ کی زیارت کر کے سلف صالحین جیسی زندگیوں کی سیرت و کردار کا انقلاب نظر آیا۔ حضرت کا وصال اہلسنّت کیلئے عظیم حادثہ ہے جس کی تلافی ممکن نہیں دُعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

از: حضرت علامہ مولانا سیّد محمد فاضل شاہ صاحب

(جڑانوالہ)

محقق عالم باعمل حضرت علامہ فہامہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت حاجی علامہ یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال بہت بڑا المیہ اور صدمہ ہے۔ آپ صرف بات کہنے والے ہی نہیں بلکہ کر کے دکھلانے والے تھے۔ ساری ساری رات اللہ اللہ کرنے والے مرد خدا تھے۔ اگر رات بارہ بجے جلسہ ختم ہوتا تو سوتے نہیں تھے بلکہ ورد و وظائف میں ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ مطالعہ شروع فرماتے تو نہ ناشتہ کی پرواہ ہوتی نہ کھانے کا فکر۔ آپ نے درویشانہ زندگی، گاؤں میں گزار دی۔

آپ اسلاف علماء کا بقیہ تھے۔ باقیات الصالحات۔ ایسے عالم ربانی کے بارے میں ہی آتا ہے کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ ۔ ایسے عالم باعمل کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے عالم دنیا سے چلے جائیں تو چالیس دن آسمان اور زمین روتے ہیں۔ آپ کی ساری اولاد ماشاء اللہ باشرع صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند ہے۔ بڑے صاحبزادے حضرت پیر طریقت علامہ محمد اللہ دتہ یوسفی صاحب کی شکل میں حضرت صاحب نظر آتے ہیں۔

سیّد محمد فاضل شاہ

از: پیرِ طریقت شیخ کبیر، فخر سادات، خطیب اسلام

حضرت سیّد کبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

(آستانہ عالیہ چورہ شریف، نزد کنال ویو ملتان روڈ لاہور)

مدتوں روتی ہے حسرت اہلِ چمن
سالہا رہتے ہیں تر دیدۂ چرخِ کہن

تب جا کر پیدا ہوتا ہے کوئی نخلِ گل بدن
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ۱ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ ۲

ہر دو اِرشاداتِ خداوندی، تخلیقِ اِنسان اور اُس کی عظمت اور وجہِ تخلیق کے منصب حسین کے اِنکشاف گذار ہیں۔ ربِ قدیر نے، حضرت اِنسان (جس کو خلیفہ مقرر فرماتا ہے اُس) کی تخلیق سے قبل مالک الملک واضح اعلان فرما کر اپنے مقربین ملائکہ کو حیران فرما دیا کہ اِس تخلیق کو جو میری قدرت کا شاہکار ہے۔ اِس کو آپ نے سجدہ کرنا ہے جب اِس میں اپنی رُوح پھونک دوں۔

فرشتہ کہتے سے یا رب میری توقیر گھٹتی ہے
میں تو مسجودِ ملائکہ ہوں مجھے اِنسان ہی رہنے دو

حضرت اِنسان سے کام لینے کے لئے جس راہنمائے برحق کو قدرت نے کب بنایا:

---

۱ التین:۴۔ ۲ البقرہ:۳۰۔

کیسا بتایا یہ راز کسی پر منکشف نہ آشکار
یہ جانے بخشنے والا یا بتانے والا

کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شاہکار قدرت کی عظمتوں کے مظاہرے قدم قدم پر فرمائے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ہر علاقے اور ہر ملک میں اپنے غلاموں کو خضرِ راہ بنا کر بھیجا اور سلسلۂ تبلیغ چلتا رہا اور چل رہا ہے۔ وہ سلسلہ شناسائے مزاجِ نبوت، اُدب خوردہ نگاہِ محبت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی ذمہ داریاں نبھا کر ایک بے مثال محبوب کی تعمیلِ ارشاد میں بے مثال باب رقم فرمایا۔ وہی سلسلہ چلتا رہا اور توجہ صدیقی سے بے مثال شخصیات اس کائناتِ حیات میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوتی رہی ہیں۔ تصوف کے پہلے سلطان حضرت خواجہ بایزید بسطامی ہوں یا حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبند گرامی ہوں، حضرت شیخ مجدد الف ثانی ہوں یا حضرت نور العارفین خواجہ نور محمد ہوں یا مجدد العصر حضرت خواجہ فقیر محمد گیلانی ہوں یا حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی یا حضرت پیر سید علی اکبر شاہ ہوں یا حضرت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوں۔

حضرت نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چورہ شریف میں آمد کا کیا منظر تھا، خطیب العالمین بابا زلفاں والی سرکار کے سالانہ عرس مبارک کی آخری نشست اپنے شباب پر ہے۔ حضرت مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر مجددی اچھروی علیہ الرحمہ خطاب فرما رہے ہیں تو محفل میں متعدد مشائخ عظام علماء کرام صوفیا والا شان کا اجتماعِ کثیر ہے یہ فقیر، مولانا اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد، علامہ ابوالحقائق شیخ القرآن نازشِ اہلسنت کی ذاتِ گرامی کے اعلان کے لئے اُٹھا تو نظر پڑی کہ سب سے پیچھے، خاموش ایک پُر وقار وجیہہ شخصیت جو بلا مبالغہ حیران کن وجاہت کے مالک ہیں بیٹھے ہیں۔ فقیر رہ نہ سکا دوستوں کو اشارہ کیا۔ آپ نے وہیں سے ہاتھ باندھ کر خاموشی سے ارشاد فرمایا، مراد یہ کہ میں یہاں ٹھیک ہوں مگر اصرار کے بعد آپ سٹیج پر تشریف

لائے' اتنے میں مجھے کان میں میرے خاندان کے عظیم سپوت الحاج الحافظ علامہ پیر غلام نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی فاضل شخصیت ہیں۔ ان کا نام حاجی محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے، فیصل آباد سے تشریف لائے ہیں، ان کا ہی اعلان کر دیں۔ فقیر نے اعلان کیا پس بابا جی تشریف لائے۔ علامہ ابوالحقائق نے بھی ارشاد فرمایا: بابا جی ذرا کھل کے ارشاد فرمائیں اور مدینے شریف پہنچائیں۔

بس بابا جی جن کا سفید عمامہ' لباس کی سادگی' جسم کا جھکاؤ' نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین است کی منہ بولتی تفسیر عجز و انکساری' ادب و محبت کا وہ پیکر دل نواز خطاب فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۳ ''اللہ والوں سے وہ سوال کرو (ذکر کرو) جس کا تم کو علم نہیں''۔

اللہ نبی اولیاء مجھر ویندے نے تولیا
ایناں نوں نہ جیہڑا منے، انہوں ہو جاندا مانگولیا

نے نے یاروں والے دا ناں
تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

اجتماع میں عجب سماں بندھ گیا اور آپ نے خوب محفل کو گرمایا اور اسی کیف و مستی کے ماحول میں قبلہ والدِ گرامی زبدۃ الاصفیاء پیر سید محمد فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلسلۂ عالیہ کی خدمت کے لئے قاسم فیضان جماعتی کے قاسم درویش کے فیضان کو فیضان چوراہی سے نواز کر آتشہ فرما دیا۔

آپ لاہور تشریف لاتے تو عشاق کا جم غفیر ہو جاتا۔ ایک دفعہ فقیر کی علالت کی خبر سنی تو وسن پورہ تشریف لائے' جوڑا آستانہ عالیہ سے باہر اتار کر اندر تشریف لائے۔ فقیر نے اشارہ کیا یا حضرت خیر ہے آپ آئیں، تو آپ نے رو کر فرمایا: حضرت جی ادب ہی ایمان بچان دا زریعہ اے' اینوں چھڈیاں کجھ وی نئیں رہندا۔

---

۳ النحل: ۴۳، الانبیاء: ۷۔

آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا جس عقیدت میں ڈوبے ہوئے انداز میں آپ خطیب العالمین مجدد العصر بابا جی فقیر محمد علیہ الرحمہ کے حضور معروضات گذار رہے وہ انہی کا حصہ ہے ورنہ بڑے بڑے جید خلفاء انہی کے نام کی خیرات کھا رہے ہیں۔ ان کے جانشینوں نے حق نمک خوری بھی ادا نہ کیا بلکہ اپنے اسلاف کی کرامتوں کی کتابیں بھر دیں اور اپنے محسن و مربی کا اتنا اظہار کیا کہ آپ بابا جی چوراہی کے ہاتھ میں بیعت تھے۔ (بس)

حاجی صاحب کی شخصیت ہمہ صفت موصوف احباب کے لئے ہمدرد رفیق روحانی بیماروں کے لئے بے مثال روحانی طبیب، دکھیوں کے لئے شفیق اور اپنے پیر خانہ پر حاضر ہوں تو مخلص ترین مرید اور اپنے عشاق کے حلقے میں عالی مرتبت پیر، آپ کو مولائے قدس نے نہایت نعمتوں اور عظمتوں سے نوازا ہے۔ وہ تمام پاکیزہ صفات قدسیہ جو ایک اچھے انسان، صوفی کامل کیلئے ہونی چاہئیں رب قدیر کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ بابا جی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود تھیں۔ آپ نے کچھ دیر قیام کے بعد تشریف لے جاتے وقت فرمایا حضرت جی قبلہ بابا جی سرکار کی اولاد پاک میں میرا بیگ برادر روحانی جو یونیورسٹیوں سے پڑھ کر میرے دامن سے وابستہ ہے خیال فرماتا اور اس کو بہت بڑا صوفی اور رہنما بناتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کی زبان دُنیا کے سامنے فیض رساں ہو۔ اللہ کریم کے فضل سے جس عقیدت اور پختہ عقیدت کے ساتھ نگینہ صاحب کی تعمیری اور اصلاحی خواہشات کے تکمیلی مراحل کی طرف حضرت العلام محمد منیر احمد یوسفی صاحب بڑھ رہے ہیں نہ آرام نہ صحت کا خیال دُنیا کی جاہ اور حرص سے تو پہلے ہی اُن کی عجز و انکساری اور شیخ کامل کی توجہ نے پاک فرما دیا ہے۔ آپ علالت کے باوجود ذکر مجددی اور اصلاح انسانیت کے لئے رواں دواں ہیں۔ اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ آپ کو زندگی اور صحت دے اور خواجہ چوراہی کے فیضان کے قاسم آمین رہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

حضور یہ منیر احمد یوسفی صاحب ہیں۔ دُنیا کی تعلیم تو اِس نے کافی حاصل کرلی لیکن آپ دھیان فرمائیں۔ ربّ العزت اِن کے ذمہ کوئی اور ڈیوٹی لگانا چاہتا ہے اور اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے دینِ متین کی ذمہ داری سونپنا چاہتا ہے۔ بس آپ دُعا فرمائیں ربِّ قدیر اپنے محبوب سراج منیر کے صدقے اِن کے قلب تنویر کو مزید روشن ضمیر اور زلفِ رسول ﷺ کا اسیر بنادے۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا چوراہی اور علی پوری فیض اپنے روحانی جانشین پیر منیر صاحب کو منتقل فرما گئے اور اِس فیضانِ شیخ کو اعلیٰ ظرفی سے پیر منیر صاحب تعلیم فرما رہے ہیں۔

اور بالخصوص غیروں کی سازش جو مدتوں تحریک کے روپ میں قدغن لگا رہی ہے۔ درگاہ کو خانقاہ سے الگ کیا جا رہا ہے لیکن خلیفہ مجاز صوفی منیر احمد یوسفی صاحب درگاہ کو خانقاہ سے وابستہ رکھنے کے لئے دن رات مصروفِ عمل ہیں۔ اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، میرے خواجہ چوراہی کے فیضانِ قاسم کو صحت کاملہ دے اور یہ سرچشمہ فیض جاری وساری رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد کبیر علی گیلانی مجددی چوراہی

از: اُستاذ الکل فی الکل حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے ۱۹۵۲ء میں اپنے بھائی جان الحاج چوہدری محمد دین صاحب قادری مدظلہ کی معیت میں مناظر اسلام مولانا علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ کی اقتداء میں قصور شریف جمعۃ المبارک ادا کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ وہاں حضرت پیر طریقت حامل علم لدُنی حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ فنافی المدینہ علیہ الرحمہ کی زیارت وملاقات کے مواقع فراہم رہے۔

مناظر اسلام علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ گیارہ بجے تک مسجد میں تشریف لے آتے اور اعتکاف کی نیت سے نوافل ادا کر کے سفید چادر لئے لیٹ جاتے، نعت خوانی کے لئے حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ قبل از اذان جلوہ افروز ہوتے' حوض سے تازہ وضو فرماتے اور پھر نہایت دلکش، دلنشیں، ایمان افروز، رُوح پرور اور پُر درد آواز سے اذان پڑھتے، ایک ایک کلمہ دل میں اترتا جاتا، مسجد نعت وخطاب سے پہلے ہی بھر جاتی۔

مناظر اسلام علیہ الرحمہ نہایت سادہ اور متواضع شخصیت تھے، سفید لباس، سفید دستار، ہاتھ میں عصاء، بعض اوقات تو لوگ محسوس کرتے ممکن ہے مولانا آج تشریف نہ لائے ہوں. وہ آپس میں باتیں کرتے۔ انتظار میں محو ہوتے۔ معاً اسی اثناء میں مولانا عام سی صفوں سے چادر لپیٹتے اور تازہ وضو کے لئے حوض پر جلوہ افروز ہو جاتے۔

اسی دوران حضرت نگینہ صاحب مائیک سنبھالتے اور خاص ترنم سے دُرود شریف کا ورد کرتے، پھر نعت شریف پڑھتے، مجمع پر عجیب سی کیفیت طاری ہوتی، لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، ساتھ ساتھ نعروں کی گونج سنائی دیتی رہتی۔ یہاں تک کہ مناظر اسلام منبر شریف کو مزین فرماتے۔

راقم السطور نے بعض اوقات علامہ محمد شریف نوری قصوری علیہ الرحمہ کے ہاں زیارت کے بعد نعت شریف سننے کا فیض پایا۔ صوفی محمد اسماعیل نقشبندی قصوری، صوفی محمد دین صاحب نقشبندی حیدری قصوری' مقبول ترین ثناء خوانِ مصطفےٰ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اُنھیں جوارِ رحمت سے بہرہ مند فرمائے، یہ دونوں حضرات علی پور سیداں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف رکھتے تھے۔ کبھی کبھی اِن کے ہاں حضرت نگینہ علیہ الرحمہ بھی تشریف لاتے، بڑی پاکیزہ محافل تھیں۔ اُس زمانے کے یہ نعت خوان، نعت گو عملاً بڑے پختہ تھے' خوبصورت پیکر' ہر ایک کا چہرہ سُنتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سجا ہوتا۔ جسمانی ساخت میں حسن نمایاں تھا۔ عشقِ مصطفےٰ ﷺ اُن کے سراپا میں عجیب نکھار پیدا کرتا سامعین کرام بھی دولتِ محبت سے اپنی جھولیاں بھر لیتے۔

آج کل کے نعت خوانوں کے لئے اُن کی سیرت مشعلِ راہ ثابت ہو سکتی ہے۔ میری عمر زیادہ نہیں تھی تاہم حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا سراپا آج بھی میرے تصور کو منور کر رہا ہے۔ وہ اپنے کردار اور اخلاق میں بلند تر تھے۔ روپے پیسے سے بے نیاز نعت خوانی کرتے بلکہ دیگر ثناء خوان حضرات کی حوصلہ افزائی اپنی جیب سے فرمایا کرتے۔ اُن کی آنکھیں ہر وقت تلاشِ محبوب میں محو رہتیں۔ ثناء خوانی کے وقت اُن پر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی جس سے مجمع پر بے حد اثر ہوتا۔ حاضرین وسامعین کی آنکھیں بھی نمناک ہو جاتیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے جو کچھ دیکھا، سنا لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے زمانے بھر کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشا تابش قصوری

۱۴ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

از: حضرت علامہ مولانا ابوالضیاء مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی نُوْرِهِ الْقَدِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهٖ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ ؎۱

''اور اُس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے' جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔'' اِس آیت مقدسہ میں اَحباب فکر ونظر تمام اہل اسلام کا ہر فرد داخل ہے۔ کمافی تفسیر روح البیان وتفسیر کبیر وتفسیر صاوی وَحُکْمُ الْاٰیَةِ عَامٌ لِکُلِّ مَنْ جَمَعَ مَافِیْهَا مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِیْدَةِ الَّتِیْ هِیَ الدَّعْوَةُ وَالْعَمَلُ وَالْقَوْلُ ؎۲ ''اور اِس آیت مبارکہ کا حکم عام ہے۔ جس شخصیت میں یہ خصائل حمیدہ جمع ہو جائیں' دعوۃ الی اللہ دینا اور عمل صالح اور اچھا قول تو وہ اِس کا مصداق ہے۔'' قرآنِ کریم کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کو رقم کرنے کی غرض وغایت یہ ہے کہ مولا تعالیٰ کے اُن محبوب ومقبول بندوں میں سے جو باری تعالیٰ کی ذات کی طرف دعوت دیتے ہیں اُن میں سے کسی ایک دَاعِیْ اِلَی اللّٰهِ اور عَارِفٌ بِاللّٰهِ وَعَالِمٌ بِاَحْکَامِ اللّٰهِ کی تصویر دکھائی جائے۔ ایسی شخصیت جس کی زمانہ قریب میں اکثر لوگوں نے زیارت کے ساتھ ساتھ کچھ ساعتیں صحبت بھی اختیار کی ہو۔ کیونکہ خبری علم اور نظری علم میں نمایاں فرق ہے۔ مسکن علی پور شریف اُن کی طاہر مطہر اولاد میں سے آپ کے پوتے قطبِ زماں رشکِ قدسیاں وحید العصر سایۂ حیدر پیر سید علی

؎۱ حم السجدۃ: ۳۳ ؎۲ تفسیر روح البیان جلد نمبر ۸ ص ۲۵۷۔

اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ میں گزارہ۔

قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سید الاولیاء، زینت العلماء، جلوہ گاہِ اصفیا، شیخ المشائخ ابوطیب مولانا سید علی اصغر شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت تھے۔ نہایت ہی منکسر مزاج اور سادہ لوح درویش منش فقیر تھے۔ جو شریعت وطریقت میں بالغ ہونے سے لے کر موت کے وسیلہ سے ربّ العزت سے واصل ہونے تک نفسِ امارہ کی تمام تر خباثتوں اور گناہوں کی علائشوں سے محفوظ رہے یا پھر یہ کہوں کہ دُور کر دیئے گئے تھے یا پھر یہ کہوں کہ اُن کے قالب وقلب میں حسنات کا اِس قدر ذخیرہ تھا کہ سیئات کی وہاں گنجائش نہ تھی۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے رحمتِ کائنات ﷺ کا اِرشاد ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے: اَلسَّعِیْدُ مَنْ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ سَعِیْد" [۳] "سعادت مند اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعادت مند یعنی نیک بخت ہوتا ہے"۔ قبلہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کے بچپن یا زمانہ طفولیت کا راقم الحروف کو علم نہیں ہاں سنا گیا ہے قبلہ حاجی صاحب نگینہ علیہ الرحمہ کو ابتدائی عمر میں محبوبِ رسول ﷺ کا محبوب ذکر اِس قدر محبوب ومرغوب تھا کہ ثناء مصطفیٰ ﷺ کو انہوں نے عبادت سمجھ کر اپنایا۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "جامع صغیر" میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ذِکْرُ الْاَنْبِیَآءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ [۴] "انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر خیر کرنا عبادت ہے"۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اِس عبادت کو جس اَخلاق اور شوق سے اپنایا جسے آپ کے ذوقِ سلیم کے کمال نے ذکرِ نبی ﷺ کو آپ کا مال بنا دیا۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا حال اِس پر شاہد ہے۔ آپ نے ہمہ وقت ذکر حبیب ﷺ کو اپنے مریضِ عشق دل کا طبیب بنا لیا تھا۔ یہ ایسا حال ہے جو قال میں

---

۳ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۰۷، حدیث نمبر ۴۹۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۳ ۴ کنز العمال جلد ۱ ص ۴۷۷، حدیث نمبر ۳۲۲۷، جلد ۱۵ ص ۸۶۲، حدیث نمبر ۴۳۴۳۸، جلد ۱۵ ص ۹۱۸، حدیث نمبر ۴۳۵۸۲، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۱ ص ۴۱۹، حدیث نمبر ۱۳۳۵۔

نہیں آ سکتا۔ کیونکہ قال پڑھنے کی چیز ہے اور حال چکھنے کی شے ہے۔ محترم حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ' ذکرِ محبوب ﷺ بصورت نعت خوانی اِس محویت واستغراق کی کیفیت میں کیا کرتے کہ آپ ذکر وذاکر ومذکور یکے گرددکا مصداق نظر آتے تھے۔ گلوکاری یا علم موسیقی کا اِس میں کوئی دخل نہیں تھا۔ علم موسیقی کا راگ الاپنے والے کثیر لوگ ہیں اور علم حقیقی کا راز جاننے والے لوگوں میں سے حقیقت آشنا شخصیت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تھے۔ جنہیں نعتِ رسول ﷺ پڑھتے ہوئے سامعین وناظرین کو موسیقی وجد نہیں بلکہ حقیقی وجد نصیب ہوجاتا تھا اور دیکھنے والوں کو حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نعتیہ کلام اور محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پُر وقار مقام نظروں میں سما جاتا تھا۔

وہ نفوسِ قدسیہ جنہوں نے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت خوانی کی ہے اُن میں سے چند اکابر کے اَسمائے گرامی اِمام بوصیری' شیخ سعدی شیرازی' مولانا روم' پیر جامی' شیخ عطار' پیر مہر علی شاہ گولڑوی' اِمام اہلسنّت اِمام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور حاجی پیر محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ وہ اَحباب ہیں جن کے اَجسام پر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت وشریعت کا اِنعام تھا اور اُن کے قلوب مدینہ منورہ کے چاند ﷺ کی ضیاء پاشی سے منور ومعمور تھے جیسا کہ کسی اہل دل نے کہا ہے۔

رنگ او بر کن مثال او شوی
در جہاں ہم چوں وصال او شوی

"محبوب کے حسن وجمال کے رنگ سے اپنے آپ کو رنگین کرے گا پھر جب تو خود کو دیکھے گا تو تجھے وصالِ محبوب ہوجائے گا"۔

محترم حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت کے انوار اور روحِ کائنات کے اسرار میں گم ہو کر محبوب

کائنات ﷺ کی ثناء خوانی اِس کثرت سے کی کہ ملک پاکستان کے اکثر و بیشتر شہر اور قریئے گواہ ہیں۔ الشفاء للقاضی عیاض علیہ الرحمۃ میں ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ؎ ''جس کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اُس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے''۔ تو یہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق صادق ہونے کی علامت ہے۔ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا حال یہ تھا۔

محمد☆ محمد☆ کریندے گذر گئی

تیڈا نام سوہنا پکیندے گذر گئی

حضرت نے اپنے شیخ کامل شہنشاہ ولایت' حضرت العلام پیر سید علی اصغر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلۂ جلیلہ سے سرورِ کونین، رسول الثقلین' نبی الحرمین' امام القبلتین' وسیلتنا فی الدارین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تصور و تصویر میں عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کو پالیا۔ گویا قاصد کو مقصود طالب کو مطلوب' محب کو محبوب اور حامد کو محمود، بلبل کو پھول اور اُمتی کو محبوب رسول ﷺ مل گیا۔ صاحب قال کو حال نصیب ہو گیا۔ قالی حالی نظر آنے لگے۔ صوفیاء کی اِصطلاح میں جسے لطائف ستہ کہتے ہیں یعنی چھ لطیفے جاری و ساری ہو گئے تو قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ العزیز ذکر کی برکت سے مذکور تک پہنچ گئے۔ یہ علامت کامل اولیاء اور مکمل صوفیاء کی ہے۔ اِصطلاح صوفیاء میں صوفی کی تعریف اِن الفاظ میں جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے:۔ (از خواہش نفسانی پاک شدن و اشیائے عالم را مظہر حق دانستن) یعنی: ''اپنی خواہشات نفسانی سے پاک ہونے والے اور تمام کون و مکاں کو حق تعالیٰ کا مظہر جاننے والے کو صوفی کہتے ہیں''۔

میرے دوست محترم حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمۃ اِس وصف سے مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ بہرہ ور تھے اور محبوب کی رحمت والی نگاہ نے علوم طریقت و شریعت سے آگاہ فرما دیا۔ آپ بظاہر اُمّی تھے یعنی کسی اُستاد یا معلم سے تعلیم یافتہ نہیں تھے۔

؎ کنز العمال جلد ا ص ۲۲۵ ، حدیث نمبر ۱۸۲۹، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۲ ص ۲۲۲ حدیث نمبر ۲۳۵۲، رواہ ابو نعیم والدیلمی عن عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم۔

قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے:- هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ۝ ۱؎

"وہی ذات ہے جس نے اَن پڑھوں میں اُنہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا کہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور اُنہیں پاک کرتے ہیں اور اُنہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا کرتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اِس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

مذکورہ بالا آیت کا مورد خاص ہے اور حکم عام ہے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت شریفہ میں آپ ﷺ کے محبوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر قیامت تک کے مومنین واہلِ اسلام داخل ہیں تو جس خوش قسمت مومن کا تزکیہ ہوا اور کتاب وحکمت یا سُنّت کے علوم حاصل ہوئے یہ سب علوم' علماء کو باری تعالیٰ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت وعطاء ہی سے حاصل ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ آج تمام علماء کا علم بھی عطائے رسول ﷺ ہے اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم بھی عطائے محبوب ﷺ ہے۔ فرق اِتنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبوب رسول ﷺ سے بغیر کسی واسطہ ووسیلہ کے تمام علوم حاصل کئے اور تمام علماء بھی سرورِ کائنات ﷺ سے ہی علوم حاصل کرتے ہیں لیکن علماء وصلحاء کے واسطہ سے۔ قرآنِ پاک کی اِس آیت مقدسہ سے ثابت ہوا کہ عطائے مصطفوی ﷺ سے پہلے ہر کوئی اَن پڑھ تھا جس جس پہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظرِ عنایت ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے، وہ جمیع اہلِ اِسلام کا معلم بن گیا۔ اُمّی وہ نہیں ہوتا جسے شریعت وطریقت کا علم حاصل نہ ہوں بلکہ اُمّی لقب ایسا ہے جس کا معنی علماء نے یہ کیا ہے کہ وہ زمانے کے معلمین سے علوم حاصل نہ کرے بلکہ وہ علوم کے حصول میں ربُّ العالمین جل شانہ یا پھر حضور رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی محتاج ہو۔ تو محترم حاجی یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کو ربُّ العزت نے اپنے فضل اور اپنے کریم نبی

۱؎ الجمعہ:۲

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے وہ علوم عطا کیے جو ظاہری علماء کو نصیب نہیں۔ آپ علوم طریقت و شریعت کے پر وقار محقق و ماہر تھے۔ اس امر پر محدث اعظم پاکستان معلم العلماء الراسخین سید العارفین امام المحدثین حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز کی شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ قبلہ محدث پاکستان علیہ الرحمہ کی خدمت میں "صادق آباد" سے چند احباب آئے' عرض کیا کہ ہمیں محقق قسم کا عالم دین' میلاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں درکار ہے تاکہ اگر اغیار کوئی سوال کریں تو اُن کا محققانہ انداز میں جواب دے سکے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ ہمارے حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ بہت بڑے محقق ہیں۔ انہیں دعوت دے دو۔ اُن میں سے ایک مولوی صاحب کہنے لگے یہ حاجی صاحب اُمّی ہیں۔ جواباً محدث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اُمّی کا یہ معنی نہیں جو آپ سمجھتے ہیں، ہمارے حاجی صاحب نبی الامی ﷺ سے علمِ لدنی سے مالا مال ہیں۔ بلاشک وشبہ حاجی صاحب اس نعمت کے حامل کامل تھے۔

سیدنا سید الاخیار دائرہ ولایت کے شہریار سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا طَلَبْتَ مِنَ اللّٰہِ بِالصِّدْقِ اَعْطَاکَ مِرْاٰۃً تَنْظُرُ فِیْھَا کُلُّ شَیْیٍٔ مِّنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ "جب تو صدق و اخلاص سے باری تعالیٰ کا طلبگار بن جائے تو مولا تعالیٰ تجھے ایسا آئینہ عطا فرمائے گا جس میں تجھے دُنیا و آخرت کے عجائبات نظر آئیں گے"۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین کو ایسا آئینہ عطا کیا جاتا ہے جس میں دُنیا و آخرت کی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ علم لدنی ہے جسے رب العزت اپنے بعض دوستوں پر منکشف فرما دیتا ہے۔ ان صاحب کشف لوگوں میں سے حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ بھی ہیں' جنہیں اس نعمت سے نوازا گیا۔ ایک مرتبہ فاضل جلیل علامہ سید پیر عباس علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاروق آباد (سابقہ نام چوہڑ کانہ) ضلع شیخوپورہ میں راقم الحروف اور قبلہ حاجی نگینہ

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بسلسلہ بڑی گیارہویں شریف مدعو کیا جب رات کو محفل کا آغاز ہوا تو پیر عباس علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر سا تعارف بیان فرمایا، دورانِ بیان شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول عطاء فرمایا تو رسول اعظم ﷺ اور امیر المومنین عطا کیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر ہمیں امام عطا کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ اور اگر پیر عطا کیا تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس دوران میں ایک شخص نے لکھ بھیجا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیر صاحب کون تھے؟ اور اُن کی بیعت کس شیخ سے تھی؟ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجتہدین کو بیعت کی ضرورت نہیں ہوتی تو اُس شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہا کہ شاہ صاحب یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ مجتہد کیلئے کسی شیخ کی بیعت کی ضرورت نہیں؟ تو عباس علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ میں نے صحیح جواب نہ دیا ہو تو انہوں نے راقم الحروف کا اور محترم حاجی صاحب کا نام لے کر کہا کہ یہ ان کا موضوع ہے وہ مذکورہ سوال کا جواب دیں گے تو معاً بعد انہوں نے حضرت پیر حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اعلان کر دیا۔ حضرت نے بیان شروع کرتے ہی فرمایا کے پیر عباس علی شاہ صاحب کا ایسا فرمانا اُن کے علم و فضل کے منافی نہیں آج کا اجتماع اگر سوال و جواب کا ہی ہے تو جس کا دل چاہے اور جو بھی سوال کرے یہ فقیر اُس کا جواب دے گا۔ جس شخص نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیر یا شیخ طریقت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ کون ہے؟ تو سنو! وہ شیخ قطب عالم سیدنا و مولانا فی الدارین زینتِ اہل بیتِ رسول گلستانِ نبوت کے پھول سید ابراہیم بن حسن بن حسن مجتبیٰ علی جدہ و علیہم السلام اجمعین ہیں" کما فی منتخب تواریخ" اور "اسعاف الراغبین"۔ یہ حوالے سن کر سائل مطمئن ہو گیا۔ حاجی صاحب فرماتے رہے کچھ اور سوال کرو مگر کسی شخص میں سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ راقم الحروف نے یہ چند کلمات یا چند حروف نہایت دیانتداری سے بطور ارادت بصورت تذکرہ امین علمِ لدنی حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سپردِ قلم کئے ہیں اس بناء پر کہ حدیث نبوی

ﷺ میں ہے ”تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ“ ”اولیاء اللہ کے ذکر سے باری تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے“۔ ”الاعلان بالتوبیخ امام سخاوی“ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا تذکرہ مولا تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا باعث ہے۔ اس سے دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

رحمتِ کبریا کے حصول میں محترم حاجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ کے بہانے رحمتِ حق کا نشانہ کرنے کی جسارت کی ہے۔ مجھے اپنی علمی اور عملی بے مائیگی کا پورا اعتراف ہے کہاں یہ بے مایہ اور کہاں وہ رحمتِ حق کا سایہ:

گرچہ ناپاکم و لیکن دل بپاکان بستہ ام
در بہارستان عالم رشتہ گلدستہ ام

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

از: حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی

(صدر و مہتمم و سجادہ نشین جامعۃ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ ٹرسٹ

چمنستان محدثِ کبیر پاکستان دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد)

مکرمی جناب منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ "ماہنامہ سیدھا راستہ" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نگینہ اہل سنت پیر طریقت حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے میرے ساتھ گذرے ہوئے خوش گوار لمحات کی تحریر شدہ چند یادیں لف ہیں۔

اسرارِ کائنات سے خالقِ کائنات ہی واقف ہے کہ اُس نے کیا بنایا ہے؟ کیسے بنایا ہے؟ کس لئے بنایا ہے؟ کب بنایا ہے؟ اُس جیسا کوئی جاننے والا نہیں۔ ہر کوئی وقت کی قید میں ہے جس کام کا جو وقت مقرر ہے وہ اُس سے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہاں، جتنا کچھ اُس نے کسی کو عطا فرمایا ہے، وہ اُس کی رحمت ہے۔ اُس کی رحمت کو اُس کے بندوں کی بھلائی کے لئے استعمال کرنا ہی خلافتِ الٰہیہ کا تقاضا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو معاشرہ روحانی اور مادی دونوں طرح کی مفلسی، بخل اور افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارا اپنا معاشرہ اِس کی بدترین مثال ہے۔

اسی طرح جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس کے والدین سمیت کوئی بھی اِس بات سے آگاہ نہیں ہوتا کہ اِس کی زندگی صراطِ مستقیم پر گزرے گی یا گمراہی میں سوائے خالقِ کائنات کے یا اُن لوگوں کے جنہیں اُس نے نظر عطا فرمائی ہے۔ پھر اُس بچے کی تربیت کی جاتی ہے۔ تربیت کے بے شمار ادارے ہیں۔ ماں کی گود ہے، ماحول ہے، معاشرہ ہے، حادثات، سانحات اور واقعات ہیں۔ کوئی سیدھا چلتے چلتے بھٹک جاتا

ہے اور کوئی بھٹکا ہوا صراطِ مستقیم پر آ جاتا ہے۔ انسانی ذہن ہر قسم کا اثر قبول کرتا ہے، بشرطیکہ ذہن بیمار نہ ہو۔ اگر کوئی چیز ذہن پر اثر انداز ہی نہ ہو سکے تو پھر راستہ بدلنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر حصولِ مقصد ناممکن ہے۔ زندگی ساکت و جامد ہو جاتی ہے۔ ارتقاء رک جاتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ تعلیم کیسی ہے، یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ یہ دور علم کا ہے۔ آج کے معاشرہ میں کوئی اَن پڑھ تلاش کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کبھی کسی پڑھے لکھے کو تلاش کرنا مشکل تھا۔ اُس دور میں بچوں کی تاریخ پیدائش، موسموں، فصلوں، میلوں اور بعض خاص واقعات کے حوالے سے یاد رکھی جاتی تھی۔ گھروں میں بھی شاذ و نادر ہی ایسے اندراج کا اہتمام ہوتا تھا، اس لیے ہمیں تذکروں یا تاریخ کی کتابوں سے بے شمار بڑے انسانوں کی تاریخ پیدائش دستیاب نہیں ہوتی۔

حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ چند ناقابلِ فراموش یادیں تحریر کرتا ہوں۔ حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ہی میرے والد محترم حضور قبلہ محدث کبیر پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث غلام رسول قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دورۂ حدیث شریف مکمل کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ والدِ محترم نے ملتان شریف کے ایک دینی جلسہ کی صدارت کے لیے مجھے، علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ ملتان سے ہمارے مریدوں نے بہ اصرار مجھے مظفر گڑھ جانے کی دعوت دی۔ میں نے اِن دونوں حضرات کو بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا تو حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ کو محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نگینہ صاحب درسِ حدیث کا ناغہ ہو جائے گا۔ پیر فضل حق کو مظفر گڑھ جانے دیں ہم فیصل آباد چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بخاری شریف کی عبارت تو میں پڑھتا ہوں، میں ابھی قبلہ ابا جان کو فون کرتا ہوں کہ ہمیں مظفر گڑھ دعوت پر جانے کے لئے ایک دن کی چھٹی مرحمت فرمادیں تو حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب

نے فوری طور پر جواب دیا کہ چشتی صاحب، پیر فضل حق صاحب میرے استاد زادے بھی ہیں اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے بھی ہیں اور محدث اعظم پاکستان عاشق رسول ﷺ تھے اُن کو بمطابق سُنّت نبی پاک ﷺ نواسوں سے بہت پیار تھا تو ایمان کا تقاضا یہ ہے ایک بڑے محدث کے نواسے سے پیار کرنا سُنّتِ رسول ﷺ اور نبی پاک ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ خیر!

ہم مظفر گڑھ کی طرف روانہ ہوئے مولانا عبدالقوی ہمارے مرید تھے اُن کو جب معلوم ہوا کہ پیر محمد فضل حق صاحب معہ رفقاء مظفر گڑھ تشریف لا رہے ہیں تو اُنہوں نے بتایا کہ موضع گوہ پور علاقہ رہلانوالی کے مقام پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ حضرت علامہ حاجی یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب مناظرہ کی آواز سنی تو فرمانے لگے کہ حضور پیر صاحب آج اس بندۂ ناچیز کو اجازت فرمادیں تو میں اِس مناظرہ میں شامل ہو جاؤں۔ میں نے کہا کہ حضور یہ مسلک اہل سُنّت کا معاملہ ہے آپ اِس میں ضرور شامل ہو کر مسلکِ اہل سُنّت کی ترجمانی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے عقائد اہل سُنّت و مسائل حنفیہ اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے محامد پر آیات و احادیث اور عقلی و نقلی دلائل قاہرہ کی برسات فرمائی تو مسلک اہل حدیث کے مولانا سعید احمد چروڑوی زچ ہو کر رہ گئے اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ حضرت علامہ حاجی محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج میں نے خادم اہل سُنّت ہونے کا حق ادا کر دیا۔

ایک دفعہ میری اور حضرت پیر طریقت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کی درج ذیل سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

سوال:۔ مردانِ حق کون ہیں اور پیری کن کے لیے مسلم ہے؟

جواب:۔ مردانِ حق وہ ہیں جو شیطان کی دسترس سے نکل آئے ہیں۔ اور امام و مقتدا ہو گئے ہیں۔ پیری اُن کے لیے مسلم ہے۔ مردانِ حق وہ ہیں جو بارگاہِ خداوندی کو

اختیار کیے ہوئے ہیں اور دُنیا کو لات مارے ہوئے ہیں۔

سوال: اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُس سے ایسے کام ظہور میں آئیں جو شیطانی نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

جواب:۔ اُس کو چاہیے اپنے کام کی باگ ڈور ایسے مردانِ حق کے ہاتھ میں دے کہ جن کا نام "اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ "[1] کے دفتر میں درج ہو تاکہ وہ تمہیں ہدایت دیتے رہیں کہ یہ کام کرو اور وہ کام کرو۔ کیونکہ اُن کی ہدایات اور اُن کے اَحکام شیطان کے اَحکام نہیں ہوتے۔ اِس لیے کہ ابلیس کو اُن تک راہ نہیں ہے۔ اُن کے دل سے جو فرمان صادر ہوتا ہے وہ سب رحمانی ہوتا ہے، شیطانی نہیں۔

سوال: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ دنیا میں کوئی ایسا بھی ہے، جس تک شیطان کی پہنچ نہ ہوئی ہو؟

جواب:۔ کوئی شخص شیطان سے نہیں بچا اور نہ چھوٹا۔ لیکن شیطان کے خاص متبع اور اُس کی رعایا وہی لوگ ہوتے ہیں جو اُس کی ہر بات مانتے ہیں اور مردانِ حق جو کبھی کبھی ابتلاء کے طور پر شیطان کی چوٹ کھا جاتے ہیں۔ وہ پھر شیر کی طرح بپھر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِس کی مثال یوں سمجھئے کی تمہارا ایک خاص گھوڑا تمہاری سواری ہے اگر تمہارا غلام تھوڑی دیر کے لیے اُس پر بیٹھ کر اُس کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو کیا اتنی دیر اُس کی سواری میں رہنے کے سبب گھوڑا اُس کا ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم نہیں ہوگا۔

سوال:۔ کیا پیر معصوم ہوتے ہیں؟

جواب:۔ معصوم ہونا پیر کے لیے شرط نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ راہِ خداوندی طے کئے ہوئے ہوں اور کاموں کی حقیقت تک اُن کی نگاہ پہنچی ہوئی ہو مثلاً تم اگر چاہو کہ کسی سے علم حاصل کرو اُس کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو بلکہ شرط یہ ہے کہ اُس علم کا وہ

---

[1] الحجر:۴۲، الاسرٰی:۶۵۔

ماہر ہو۔ معصوم ہونا، انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے پیروں کا نہیں۔

سوال:۔ مردانِ خدا کی صفات کیا ہیں؟

جواب:۔ مردانِ خدا کھاتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں، پہنتے بھی ہیں، بال بچے بھی رکھتے ہیں، اور بازار میں بھی جاتے ہیں۔ ظاہر پرستوں کی نگاہ ظاہری حال پر ہوتی ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتی لیکن وہ دولت عظمیٰ جو مردانِ خدا اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں جہاں ہم کو تم کو اور ہم جیسے سارے لوگوں کو راہ نہیں۔

سوال:۔ کیا ایک وقت میں ایک ہی مردِ کامل ہوتا ہے؟

جواب: یہ شرط نہیں کہ سارے جہان میں ایک وقت میں مردِ کامل بھی ایک ہی ہو، یہ بھی شرط نہیں کہ وہ شہر میں ہی ہو۔ یہ بھی روا ہے کہ وہ دیہات میں ہو۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ دیہات میں رہا کرتے تھے اُن کے کمال کا وہ مرتبہ تھا کہ ہزاروں سال آتے جاتے رہیں پھر بھی اس کا احتمال ہے کہ اُن کے کمال تک کوئی پہنچے یا نہیں (اللہ جسے چاہے اپنے فضل سے جتنا دے) اگر کوئی یہ کہے کہ یقیناً اُن میں کوئی ایک کامل تر ہوگا۔ تو کہو کہاں ہوسکتا ہے؟ دس بیس تیس چالیس اور اس سے بھی کم و بیش ایک ہی جگہ ہوں لیکن اسے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں صاحبانِ کشف جن کو کشف کامل ہو وہ معلوم کر سکتے ہیں۔

سوال:۔ کیا کہتے ہیں اس بارے میں کہ خداوند تعالیٰ کی معرفت بندے کو بغیر پیر کے حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس معرفت سے مراد اللہ کی ہستی اور یکتائی ہے تو اس کا حصول بغیر پیر کے خود عقل سے ممکن ہے۔ اگر اس معرفت سے وہ کمالات مراد ہیں جو معرفتِ خداوندی میں اُس راہ کے چلنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی، خواجہ بایزید بسطامی، خواجہ معروف کرخی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضور محدثِ کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول شارح بخاری رحمہم اللہ

تعالیٰ کے کمالات ہیں۔ یہ بھی اُن مجاہدوں اور ریاضتوں کے ذریعے جو پوری شرائط کے ساتھ کیے گئے ہوں بغیر کسی پیرورہبر کے ممکن تو ہے لیکن نادرالوقوع، شاذ ونادر اور بہت ہی کم ہے۔ لیکن ایک جماعت ایسی ہے جسے اویسیہ کہتے ہیں ان لوگوں کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی (نبوت) خود اپنی آغوش میں پیر کے واسطہ کے بغیر پرورش کرتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرورش کی گئی۔ اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو نہیں دیکھا لیکن آپ ﷺ سے تربیت پائی یہ نادرالوقوع بہت ہی کم ہیں۔ اس لیے ایسی استعداد شاذ ونادر ہی ہوتی ہے۔ لیکن بہت زیادہ غالب تر طریقہ ودستور یہی ہے کہ یہ نعمت کسی پیر یا رہبر کے سایہ دولت ہی میں حاصل ہوتی ہے۔

خیر اندیش

محمد فضل حق

جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد

از: حضرت علامہ مولانا قاضی محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی صاحب مدظلہ العالی

ابن مفتی محمد غلام جان قادری رضوی علیہ الرحمہ

(اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور)

عالم باعمل صوفی باصفا و بے ریا حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق خود دیکھی ، سنی یاد سپرد قلم کررہا ہوں ۔ غالباً ۱۹۵۵ء کا دور ہے جب بندہ کو محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ دارالعلوم مظہر اسلام لائل پور میں میرے والد گرامی حضرت ابوالمظفر مفتی محمد غلام جان قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حصول تعلیم کی غرض سے لائل پور بھیجا۔ یہ وہ مبارک دور تھا کہ لائل پور کی بنجر زمین کو ہموار کرکے محدث اعظم پاکستان نے محبت رسول ﷺ کا پودا لگایا تھا اور بڑی محنت شاقہ سے اُس کی آبیاری کی تھی وہ اب تن آور سایہ دار درخت بن چکا تھا جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر غلامانِ رسول، محبتِ رسول (ﷺ) کی نعتیں پڑھتے' صفت وثناء بیان کرتے اور اُجڑے ہوئے دلوں کی دُنیا کو آباد کرتے۔

جگہ جگہ محافل اور جلسوں کا اِنعقاد ہوتا' جہاں ملک کے گوشے گوشے سے نامور علماء کرام تشریف لاکر اپنے مواعظِ حسنہ سے مسلک حقہ اہلسنت وجماعت کی حقانیت لوگوں پر واضح کرتے اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتے ۔ ہر طرف رضا کی دھوم اور چرچا ہوتا۔ اِن اسٹیجوں پر خوش الحان بھی چہچہاتے ۔لیکن جس جلسہ میں حضرت محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نعت پڑھتے تو وہ بھرا مجمع لوٹ لیتے ۔جلسہ کے حسن میں نکھار آجاتا کیونکہ اُن کے نعت پڑھنے میں جذب وحال کی

چاشنی سے لطف دوبالا ہو جاتا۔ ایک دن یہ خبر گرم ہوئی کہ شاہی مسجد میں حضرت محمد یوسف علی نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) آ رہے ہیں شوقِ دید دامن گیر ہوا۔ جلسہ پر حاضری کے بعد متلاشی نگاہیں اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک دوست نے بتایا کہ وہ ہیں نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ)' اُن کا سراپا دیکھتے ہی دید شنید سے بغل گیر ہو گئی بمصداق طابق النّعل جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا ہے۔ سرخ چہرے پر حسین داڑھی کا ہار' چمکدار آنکھیں' معصوم سی مسکراہٹ' گندمی رنگ کے کھدر کے لباس میں ملبوس' گلے میں ایک چھوٹا سا بیگ آویزاں' یہ سادگی ہی اُن کا حسن تھا۔ جلسہ میں جب آپ کے نعت پڑھنے کا اعلان ہوا تو میں ہمہ تن گوش ہو گیا' سکوت کی چادر تن گئی۔ حضرت محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اُس کے پیارے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اپنے بیگ سے کتاب نکالی' یہ کتاب ''شفا شریف'' تھی۔ اُس سے ایک عبارت سنائی اور پھر اپنی ترنم ریز اور مسحور کن آواز میں اَشعار کے نگینے جا بجا جڑنے شروع ہوئے۔ وجد وجذب کی حسین محفل کا ایک سماں بندھ گیا' ہر طرف سے واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں' محدثِ اعظم پاکستان بھی محظوظ ہو کر دادِ تحسین دینے لگے۔

اُن کے چند بول آج بھی میرے کانوں میں رَس گھول رہے ہیں جو وہ جھوم جھوم کر اور مزے لے لے کر اور مزے دے دے کر پڑھا کرتے:

سورت احزاب کڈھ ذرا' بائیویں سپارے نظر لگا
پڑھن فرشتے تے خدا صلی علیٰ نبینا

پھر اللہ کے اِس بندے پر ایک ایسا وقت آیا' علماء کرام کی صحبت رنگ لائی کہ وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہو گیا۔ ایک نعت خواں' علمی مدارج طے کر کے' دیکھتے ہی

دیکھتے دیکھتے وہ نامور علماء کی صف میں شامل ہو گیا اور لوگوں کا مرجع بن گیا کہ علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ اِنعاماتِ الٰہی کا سلسلہ اور آگے بڑھا اور مسندِ رشد و ہدایت پر جلوہ گر ہو کر علمی و روحانی سوغات لٹاتے لٹاتے بڑے بانکپن سے اُس جہاں کو سدھار گئے۔

کہاں یہ تعارف ہوتا تھا کہ نعت خواں محمد یوسف نگینہ (رحمہ اللہ تعالٰی) اور کہاں اَب یہ اعزاز کہ عالم باعمل فاضل اکمل صوفی باصفاء عامل بے ریا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالٰی رحمۃ وسعۃ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خاکپائے علماء وسگ درگاہِ رضا

محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی ابن مفتی محمد غلام جان قادری رضوی علیہ الرحمہ

اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور۔

از: صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتاب ولائیت فخر المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ بابا جی سرکار محمد یوسف علی نگینہ رحمتہ اللہ علیہ زیب آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف فیصل آباد۔

الحمد للہ مجھ فقیر نے آپ کو مجلسِ رضا کے یوم کے موقع پر خطاب کرتے سنا۔ آپ کے بیان میں محبت رسول، عشقِ رسول کی بے پناہ چاشنی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔ علم وعرفان کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر خطاب فرماتے تھے۔ آپ محدث پاکستان مفتی اعظم حضرت علامہ پیر سردار احمد فیصل آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ ولائیت سے فیضیاب ہوئے۔ رئیس المناظرین حضرت علامہ مولانا اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عظیم کتب خانہ سے علمی پیاس بجھاتے تھے۔ عبادت و ریاضت انکساری، سادگی، آپ کا شعار تھا۔ یاران طریقت کے لیے پیغام ہوتا تھا۔ نبی ﷺ کے تابعدار بن جاؤ۔ آپ ﷺ کی پیروی میں آپ ﷺ کی ہر سنت کو اپناؤ۔ اسی میں دین و دنیا کی کامیابی ہے۔

محمد☆ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

امام اہلسنت مجدد دین وملت علامہ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ جب

☆صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

اشعار تقریر کی زینت بناتے تھے تو ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھیں۔

حضور ﷺ کی بارگاہ میں بصورت نعت شریف ہدیہ پیش فرماتے تو محفل کو چار چاند لگ جاتے۔ لاکھوں کے اجتماع پر سناٹا چھا جاتا تھا جب قرآن و حدیث بیان کرتے تو آپ کا بیان مدلل ہوتا تھا۔ بغیر کتاب کے حوالہ کے گفتگو نہ فرماتے۔ آپ ایک چلتی پھرتی لائبریری تھے۔ کوئی سوالی کسی حوالہ کے بارے میں سوال کرتا تو فوراً کتاب کا صفحہ اور سطر تک بتا دیتے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماوے۔ اُن کا فیض روحانی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے۔ آمین!

مجھے آپ کے جنازہ میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مشائخ اور علماء کرام کی اکثریت تھی۔ چہرہ مبارک نورانی تھا۔ آج بھی اُن کے مزار پُر انوار پہ لوگ حاضر ہو کر فیض پاتے ہیں۔ حضرت علامہ پیر طریقت محمد منیر احمد یوسفی صاحب اُن کے فیض کی تصویر ہیں۔ اُن کے صاحبزادگان میں حضرت صاحب کی جھلک نظر آتی ہے۔

سدا بہار دیویں اِس باغ کدیں خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بھکھا پھل کھاوٗ

فقیر محمد صادق قادری
﴿خطیب جامع مسجد مدینہ﴾
چوک شالامار باغ۔ لاہور نمبر ۹

از: مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا .... (فاطر:۲۸)

حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں (عبدالتواب صدیقی) چالیس، پینتالیس سال سے جانتا ہوں۔ ابھی مولانا منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی اُن کی بیعت نہیں ہوئے تھے۔ اِس سے پہلے کے ہمارے اور مولانا حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ تعلقات ہیں۔ حضرت قبلہ یوسف نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اگرچہ علی پور شریف مرید تھے مگر تمام بزرگوں کا احترام کرتے تھے۔ شرقپور شریف میں میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور سالانہ عرس مبارک کے موقع پر میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کو سٹیج اُس وقت دیتے تھے جب کوئی مقرر بولنے کو تیار نہیں ہوتا تھا یعنی رات ۲/۱ بجے کے بعد۔ حاجی صاحب، ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اِرشاد کے مطابق وعظ شروع کر دیتے تھے اور تہجد سے کچھ دیر پہلے ختم کرتے تھے۔ اگرچہ بعد میں مولانا محمد شفیع اوکاڑی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ڈیوٹی لی اور آخر میں بولتے رہے مگر اِس سے پہلے حاجی صاحب علیہ الرحمہ ہی وعظ کیا کرتے تھے۔ مولانا محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف بزرگوں کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور جبینِ نیاز جھکانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ بزرگوں کا ادب واحترام پیرِ طریقت مولانا محمد یوسف علی نگینہ صاحب اِس انداز میں کرتے تھے کہ جس کے پاس بھی وہ جاتے وہ بزرگ اُن پر خوش ہی ہوتے تھے کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔

ایک دفعہ مجھے مولانا محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود بتایا کہ میں نے سندھ میں ایک پیر صاحب کے دربار پر بیٹھ کر حاضری دی اور کافی دیر تک میں دوزانو بیٹھا رہا جبکہ عام لوگ اتنی دیر دوزانو نہیں بیٹھ سکتے۔ دربار کے سجادہ نشین حضرات مجھے دیکھنے کے لیے آئے کہ کون شخص ہے جو اتنی دیر سے دربار شریف پر دوزانو بیٹھا ہے۔ اُنہوں نے مجھے اِتنی دیر دوزانو بیٹھا دیکھنے کے بعد ملاقات کی تو کہا کہ یہ میاں صاحب شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے کہ آپ اتنی دیر تک بیٹھے ہیں ورنہ عام آدمی اِتنا دراز وقت دوزانوں نہیں بیٹھ سکتا۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی اُن کو بڑی عقیدت اور محبت تھی والدِ گرامی کی محبت کی وجہ سے ہم سے بھی محبت کرتے تھے۔ آخری وقت تک میں نے بھی ایسی ملاقات مولانا یوسف صاحب سے نہیں پائی جس ملاقات میں اُنہوں نے میرے ہاتھ نہ چومے ہوں حالانکہ والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تو اُن کو عقیدت تھی اُن کے ہاتھ تو چومتے تھے، میں تو اُن سے چھوٹا تھا۔ میں اُن کے چھوٹے بھائیوں کی مانند ہو سکتا ہوں بزرگ تو نہیں ہو سکتا لیکن صرف والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے میرا احترام کرتے تھے کہ اُن کا بیٹا ہے اور ہم بھی اس لیے اُن پر خوش تھے کہ اُن میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، کبھی اُن کے دل میں غرور نہیں آیا تھا۔ کبھی اُنہوں نے اپنے آپ کو کسی ایسے مسئلہ میں نہیں اُلجھایا تھا کہ لوگ کہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور عشق اُن کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے میرے برادرِ مکرم مولانا عبدالوہاب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اچھرہ میں اپنے گھر "دارالمقیاس" میں نجی محفل میلاد منعقد کی یعنی اپنے ذاتی احباب اُس میں شامل تھے۔ عوام الناس میں سے کوئی نہیں تھا۔ خاص خاص دوستوں کو بلایا تھا اور دو تین نعت خواں وہاں آئے ہوئے تھے۔ اختر قریشی صاحب' ایک شیخ صاحب نعت خواں ہوتے تھے وہ تھے اور ایک اور صاحب تھے وہ بھی نوجوان نعت

خواں تھے۔ گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہوا تو پیر طریقت حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تشریف لے آئے آپ کا یہ کمال تھا کہ جب بھی آپ کا گزر لاہور یا لاہور کے قرب وجوار سے ہوتا تھا۔ تو وہ ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے تھے اور پھر ایک دو دن نہیں آٹھ آٹھ دس دس پندرہ پندرہ دن ہمارے گھر میں رہتے تھے۔ خیر! جو نعت خواں نعتیں سنا رہے تھے جناب حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ اب محفل میں اور ذوق پیدا ہوگا۔ حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود شاعر بھی تھے اور نعت گو بھی تھے نعت پڑھتے بھی تھے۔ آپ کے پڑھنے میں خلوص اور محبت وعشق اتنا ہوتا تھا کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے تھے۔ چنانچہ سب نے کہا کہ حاجی صاحب اب آپ پڑھیں۔ مجھے اب اچھی طرح یاد نہیں ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ نصف رات کے قریب وقت تھا۔ حاجی صاحب نے جب نعت شریف پڑھنی شروع کی تو پہلے انہوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کلام شروع کیا۔

پھر اس کے بعد حاجی صاحب نے اپنی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھنی شروع کی اس کے دو مصرعے مجھے ابھی تک یاد ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ماہی میرا عربی میں نہیں جاندا
بڑا فرق ہوندا اے یارو ملکی زبان دا

آدھا گھنٹہ اسی نعت کو بعد دوہڑوں کے پڑھتے رہے مختلف نعت خواں حضرات کے دوہڑے کی گیرہ بھی لگاتے رہے اور محفل کشت زعفران بنی ہوئی تھی لوگ عش عش کر رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی لکھی ہوئی ایک اور نعت پڑھی۔

اللہ نبی اولیاء بھر ویندے نے تولیا
اپنا تینا توں نہ منے جیڑا اونوں مانگولیا

ایسے سرور اور درد سے پڑھتے رہے کہ خود بھی روتے رہے مجمع کو بھی رولاتے رہے۔ یہاں تک کے اذان سے آدھا گھنٹہ پہلے حاجی صاحب نے خود ہی کہا کہ تہجد کا وقت ہو گیا ہے' اب نعت خوانی بند۔ لہٰذا مختصر سا سلام پڑھا اور اس محفل کو رخصت کیا یعنی ختم کیا اور حاجی صاحب نے تہجد کے نوافل پڑھنا شروع کر دیے۔ یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ حاجی صاحب تہجد کے بچپن سے ہی بڑے پابند تھے۔ میرے والدِ گرامی کی خدمت میں آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے جب حاضر ہوا کرتے تھے تو آپ اس وقت بالکل جوان تھے اور تہجد اُس وقت بھی آپ نے کبھی نہیں چھوڑی' فرض نمازیں بھی خوب پابندی سے ادا کرتے تھے۔

مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ والد صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور والد صاحب کے پاس کئی کئی دن رہتے۔ والدِ گرامی حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے جو حوالہ کسی کتاب سے کسی کو نہ ملتا ہو تو حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب کی ڈیوٹی لگا دیں تو حاجی یوسف صاحب وہ حوالہ نکال لیں گے چنانچہ آپ وہ حوالہ نکال لیتے۔ تو والد صاحب اُن سے یہی کام لیا کرتے تھے اور یہی کام اُن کو دیتے تھے۔ حوالہ جات تلاش کرنے میں مولانا عبدالوہاب صاحب بھی محنت کرتے اگر اُن کو نہ ملتا تو والد صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی' مجھے بھی نہ ملتا تو ہم انتظار کرتے تھے کہ حاجی یوسف صاحب جب آئیں گے تو اُن سے کہیں گے تو وہ ڈھونڈ لیں گے چنانچہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب وہ حوالہ جات نکال کر والد صاحب کو دکھایا کرتے تھے اور کتاب کے شروع میں بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب کے حوالہ تلاش کرنے کا انداز بہت پیارا اور تیز تھا۔ حاجی صاحب یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس حوالہ کی کس باب کے ساتھ مناسبت ہوگی۔ ہم حوالہ ڈھونڈتے وقت یہ کرتے تھے کہ ابواب کی مناسبت سے کتاب کو دیکھتے تھے۔ اور منتخب ابواب سے حوالہ جات ڈھونڈتے تھے۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ایسے ٹھیک نہیں رہے گا۔ ابتداء سے دیکھتے ہیں اگرچہ کتاب کی

دس جلدیں ہی کیوں نہ ہوں۔ حاجی صاحب پہلی جلد کی بسم اللہ سے عبارت اپنے ذہن میں رکھ کر ورق گردانی شروع کر دیتے گو حوالہ دسویں جلد میں ملتا تو دس کی دس جلدیں اسی طرح ہی تلاش کرتے اور حوالہ نکال لیتے تھے۔

ہمارے کتب خانہ میں جو کتابیں ہیں اُن پر حاجی صاحب کے قلم سے حوالہ جات لکھے ہوئے ابھی تک موجود ہیں۔ حاجی صاحب جو حوالہ ڈھونڈتے تھے اُسی وقت قلم سے کتاب کے شروع میں درج بھی کر لیتے تھے اور متعدد ایسی کتابیں ہیں جن میں حاجی صاحب نے حوالے ڈھونڈ کر نشان لگائے ہوئے ہیں اور وہ کتابیں ابھی تک میرے پاس موجود ہیں اور پھر اس کے علاوہ بعض حوالہ جات ایسے ہوتے تھے جو حاجی صاحب خود کسی سے سنتے تھے یا کسی مصنف کی کتاب کو پڑھتے ہوئے اُس نے کوئی حوالہ لکھا ہوتا اور حاجی صاحب کے پاس وہ کتاب نہ ہوتی تو حاجی صاحب اُس حوالہ کو اپنی ڈائری (قرطاسِ یوسفی) میں درج کر لیتے' وہ ہماری لائبریری کی تمام کتابوں کو جانتے تھے کہ یہ حوالہ فلاں کتاب میں ہے۔ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی اُس نایاب حوالہ کو پیش کرتے تھے۔

وہ سوالات جو غیر عقیدہ والے کرتے اُن کے اکثر کے جوابات حاجی صاحب کو معلوم ہوتے اور جب کوئی ایسا سوال اُٹھتا جس کا جواب حاجی صاحب کو معلوم نہیں ہوتا تھا تو والد صاحب سے آ کر پوچھتے فلاں اعتراض کا جواب کیا ہے۔ والدِ محترم اُس کا جواب بھی بتاتے اور اُس جواب کا حوالہ بھی دکھاتے اور حاجی صاحب اُسے قرطاسِ یوسفی میں درج کرتے تھے۔

حاجی صاحب بزرگوں کے اِحترام کے ساتھ ساتھ خدمت بھی کرتے تھے ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس شرقپور شریف جاتے تو اُن کی خدمت کرتے تھے۔ والدِ گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آتے تو اُن کی خدمت کرتے تھے۔ جو کام والد صاحب فرما دیتے تھے اُس کو بڑی ذمہ داری سے مکمل کر دیتے تھے۔ الحمد للہ مجھے

حاجی صاحب کے ساتھ جلسوں میں بھی تقریر کرنے کا موقع ملا' حاجی صاحب والد صاحب علیہ الرحمہ سے نسبت کی وجہ سے بہت احترام کرتے' وہ نیچے بیٹھ کر میری تقریر سنتے تھے اور اس بات کے مولانا منیر احمد یوسفی صاحب بھی گواہ ہیں۔ گوجرانوالہ میں حاجی صاحب کے مریدوں نے جلسہ کروایا اور میری تقریر تھی جو حاجی صاحب نے زمین پر بیٹھ کر سنی تھی۔

حاجی صاحب ہمیشہ عجز وانکساری کرتے اور علماء کا احترام کرتے تھے۔ میں نے حاجی صاحب کو خلاف سُنّت کام کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ دستار شریف باندھتے تھے۔ آپ کا سارا لباس سُنّت کے مطابق ہوتا تھا اور معاملات میں بھی سُنّت کو مقدم رکھتے تھے۔ مطالعہ میں اِنہماک کی وجہ سے بعض لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے پیر طریقت حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ مطالعہ بھی اِنتہائی اِنہماک سے کرتے تھے بعض اَوقات ہم کھانا دیتے تو کتاب میں توجہ کی وجہ سے لقمہ کا پتا نہ ہوتا کہ کس میں لگا رہے ہیں' اتنے اِنہماک سے مطالعہ کرتے تھے۔ مگر اتنے اِنہماک سے مطالعہ کے باوجود نماز یا نفل نہیں چھوڑتے تھے۔

خیر اندیش

عبدالتواب صدیقی

از: حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایم۔اے)
(نگران مرکزی مجلس رضا لاہور مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

مجھے پیر طریقت حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندگی کے کئی ماہ و سال گزارنے کا موقعہ ملا ہے۔ اُن کی زندگی کے کئی شب و روز کے مشاہدات میرے ذہن میں ہیں، جنھیں نہایت اِختصار کے ساتھ قلم بند کر رہا ہوں۔

ابھی پاکستان نہیں بنا تھا۔ میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ مؤلف تفسیر نبوی (پنجابی) کے زیرِ تربیت تعلیم پا رہا تھا۔ حضرت علامہ حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت پیر طریقت سیّد جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری قدس سرہ العزیز کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ صاحبزادگان علی پور سیداں اُن دنوں لاہور تشریف لاتے تو حضرت علامہ حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دارالعلوم میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ علی پور سیّداں سے دو صاحبزادے پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کئی کئی دن قیام فرماتے تھے۔ صاحبزادہ علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نوجوان محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، ایک مرید باصفا اور خدمت گار کی حیثیت سے آیا کرتے تھے۔ خدمت گزاری کے جوہر کے ساتھ حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی خوش آوازی سے نعتِ رسول ﷺ پڑھا کرتے۔ اِس طرح وہ جانِ محفل بھی تھے، حسنِ مجلس بھی۔ حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ میرے ہم عمر تھے۔ اُن کی نعت خوانی نے ہمارے دلوں میں اپنا گھر بنا لیا تھا۔

حضرت صاحبزادہ علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب آتے تو رونقیں ساتھ لاتے اور حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خوش آوازی سے محفلیں زندہ ہو جاتی تھیں۔ اُن دنوں زیرِ تعلیم طلباء میں سے حافظ محمد عالم سیالکوٹی، مولانا غلام حسین گوجروی اور صاحبزادہ محمد اسلم علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے نوجوان ہم سبق تھے اور حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ پنجابی میں نعت سناتے اور دلوں کو خوش کر دیتے تھے۔ اُن دنوں مولانا باغ علی نسیم رحمہ اللہ تعالیٰ طلباء کے انچارج پیر طریقت حضرت علامہ نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خاص خدمت گزار، آنے والے مہمانوں کی خاطر و مدارت کرتے تھے۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنہیں خصوصی اُلفت تھی۔ حضرت مولانا باغ علی نسیم رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لائبریری کے منصرم، کتابوں کے نگران اور اُن کی تالیفات کو ترتیب دیا کرتے تھے۔ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ جب لاہور آتے اُس لائبریری کی کتابوں کو درست کرتے، کتابوں کی جلدیں باندھتے تھے۔ پھر بازار سے نادر اور نایاب کتابیں خرید کر لاتے۔ کتابوں کی مجالس میں رہتے رہتے اُنہیں مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، وہ زیادہ وقت کتابوں کے مطالعہ میں گزارتے۔ اپنے پیر و مرشد کے جانے کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد نبویہ بیرون دہلی دروازہ میں قیام کرتے، نعت سناتے، مطالعہ کرتے اور کئی کئی دن قیام کرتے تھے وہ ایک حجرے میں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کرتے۔ اور اُن کے اِس کتابی ذوق نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ کئی بار میں نے دیکھا کہ ساری ساری رات مطالعہ میں گزار دیتے۔ میں اُن کے اِس ذوقِ مطالعہ سے بے حد متاثر تھا اور بعض اوقات اُنہیں ''سلطنتِ مطالعہ کا شہنشاہ'' کہا کرتا تھا۔ اُن دنوں مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لائبریری میں مصر کی چھپی ہوئی بڑی بڑی علمی کتابیں موجود تھیں۔ حضرت نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اُن کتابوں کا مطالعہ کرتے تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان عربی کا

مطالعہ کرتے تو مجھے بعض مقامات کے مطالب بیان فرماتے۔ مجھے مطالعہ کا ذوق پیدا ہوا مگر جو انداز مطالعہ حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تھا وہ نہ اپنا سکا۔ نہ اتنے انہماک سے کر سکا۔ مجھے یہ یاد نہیں کہ آپ نے ابتدائی کتابیں کس عالمِ دین سے پڑھیں مگر ان کے ذوقِ مطالعہ نے انھیں ایک عالمِ دین بنا دیا تھا۔

پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد ہم اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے اور جدا ہو گئے مگر گاہے بگاہے ملاقات ہوئی رہتی تھی۔ غالباً ۱۹۶۰ء یا ۱۹۶۱ء میں مجھے فیصل آباد (لائل پور) قیام کا موقع ملا۔ میں ان دنوں ضلعی آفیسر بن کر گیا تھا۔ انھی دنوں مجھے شیخ محمد ابراہیم صائم چشتی مرحوم سے تعارف ہوا۔ صائم چشتی مرحوم علی پور شریف سے روحانی نسبت رکھتے تھے۔ چشتی کتب خانہ کے بانی تھے۔ نعت گوئی میں ایک معروف شاعر کی حیثیت سے سامنے آئے تھے۔ وہ میرے دفتر بھی آتے اور میں شام کے وقت ان کی مجلس چشتی کتب خانہ میں چلا جاتا جہاں علماء، شعراء اور دوسرے اہلِ ذوق حضرات جمع ہوتے تھے اور اس طرح علم و ادب کی محفل جمتی۔ اس محفل میں حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لاتے تو رونقیں دوبالا ہو جایا کرتی تھیں۔ کارخانہ بازار لائل پور میں مجھے ایک عرصہ تک اس چوبارے میں رہنے کا موقع ملا، جہاں مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب لائل پوری کے دستِ راست کو شہید کیا گیا تھا۔ رات کو یہ کمرہ اہلِ علم و فضل کی مجلس سے بارونق ہوتا۔ ان دنوں جناح کالونی میں ہجویری مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نمازِ جمعہ سے پہلے خطاب فرماتے چونکہ آپ نعت خواں تھے، خوش آواز تھے اور راسخ العقیدہ عالم دین تھے ان کی تقریر نے دھوم مچا دی۔ لائل پور کے اکثر باذوق سنی آپ کی تقریر سننے کے لئے دُور دُور سے آتے اور مسجد کے اردگرد نمازیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ حضرت مولانا محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب لائل پور آتے تو امیروں کی کوٹھیوں کو چھوڑ کے

میرے چوبارے میں رات بسر کرتے‘ جہاں رات کو اہل علم جمع ہوتے۔ جمعرات کے پچھلے پہر چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد میں محفل ہوتی‘ جہاں حضرت نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ میر محفل ہوتے اور بہت سے شعراء اور باذوق لوگ جمع ہوتے۔ دن کے وقت میں اپنے دفتر چلا جاتا۔ حضرت نگینہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے دارالعلوم میں چلے جاتے۔ صائم صاحب اپنے کاموں میں مصروف ہوتے مگر رات میرے گھر آتے اور محفل جمتی۔

مجھے یہ معلوم نہیں کہ پیر طریقت حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ رضویہ میں باقاعدہ زیر تعلیم تھے یا ''سماعی'' طالب علم کی حیثیت سے حاضری دیتے۔ مگر اُن کے علم میں ترقی ہوتی رہی۔ پھر ایک وقت آیا کہ انہیں سند تعلیم وتدریس ملی اور ہم نے اُن کے اعزاز میں ایک محفل برپا کی جس میں صائم چشتی نے ایک منقبت سنائی۔

حضرت مولانا محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک شاعر کی حیثیت سے بھی مشہور ہوئے۔ اُن کی نعتیں زبانِ زدعام ہوئیں، بعض بڑی مشہور ہوئی:

دن دسواں تے رات یارویں سی
لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

بچہ بچہ پڑھتا تھا

آپ جب جلسہ عام میں تقریر کرتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ آپ کا خطاب شعروبیان کا گلدستہ ہوتا۔ ہم نے کئی بار اُن کی تقریریں سنیں۔ اُن کے جلسے دیکھے اور لوگوں کو داد دیتے اور جھومتے دیکھا۔ لوگ اُن کی تقریر سننے کے لئے دور دور سے آتے اور رات گئے تک آپ کا بیان سنتے تھے۔ دیہاتی علاقوں میں تو نگینہ نگینہ کے نعرے بلند ہوتے۔

آپ نے جب تصانیف کی طرف توجہ دی تو اعتقادیات پر بڑی عمدہ تحریریں سامنے آئیں ۔روحانیات کی طرف توجہ دی تو بہت سی روحانی تحریریں عوام تک پہنچیں ۔پیرِ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عقیدت مندوں کا ایک حلقہ ترتیب دیا اور اُنہیں اِعتقادی اور روحانی تربیت سے پختہ کیا۔اپنے احباب اپنے مریدوں اپنے شاگردوں اور اپنی اولاد کو اپنے لئے صدقۂ جاریہ کے طور پر تیار کیا۔

میں نے حضرت نگینہ علیہ الرحمہ کو سادگی کا نمونہ پایا۔میں نے حضرت نگینہ علیہ الرحمہ کو علمی میدان میں ایک عالمِ دین پایا۔میں نے حضرت نگینہ قدس سرہ العزیز کو ایک روحانی پیرِ طریقت کی حیثیت سے دیکھا تو اُن کے حلقۂ مریدین کو مودب پایا۔

نور اللہ مرقدہٗ

از: پیر طریقت حضرت فخر السادات سیّد ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

(ٹاؤن شپ لاہور)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور رسولوں علیہم السلام کے ذریعے اپنا پیغام روئے زمین کے لوگوں تک پہنچایا۔ نبی محتشم ﷺ کی مبارک ہستی کے جلوہ افروز ہوتے ہی دُنیائے کفر کی سیاہی چھٹ گئی۔ آپ ﷺ معلم انسانیت اور پیغمبر کائنات، شانِ رحمۃ اللعالمینی ﷺ کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک سے فیض حاصل کرنے والے دُنیا وآخرت میں بے مثال ہوگئے۔ صحابہ کرام ؓ، تابعین، تبع تابعین، بزرگانِ دین الغرض نبی پاک ﷺ کے درِ انور سے فیض یافتگان کی ایک نہ ختم ہونے والی فہرست موجود ہے۔ اس فہرست میں ایک انمول ہیرے کا نام نامی اسم گرامی قبلہ پیرومرشد" حاجی محمد یوسف علی نگینہ" صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آپ سرکار کا نام مبارک مصطفیٰ کریم ﷺ کے عشاق کے لئے سرورِ قلب وسینہ سے کم نہیں۔ آپ پیر طریقت، رہبر شریعت کے عظیم منصب پر فائز ہیں۔ قطب الاقطاب کا مقام آپ کے بے پایاں روحانی کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ ولایت محمدی ﷺ کا عین نمونہ تھے۔ مریدین، متوسلین، ارادتمندوں، دوست احباب اور رشتہ داروں کیلئے سراپا محبت، شفقت اور رحمت وکرم تھے۔ قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دین اسلام اور انسانیت کیلئے نعمت سے کم نہیں۔

کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ مریدوں کے احوال سے خوب آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے' عیوب کی پردہ پوشی فرماتے۔ آپ اپنے مریدوں کی رسوائی کبھی برداشت نہ فرماتے۔ اپنے مریدوں سے اس درجہ محبت

فرماتے کہ آپ کے مریدوں کے بارے کبھی کوئی غلط بات کہتا تو آپ پسند نہ فرماتے۔اپنے مریدوں ارادتمندوں کی محبت کو اپنا سرمایا سمجھتے۔اپنے مریدوں کے لئے آپ کی ذات مبارک رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم تھی۔اپنے مریدوں کی چھوٹی سے چھوٹی پریشانی دیکھ کر بے چین ہو جاتے۔اُن کے حق میں نبی پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیشہ دُعائیں مانگتے رہتے۔

ذاتی مخالفین سے کبھی انتقام نہ لیتے اور کبھی جوابی کارروائی نہ کرتے اور نہ ہی کبھی بددُعا دیتے۔ہمیشہ فرماتے جب حقیقت کا علم ہوگا تو خود ہی راہِ راست پر آجائیں گے۔اُن کے حق میں راہِ راست پر آنے کی دُعا فرماتے۔

آپ اپنے ہم عصر اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے لئے علم وعمل کے سمندر سے کم نہ تھے۔وہ جب چاہتے جیسے چاہتے آپ کی ذاتِ اکمل سے بدرجۂ اتم فیض یاب ہوتے۔آپ کی ذاتِ مبارک میں ظاہری باطنی بے شمار نگینے پنہاں تھے۔اپنے ہمعصروں میں باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔وقت کے مشائخ عظام، علمائے کرام اور اولیائے عظام آپ سے ظاہری باطنی فیض کے حصول کی خاطر آپ کی بارگاہ میں دوزانوں بیٹھنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے۔

قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی مشکل روحانی، فقہی اور دینی مسائل کو آسانی سے حل فرمادیتے۔آپ نہ صرف خود ولی تھے بلکہ ولی گر بھی تھے۔کرامات سے قطع نظر ہمیشہ اپنے آپ کو چھپا کر زندگی گزاری۔آپ نے منبرِ رسول ﷺ پر بیٹھ کر دینِ متین کی خدمت کی۔آپ کی سادہ اور مدلل گفتگو سامعین کے دل پر انمٹ نقوش چھوڑتی۔ملک کے طول وعرض میں آپ کو تبلیغ دین کے لئے دعوت خطاب دی جاتی جسے آپ نبی محتشم ﷺ کی سُنت ادا کرتے ہوئے قبول فرمالیتے۔آپ کا خطاب شریف سننے کے لئے لوگ جوق در جوق تشریف لاتے۔آپ کی آواز سن کر لوگ کھنچے چلے آتے۔آپ کا خطاب سن کر لوگوں کے دِل اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت سے مزین ومنور ہو جاتے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے بے پناہ محبت فرماتے۔ آپ اُس وقت تک کوئی بات بیان نہ فرماتے جب تک خود بحوالہ مطالعہ نہ فرما لیتے۔ بچپن سے تا دمِ رحلت آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ، سُنّتِ رسولِ کریم ﷺ پر عمل پیرا رہے۔ آپ کے عقائد میں پاکیزگی تھی۔ عقائدِ باطلہ کے حامل ہزاروں لوگوں کو اپنی نظرِ شفقت سے عشقِ مصطفےٰ ﷺ فنافی المصطفیٰ ﷺ کی منزل کی طرف گامزن فرمایا۔

بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس قدر عالی مرتبت ہونے کے باوجود اپنی ساری زندگی چھپ کر گذاری۔ کبھی اپنے روحانی عہدوں، روحانی تصرف پر نازاں نہ ہوئے، نمود و نمائش سے گریز فرماتے۔ اِخلاص میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ زندگی بھر نبی پاک ﷺ کی محبت و عنایت کو اپنے لئے عظیم سرمایا سمجھا۔ ادبِ رسالت مآب ﷺ آپ کی شخصیت کا جوہرِ اُصول تھا۔ نبی پاک ﷺ کے عشق کا آپ کی شخصیت اور آپ کی ذات پر ہمیشہ غلبہ رہا۔

کبھی کسی قسم کے پروٹوکول کا تکلف نہ کیا۔ امیر و غریب سے ایک جیسی محبت اور اچھا سلوک کرتے۔ ہر میزبان کے لئے یکساں پُرخلوص دُعا فرماتے۔ تصنع، بناوٹ اور ریا کاری سے ہمیشہ دُور رہے۔ حلال روزی کمانے، کھانے اور کھلانے پر ہمیشہ زور دیتے۔ ہمیشہ سادہ غذا کھاتے اور بے تکلف دستر خوان کو پسند فرماتے۔ سخاوت و ایثار آپ کی زندگی مبارک کا حسن تھا۔ کبھی کسی سائل کو خالی نہ لوٹاتے۔

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ والا قرآن مجید ۷ سال کی محنت، کاوش اور لگن کے بعد حاصل کیا۔ اگلے ہی روز ایک شخص نے وہ نسخہ آپ کے پاس دیکھ کر اُس کے حصول کا اِظہار کیا۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بلا توقف وہ نسخہ اُس سائل کو عطا فرما دیا اور اُس نسخہ کی جدائی میں ۱۳ روز بیمار رہے۔

از: مجاہد ملت حضرت مولانا الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

(سرپرست اعلیٰ: ادارہ رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ)

شیخ طریقت مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اہلسنّت و جماعت کے نامور عالم دین، عاشقِ شانِ رسالت، واعظ شیریں بیان اور درویش منش شخصیت تھے۔ جب محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فیصل آباد سابق لائل پور تشریف فرما ہوئے تو پہلے ابتدائی دورۂ حدیث شریف کی جماعت میں فقیر بھی شامل تھا۔ اُن دنوں مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آنا جانا ہوتا تھا بلکہ حاجی صاحب اور شیر اہلسنّت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں منعقد ہونے والے جلسوں اور پروگراموں میں اسٹیج کی زینت ہوا کرتے تھے۔ دیوبندیت زدہ لائل پور میں سُنّیت کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے میں یہ دونوں حضرات بہت پیش پیش تھے، اِس لئے فقیر کو ان دونوں حضرات کو بہت قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا فالحمد للہ علی ذالک

حضرت حاجی صاحب پیشوائے غیر مقلدین قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب ''جلاء الافہام''[1] کے حوالہ سے حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بکثرت پڑھا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی ایسا بندہ نہیں جو مجھ پر دُرود شریف پڑھے مگر مجھے اُس کی آواز پہنچ جاتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو''۔ پھر عاشقانہ انداز میں حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سماعت مبارکہ مسئلہ حیاۃ

[1] نوٹ: جلاء الافہام عربی میں ہے۔ ابن قیم جوزی نے لکھی ہے اور عربی سے اُردو میں قاضی سلیمان منصور پوری نے ''الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام'' کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ (ادارہ)

النبی اور مسئلہ علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ اپنے انداز میں اس طرح بیان فرماتے کہ حاضرین و سامعین کے دل و دماغ میں نقش ہو جاتا۔ آپ کی نعت کا ایک شعر بھی یاد آ رہا ہے کہ

آکھے جبریل روح الامیں
مشرق تے مغرب میں پھریا زمیں
مینوں لبھا نہ پاک محمد جیہا
صل علیٰ محمد

ایک مرتبہ آپ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے اوّلین دار الحدیث میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے مستانہ انداز میں دامن پھیلا کر یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا کہ

اللہ نبی اولیاء بجھ ویندے تولیا

بڑا پیارا روحانی منظر تھا کہ حاجی صاحب یہ شعر بار بار پڑھتے جا رہے تھے اور حضرت شیخ الحدیث مسکرا رہے تھے۔ سبحان اللہ!

حقیقی مجازی: ایک مرتبہ جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان کے زیرِ اہتمام محفل پاک میں بیان فرماتے ہوئے مسئلہ "حقیقت و مجاز" سمجھاتے ہوئے بہت آسان و دلنشین مثال بیان فرمائی کہ دیکھو بھائی بارش ہو رہی ہو تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ "پرنالہ وگدا پیا اے" حالانکہ پرنالہ تو اپنی جگہ پر قائم ہے اور جو "وگدا پیا اے" وہ پانی ہے پرنالہ نہیں۔

منقبت اعلیٰ حضرت: اہلسنّت و جماعت کے بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ میں آپ نے شائع شدہ ایک منقبت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے:-

منقبت

مجددِ دین و مِلّت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے
حکیم اہلسنّت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

محمد مصطفیٰ☆ محبوبِ حق کے علم کے وارث
محدث باکرامت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

کسی تصنیف کو دیکھو کسی تحریر کو پڑھ لو
بلاغت ہی بلاغت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

نبی☆ کے ذکر میں رہنا نبی☆ کی یاد میں رونا
محبت ہی محبت' اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

شریعت کے طریقت کے مسائل خوب سمجھائے
شہنشاہِ طریقت' اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

اِمام اعظم﷛ کے نائب بن کر دکھلایا زمانے کو
کہ چشمۂ فقاہت' اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

ہے اُن کی شاعری قرآن و سُنّت کا صحیح نقشہ
صداقت ہی صداقت' اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

کوئی گستاخِ احمد جب بھی اُن کے سامنے آئے
تو اِک بحرِ فصاحت' اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

کہاں سے وہ زباں لاؤں کرے جو آپ کی مدحت
کہ یوسفؔ اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

☆صلی اللہ علیہ واصحابہ وبارک وسلم۔ ۱؎ یہ منقبت حضرت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے نعتیہ کلام ''نگینے دے نگینے'' حصہ اول میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ ملنے کا پتا' جامع مسجد نگینہ A-977' بلاک بی III مجر پورہ سکیم لاہور۔

نذرانۂ عقیدت

الحاج حافظ محمد حسین حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانہ عقیدت بحضور حضرت پیر نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کامل پیر ایسا

لڑ لگیاں دی لاج نبھاون والا مرشد مل دا اے نال تقدیر ایسا
مینوں دِسدا کوئی نئیں جگ اندر کامل پیر ایسا دستگیر ایسا

نیویں گھراں وچ چانݨے کرن والا کتھوں لیائیے ہُن مہر منیر ایسا
صدیاں بھال دے رہن گے لوگ حافظ پھر وی نئیں ملنا کامل پیر ایسا

اُچے اُچے عالم بکے بکے کیتے

مرشد بابے نگینے نے دین خاطر کم عمر بھر جتنے ہو سکے کیتے
اپنے علم کمال دا بنھ لا کے بے ادباں دے بند سب نکے کیتے

ہر مخالف نوں پختہ جواب دتا کے مسئلے تے کدی نئیں دھکے کیتے
چھاپے راہواں وچ باطل دے آئے جتے ٹوٹے ٹوٹے کیتے ڈکے کیتے

ایس سادے جئے عالم نے قسم رب دی اُچے اُچے عالم بکے بکے کیتے
کچے پلے جو لگ گئے نال حافظ سُٹ کے عشق دی اگ وچ پکے کیتے

الحاج محمد ابراہیم صائمؔ چشتی صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانۂ عقیدت بحضور حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

عالم لوذعی، فاضل یلمعی

عالم لوذعی فاضل یلمعی!
شیخ تفسیر قرآں نگینہ مرا

دردِ محبوبؐ عالم کو دیتا رہا
دردِ دنیا کا درماں نگینہ مرا

وہ تھا حق، حق پہ اُس کا عقیدہ رہا
دشمنانِ نبی☆ سے کشیدہ رہا

جو بھی وابستہ دامن سے اُس کے ہوئے
اُن کی بخشش کا ساماں نگینہ مرا

شوکتِ اصفیاء زینتِ اولیاء
عاشقِ صادق سرورِ انبیاء

ہر زمانے میں تیار تھا ہر گھڑی
حق پہ ہونے کو قرباں نگینہ مرا

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

یوسف مصرِ حق و صداقت ہے وہ
بن گیا زینت باغِ جنت ہے وہ

میرے دل کی محبت ہے یوسف علی
میری آنکھوں کا ارمان نگینہ مرا

عالم بے ریا فاضل دل رُبا
اولیاء کی مجالس کی زینت رہا

شاعر مصطفیٰ☆ راہبر و راہنما!
ہے محبت کا عنواں نگینہ مرا

گھر کا گھر جس کا سارا دیندار ہے
یوسفی کو ملی جس کی دستار ہے

اپنے ہر ایک طالب پہ ہے آج بھی
لمحہ لمحہ مہربان نگینہ مرا

اس کے جانے سے فرحت بھی جاتی رہی
دل کی صائم وہ راحت بھی جاتی رہی

شعر کہنے کی لذّت بھی جاتی رہی
کر گیا ایسا حیراں نگینہ مرا

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

قطب جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوجِ شرافت، مصرِ محبت،
زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنافی المصطفیٰ، پروانۂ
توحید ورسالت، امینِ علمِ لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہ العزیز

کی زندگی کے

"حالات"

و

"واقعات"

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

ولادتِ باسعادت:

سیّدی مرشدی پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امینِ علمِ لدُنی، یوسفِ مصرِ محبت عالم علیمی فاضل لوذعی واقفِ رموزِ حقیقت وطریقت شیخِ معظم حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز، ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کو اپنے آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ (رحمہا اللہ تعالیٰ) نے آپ کا اسم گرامی "یوسف علی" رکھا۔ بعدازاں بزرگانِ دین نے فرمایا کہ نام کے ساتھ "محمد" ضرور ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ کا اسمِ مبارک "محمد یوسف علی" (قدس سرہ العزیز) ہوا۔

آپ کے والد محترم کا اسم شریف حضرت قبلہ بابا جی ریشم دین صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے اور والدہ محترمہ کا اسم مبارک علم بی بی (رحمہا اللہ تعالیٰ) ہے۔

خوبصورت بچپن:

آپ نے چھوٹی سی عمر میں ہی قرآنِ مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ پیدائشی طور پر آپ کی طبیعت اچھائی کی طرف راغب تھی۔ بچپن سے ہی آپ کو عبادت اور ریاضت کا شوق تھا۔ ابھی آپ چوتھی جماعت میں تھے کہ باقاعدگی سے نمازِ تہجد پڑھتے تھے۔ درود شریف کا کثرت سے ورد فرماتے تھے۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل فرمائی۔ صرف کلاس ہشتم تک

سکول کی تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ رجوع اِلی اللہ، عشقِ مصطفیٰ ﷺ، محبتِ دین کا اِس قدر غلبہ تھا کہ سکول کی تعلیم مڈل سے آگے جاری نہ رہ سکی۔ اُدھر گھریلو ذمہ داری اور کھیتی باڑی میں اپنے والدِ محترم کا واحد سہارا تھے۔ آپ اپنے والدین کی واحد نرینہ اولاد تھے۔ آپ پانچ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔

خاندانی واقعہ:

اِس سلسلہ میں ایک روز آپ نے اِرشاد فرمایا کہ ہمارے خاندان میں کئی پشتوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ پانچ بہنیں ہوتیں اور کبھی پانچ بھائی۔ مثلاً آپ کی پانچ بہنیں اور آپ اکیلے اُن کے بھائی، آپ کے والد صاحب پانچ بھائی اور ایک بہن۔ آپ کے دادا صاحب کی پانچ بہنیں اور وہ اُن کے واحد بھائی تھے۔ آپ کے پردادا پانچ بھائی اور ایک بہن۔ علیٰ ھذا القیاس

گھریلو حالات:

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے قرآن مجید میں ارشادِ عظیم فرمایا ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ [1] "ہم تمہیں کچھ خوف، بھوک، مالوں، اور جانوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ اور صابرین کیلئے خوشخبری ہے"۔ ربِّ ذوالجلال والاکرام کی شان کہ آپ کو بچپن سے ہی اِن آزمائشوں کا سامنا ہوا۔ گھر میں بہت زیادہ غربت تھی۔ اِدھر آپ کے دادا جان کا دین کی طرف خاص رجحان نہ تھا۔ کچھ گھریلو اِختلاف بھی آڑے آئے۔ آپ کے والدین نے بڑے صبر و اِستقامت سے اِن حالات کو قبول فرمایا۔ اور گھر سے باہر گھڈیال [2] میں ڈیرا لگا دیا۔ آپ کے والد ماجد چونکہ اپنے باپ کے کھیت میں کام

---

[1] البقرۃ: ۱۵۵۔ [2] گڑ بنانے کی جگہ کو گھڈیال کہتے ہیں۔

کرتے تھے۔ اِس لیے تھوڑا بہت اناج گزر اوقات کیلئے دے دیا جاتا مگر یہ اناج سات آٹھ افراد کیلئے بہت قلیل ہوتا چنانچہ کمی کو پورا کرنے کے لئے ''پکھاٹ'' سے کام لیتے۔ پکھاٹ کو گندم میں پیس لیتے۔ تیرہ، چودہ سال کی عمر تک آپ گندم میں پکھاٹ ملا کر کھاتے رہے۔ آپ کے گھر والے بھی اِنہی حالات سے دو چار تھے مگر آپ اور آپ کے گھر والے صبر و شکر بجالاتے رہے۔

حافظ بننے کا شوق:

گھریلو تنگی پیشِ نظر تھی۔ حافظ بننے کا بھی شوق تھا۔ سکول میں سلسلۂ تعلیم جاری رکھنا مشکل تھا۔ آپ کی فیس وغیرہ کے معاملہ میں آپ کے مکرم و محترم اساتذہ تعاون فرماتے تھے۔ اِس قدر تنگی کی حالت میں ربِّ ذوالجلال والاکرام سے کبھی کسی قسم کا شکوہ یا گلہ نہیں کیا۔ بلکہ صبر و شکر کرکے مالکِ حقیقی کی رضا پر راضی رہے۔ والدِ محترم کو پتا چلا کہ آپ قرآنِ پاک حفظ کرنا چاہتے ہیں۔ لازماً اِس کام کیلئے کچھ عرصہ کیلئے اپنے آپ کو وقف کرنا تھا۔ مگر عسرت آڑے آئی۔ گھریلو حالات کی بناء پر والدِ محترم کی طرف سے گھر سے جانے کی اجازت نہ ملی۔ اور یہ حسرت دل میں رہ گئی۔

حافظ چپ:

ایک دفعہ آپ نے اِس سلسلہ میں گفتگو فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ میری دُعا تھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد مجھے حافظ بنادے مگر جیسے اللہ جل مجدہٗ الکریم کی رضا، میں حافظ تو نہ ہو سکا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے مجھے ایک ایسا حافظ عطا فرمادیا جو ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ میں نے اُس کا نام ''حافظ چپ'' رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بولنے والے

پکھاٹ گندم کی فصل میں خودرو پودا ہوتا ہے۔ اس کو سیاہ رنگ کے دانے لگتے ہیں جو سرسوں کے دانوں کے برابر ہوتے ہیں۔

حفاظ کی نسبت جلد آیات یا سورتوں کا پتا بتا دیتا ہے۔ یہ "حافظ جیپ" ایک کتاب ہے جو الفاظ کو مصادر کے لحاظ سے قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ ڈھونڈنے والی لغت ہے۔ اُس کا نام ہے "المعجم المفهرس"۔

نعت خوانی:

آپ کو بچپن سے ہی نعت خوانی کا شوق تھا۔ کھیتی باڑی کیلئے جب گھر سے کھیتوں کی طرف تشریف لے جاتے تو سارے راستہ میں نعتیں پڑھتے رہتے۔ اسی طرح کھیتوں میں جا کر ہل چلاتے ہوئے اور فصل کاشت کرتے وقت بھی پیارے محبوب کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی کرتے رہتے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ ایک نعت شریف آپ اکثر پڑھا کرتے تھے جس کا ایک شعر یہ ہے:

مجھ کو ہے تیری جستجو مجھ کو تیری تلاش ہے
جانِ جہاں کہاں ہے تو مجھ کو تیری تلاش ہے

سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء سے عشق و محبت سرمایۂ حیات تھا۔ عشقِ شاہِ کائنات علیہ التحیۃ والثناء کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت آپ ﷺ کے ذکر سے رطب اللسان رہتے تھے اور کمال یہ تھا کہ نہ صرف زبان مصروف ذکر ہوتی تھی بلکہ ذکرِ پاک کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے عشق و محبت اور فراق کی وجہ سے آنسوؤں کے موتی محبت کی مالا بناتے رہتے۔

خوش الحانی:

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے آپ کو خوش الحانی، سوز و گداز اور وجد و رقت کی نعمت سے مالا مال فرمایا تھا اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خاص نگاہِ کرم تھی کہ جب آپ اپنے خصوصی انداز میں حضور ﷺ

کے عشق و محبت میں نعت پڑھتے تو محفل میں وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ اِس نعمت عظمٰی کا شکریہ اپنے ایک شعر میں اِس طرح فرماتے ہیں۔

نعت جب بھی میں پڑھتا ہوں یوسفؔ وجد محفل پہ ہوتا ہے طاری
یہ کرم ہے میرے مصطفیٰ☆ کا میری جادو بیانی نہیں ہے

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شفقت:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی آپ پر سماعتِ نعت شریف کے بارے میں خصوصی شفقت تھی۔ اوائل کی بات ہے ایک دفعہ آپ نے ''جگنی'' کی طرز پر چند اَشعار پڑھے۔ وہی سوز اور وہی دَرد جو آپ کا طرۂ امتیاز اور اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عنایت ہے ''جگنی'' کی طرز پر پڑھنے میں غالب تھا۔ اِس واقعہ کے بعد آپ قریبی ایک موقعہ پر پیر روشن ضمیر حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف کرماں والی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے سلام دُعا ہوئی۔ بعد ازیں حضرت صاحب کرماں والہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی محبت اور پیار بھرے انداز میں اپنی دائیں طرف بٹھاتے ہوئے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے آپ کیلئے پیغام دیا ہے کہ جب (حضرت محمد یوسف علی نگینہ (صاحب) آپ کے پاس تشریف لائیں تو اُنھیں آپ فرما دیجئے گا کہ ''جس منہ سے آپ میری نعتیں پڑھتے ہیں، اُس منہ سے ''جگنی'' نہ پڑھا کریں آپ کی نعتیں میں (ﷺ) خود سنتا ہوں''۔ سبحان اللہ!

آپ نے جب یہ پیغام سنا کہ میرے پیارے محبوب، میرے چین وقرار، میری روح، میری جان (ﷺ) نے مجھے نوازا ہے تو آپ پر عجیب رقت طاری ہوئی۔ وجدانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ سرکارِ کائنات ﷺ کی اِس عنایت کا آپ اکثر مواقع پر

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

ذکر بھی فرمایا کرتے تھے۔ نیز حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، سرکار مدینہ، سکون قلب و سینہ ﷺ کی سماعتِ بے مثال کا حدیث پاک کے حوالے سے ذکر فرماتے کہ (طبرانی شریف کے حوالے سے ابن قیم الجوزی نے جلاء الافہام (اور اُس کے ترجمہ) ''الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام'' از قلم: قاضی محمد سلمان منصور پوری) میں ہے جسے یحییٰ بن ایوب العلاف نے سعید بن ابو مریم سے اُنہوں نے خالد بن زید سے اُنہوں نے سعید بن ابی ہلال سے اور اُنہوں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود (شریف) پڑھا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے فرشتے اِس میں حاضر ہوتے ہیں جو بندہ دُرود (شریف) پڑھتا ہے وہ خواہ کہیں ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہم نے عرض کیا' کیا وصال (مبارک) کے بعد بھی؟۔ (سرکار کائنات ﷺ نے) فرمایا ہاں! دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ (کریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے''۔ [۱] اور اِنہی سے مروی دوسری حدیث پاک میں یہ الفاظ ہیں۔ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ؎ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے (پیارے) نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں''۔

آپ نے اپنے ظاہرہ زمانہ حیات میں سرکار کائنات ﷺ کی سماعتِ پُر نور کا کمال' نہ صرف یہ کہ دلائل نقلیہ سے ثابت فرمایا بلکہ آپ کا ذاتی عمل مبارک اِن دلائل کا واضح مصداق بنتا رہا ہے۔ کتنا اِحسان ہے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کہ سرکار کائنات ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ ''میں محمد یوسف علی نگینہ کی نعتیں سنتا ہوں''۔

---

[۱] جلاء الافہام ص ۵۶ ۔ ؎ ابن ماجہ ص ۱۱۹ حدیث نمبر ۱۶۳۷' مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۶' جلاء الافہام ص ۳۶ (چھاپہ بیروت)۔

دینی رجحان:

آپ کو پیدائشی طور پر قدرت کی طرف سے دین کی محبت عطا ہوئی تھی۔ نہ صرف یہ کہ دینی محبت تھی بلکہ آپ چھوٹی سی عمر میں ہی غوثوں۔ قطبوں۔ ابدالوں۔ سالکوں اور مجذوبوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ آپ کے علاقہ کے لوگ بھی اُن بزرگوں اور ابدالوں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کرمانوالے سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب، حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب، حضرت سیّد علی اکبر شاہ صاحب، حضرت پیر سیّد جماعت علی صاحب محدث علی پوری امیر ملت رحمہم اللہ تعالیٰ اور حضرت قبلہ بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (یہ آپ کے علاقہ شریف کے قطب تھے)۔

آپ خود بزرگانِ دین سے بڑے شوق و ادب سے ملتے اور اُن کی زیارت سے فیض یاب ہوتے۔ آپ جن بزرگوں سے بھی ملتے وہ بھی نہایت محبت اور پیار سے خصوصی توجہ فرماتے اور ان بزرگوں کے مریدین یہی سمجھتے کہ یہ ہمارے پیر صاحب کے مرید ہیں۔

سیّدی مرشدی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس پیر فقیر سے بھی روحانی تعلق قائم کیا، روحانی محبت کی مثال قائم کر دی۔ ویسے تو آپ کا پیر خانہ علی پور شریف ہے۔ لیکن آپ چونکہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے عشق میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے ہر بزرگ، شیخ اور پیر فقیر سے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت کا جام نوش فرماتے۔ آپ نے اسی نسبت سے ایک شعر لکھا ہے:

اِک تیرا جلوہ ویکھن لئی میں سو سو کتاں منتاں نیں
تھاں تھاں نذرانے ڈھوئے نیں مینوں چھڈیا پیر فقیر کوئی

حضرت قبلہ بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کا عالمِ بچپن سے ہی اِن بزرگوں سے روحانی تعلق قائم تھا۔ حضرت

قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاقہ کی باطنی حکومت کے بادشاہ تھے۔ اِن بزرگوں کو حضرت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے خاص دِلی لگاؤ اور روحانی محبت تھی۔ آپ کے آستانہ عالیہ کے اِردگرد ہی رہتے تھے۔ آپ قوم کے آرائیں تھے مگر گاؤں کے لوگ اِن کو بابا حسن شاہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ جذب کی حالت میں تھے۔

سلسلۂ بیعت:

آپ کا بچپن ہی سے پیروں، فقیروں، درویشوں، سالکوں اور بزرگوں سے محبت بھرا تعلق تھا، علاوہ ازیں (رجالِ غیب) کو بھی آپ سے محبت تھی۔ جب آپ نے ساتویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا تو آپ کے دل میں ظاہری طور پر کسی مرشد کامل کی بیعت کا خیال موجزن ہوا۔ چنانچہ آپ کو خواہش ہوئی کہ شمس المشائخ، مرشد کامل ولی گرولی حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب المعروف لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پر بیعت کی جائے۔ ۶

آپ خود فرماتے تھے اِنہی دنوں ہمارے گاؤں میں حضرت قبلہ لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے سلطان العارفین، امام السالکین، شیخ المشائخ، مجمع انوار لاثانی پیر طریقت رہبر شریعت قبلۂ عالم حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے ہوئے تھے تو ہماری مسجد واقع چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب پیلے گوجراں (شریف) کے امام وخطیب جناب سیّد محمد شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا یہ حضرت قبلہ قطبِ عالم لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اور بہت بڑے بزرگ ہیں اِنہی کے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ محترم شاہ صاحب نے اِنہی کا مرید کروا دیا۔

---

۶ علی پور شریف میں دو مایۂ ناز اولیاء اللہ ہوئے ہیں ایک لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے حافظ جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہیں امیر ملت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں۔ دونوں کا اِسم مبارک سیّد جماعت علی شاہ ہے اور دونوں عظیم بزرگ ہستیاں شمس المشائخ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین عارف باللہ فنافی اللہ حضرت قبلہ باواجی خواجہ فقیر محمد صاحب چوراہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور خاص الخاص خلفاء تھے۔

آپ اپنے شیخ معظم کے بارے میں اپنی مایۂ ناز نعتیہ مجموعہ کتاب " نگینے دے نگینے " حصہ اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔

منقبت

سیّد سخی لاثانی دا جگر پارا
میرا پیر لاثانی ایں علی اصغر

جنہے علی پور دی قسمت بدل دتی
اوہدی پاک نشانی ایں علی اصغر

علی اکبر سرکار دا ویر اصغر
فدا حسین دا جانی ایں علی اصغر

میری بیعت اے اوہناں دے ہتھ اُتے
میرا قبلہ روحانی ایں علی اصغر

اوہدی مرضی اے ویکھے یا نہ ویکھے
میں تے جان دا مالک بنا بیٹھاں

منزل اُتے میں یوسفا پہنچ جانا
بانہہ سیّد دے ہتھ پھڑا بیٹھاں

گو آپ مجمع انوار لاثانی حضرت قبلہ پیر طریقت سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے تھے مگر مرکزِ انوار تجلیات حضرت قبلہ سیّد پیر جماعت علی شاہ لاثانی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی بڑی تڑپ رہتی تھی۔ چنانچہ اسی تڑپ اور شوق زیارت کو سینے میں لئے ہوئے آپ اپنے آستانہ عالیہ سے علی پور شریف کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔

علی پور شریف کی طرف پیدل سفر:

یہ واقعہ مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے کا ہے۔ جب آپ نے علی پور شریف پیدل سفر کرنے کا اِرادہ فرما لیا تو پروگرام یہ مرتب فرمایا کہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اِس خیال سے جھوک دیتہ اسٹیشن سے ہو کر روڈالا روڈ اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ جب آپ اسٹیشن سے گزرنے لگے تو اسٹیشن ماسٹر نے آپ کو روک لیا۔ اسٹیشن ماسٹر جو کہ ہندو پنڈت تھا، اُس نے ٹکٹ مانگا۔ آپ کے پاس ٹکٹ تو نہیں تھا کیونکہ آپ گاڑی پر سفر کرنے کے اِرادے سے اسٹیشن پر تشریف نہیں لائے تھے بلکہ اسٹیشن کو محض ابتدائے سفر کا نشان بناتا تھا۔ وہاں سے لاہور، امرتسر اور راداس[1] سے ہوتے ہوئے علی پور شریف پہنچنا تھا۔ مگر اسٹیشن ماسٹر نے اِس وجہ سے پکڑ لیا کہ آپ کے پاس ٹکٹ نہیں تھا۔ آپ نے اسٹیشن ماسٹر کو اپنے علی پور شریف کی طرف جانے کے بارے میں بتایا مگر اُس نے ایک نہ سنی۔ جب شام کا وقت ہوا تو پنڈت کہنے لگا اب آپ کے بھاگنے کا وقت آگیا ہے، اندھیرے میں بہانے سے بھاگ جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ تم نے مجھے ناجائز پکڑا ہے لیکن جب تک تم مجھے خود نہیں چھوڑو گے میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔

آپ نمازوں کے اوقات میں نمازیں ادا فرماتے رہے۔ مغرب کی نماز کے بعد پنڈت نے آپ سے روٹی کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہندو ہو اور میں مسلمان، اِس لئے میں تمہارے ہاتھ کی روٹی نہیں کھاؤں گا۔ اِس پر پنڈت نے کہا، ہمارے یہاں ایک تیلی مسلمان ہے اگر آپ کہیں تو اُس کے گھر سے روٹی منگوا دیتا ہوں۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ آپ نے اُس مسلمان کے گھر سے منگوائی ہوئی روٹی تناول فرمائی۔ بعد از نمازِ عشاء آپ کیلئے چارپائی بچھا دی گئی اور اُس کے اردگرد تین چار، چارپائیاں اور بچھا دیں اور کہنے لگا، ایسا اِس لئے کیا ہے تاکہ آپ بھاگ نہ جائیں۔

---

[1] گوجرہ کے صوفی محمد دین صاحب ہر سال راداس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ صدارت عرس کرواتے تھے اس میں بھی شرکت کا اِرادہ تھا۔ پھر یہی عرس گوجرہ میں ہوتا رہا۔

آپ نے رات کو پچھلے وقت نماز تہجد ادا فرمائی۔ پنڈت آپ کا نمازیں پڑھنا، ذکر کرنا اور نوافل کی ادائیگی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ صبح جب لاہور کیلئے گاڑی چلنے لگی تو اسٹیشن ماسٹر (پنڈت) نے گاڑی کے گارڈ کے کان میں کوئی بات کہی اور پھر اُونچی آواز سے کہا ان کو لاہور لے جا کر قید کر دینا۔ آپ فرماتے تھے جب میں نے لاہور کا نام سنا تو میں نے شکر کیا کہ چلو لاہور تو پہنچ جائیں گے۔ خیر! جب شاہدرہ کا اسٹیشن آیا تو گارڈ نے آپ کو گاڑی سے اُتار دیا۔

پنڈت آپ کی باتوں کو سن کر سمجھ گیا تھا کہ شوقِ زیارت آپ کو اتنی دُور پیدل لئے جا رہا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ کو کہیں نہ کہیں پہنچا دیا جائے۔ اُس کی سختی یا خفگی ظاہری تھی۔

شاہدرہ اسٹیشن سے اُتر کر آپ مقبرہ جہانگیر پر تشریف لے گئے اور وہاں مغلیہ دور کے تاریخی نوادرات دیکھے۔ وہاں سے پیدل چلتے ہوئے بادشاہی مسجد اور شاہی قلعہ میں نوادرات کی زیارت فرمائی۔ پھر عجائب گھر کی طرف چل دیئے۔ وہاں سے چڑیا گھر اور پھر شالامار باغ میں قدرت کی نشانیاں اور آثارِ قدیمہ کو دیکھنے کے بعد امرتسر کی طرف رُخ کیا۔ یہ سارا راستہ پیدل ہی طے ہو رہا تھا۔ راستے میں دو نوجوان ملے اُن کو اپنی ساری کہانی سنائی۔ اُن نوجوانوں نے "اَتو کے اعوان" جاتا تھا۔ اِن نوجوانوں نے اپنی طرف سے آپ کو راستہ بتلایا کہ فلاں فلاں راستہ سے جائیں وہ آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا۔ شوقِ دیدار آپ کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا اور پیدل ہی سفر طے ہو رہا تھا۔ جب آپ رامداس پہنچے تو پتا چلا کہ حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے داغِ مفارقت دے دیا ہے۔ آپ اس دارِ فانی سے سفر کر گئے ہیں۔ اِس خبر سے آپ کے دِل کو زبردست دھچکا لگا اور آپ دردِ فراق سے تڑپنے اور رونے لگے اور اپنے آپ سے گویا ہوئے کہ یوسف تو کتنا بدنصیب ہے کہ لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے بھی محروم ہو گیا۔

آپ کی طبیعت میں پہلے ہی سوز و گداز اور رقت تھی۔ اِس واقعہ نے آپ کو تڑپا کے رکھ دیا۔ جب آپ علی پور شریف پہنچے تو آپ ہجر و فراق کی وجہ سے تڑپتے اور

روتے تھے۔ تب ذوالجلال والاکرام کی شانِ کریمی دیکھیے، آپ فرماتے تھے کہ میں آپ کے مزار پرانوار پر جا کر بیٹھ گیا۔ سلام عرض کیا اور مراقبہ کیا جب رات کا وقت ہوا تو وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی اور میری طلب صادق رنگ لائی اور حضرت قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، آپ نے شرفِ ملاقات بخشا اور فرمایا: ''بیٹا یوسف میں ویسے ہی زندہ ہوں جیسے پہلے زندہ تھا''۔ تم کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ یہ پردہ تو لوگوں کی نظروں سے ہے۔ تم مجھے ویسے ہی سمجھو جیسے پہلے سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ اس ارشاد سے میری ڈھارس بندھ گئی۔

حضرت قبلہ پیر لاثانی علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بیان فرماتے ہیں:

منقبت

دوہتا نبی☆ دا علی○ دا جگر گوشہ
علی پوری لاثانی اے پیر میرا

مشکل بنی تے آوندا اے کم میرے
تاجدار میرا دستگیر میرا

اُٹھے پہر خیالاں دے وچ رہندا
مالک جان دا مہر منیر میرا

اُوہدے کرم تے پورا اے مان مینوں
بنے لاوے گا بیڑا اخیر میرا

اُوہدی لبھے دی سادی جہی ٹوپی اُتوں
شہنشاواں دے تاج میں وار دیواں

اوہدی سادہ پوشاک تے فقر اُتوں
یوسف راجیاں دے راج وار دیواں

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ ○ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قبلہ ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

قطب زمان حضرت قبلۂ عالم میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا واقعہ بڑا باکرامت اور عجیب ہے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا صاحب بزرگوں سے اتنی رغبت نہیں رکھتے تھے۔ اُن کا بیٹا یعنی آپ کا چچا بیمار ہو گیا۔ اُس کو سخت بے ہوشی کی شکایت تھی۔ کبھی یکدم چیخیں مارنا شروع کر دیتا تھا اور کبھی روتا اور چلاتا۔ پھر یکدم غشی کی کیفیت ہو جاتی۔ دیکھنے والے کہتے اِس کو آسیب ہے' کوئی سایہ کی شکایت ہے یا کسی نے جادو کر دیا ہے۔ آپ فرماتے تھے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

آپ کے گاؤں میں ایک شخص بابا اسمٰعیل' شیرِ ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا معتقد تھا۔ اُس نے کہا کہ اِس بیمار کو شرقپور شریف لے جاؤ اور وہاں سے دَم کروا لاؤ۔ اُس وقت قطب زماں حضرت قبلہ میاں غلام اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین تھے۔ جب مریض کو شرقپور شریف کی طرف لے کر چلے تو راستے میں اُسے شدید تکلیف ہوگئی۔ چنانچہ گھر واپس لے آئے۔ اگلے دن پھر تیاری کی اور اللہ اللہ کر کے شرقپور شریف پہنچ گئے۔ جب حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تو آپ فرمانے لگے کہ تم لوگ تو کل آنے والے تھے پھر راستے ہی سے واپس کیوں ہو گئے؟

چونکہ بعض لوگ عقیدہ رکھتے ہیں اور اُس کا پرچار کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا (نعوذ باللہ من ذالک) ہو سکتا ہے اُن لوگوں نے بھی یہ بات سنی ہو۔ جب ایک ولی اللہ ایسی بات بتائیں جو کئی دیواروں کے پیچھے کی ہو تو حیرانگی کا شکار ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ آنے والوں نے جب آپ کی زبانِ ہدایت سے یہ ارشاد سنا تو دل میں انقلابی کیفیت پیدا ہوئی۔ بڑے حیران ہوئے کہ حضرت کو کیسے پتا چل گیا؟ کہ ہم کل آتے آتے واپس ہو گئے۔

خیر! حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانی کی بوتل دَم کر دی اور فرمایا' نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کرو اور داڑھی رکھ لو، بفضلہٖ تعالیٰ بحرمتِ سیّد الابرار ﷺ' خیر ہو جائے گی۔ جب حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا صاحب دَم کروا کر واپس آئے تو اُنہوں نے سارا واقعہ سنایا اور کہنے لگا کہ عجیب پیر دیکھا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے اور شریعت کا بھی پابند ہے اور دوسروں سے بھی شریعت کی پابندی کیلئے کہتا ہے اور اِس سے بڑھ کر یہ کہ اُس پیر نے تو ہمیں کل کی گزری ہوئی بات بھی بتادی کہ کل تم آنے لگے تھے تو پھر واپس چلے گئے۔

حضرت قبلہ باباجی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو میرے دِل میں اِشتیاق پیدا ہوا کہ اِن بزرگوں کی ضرور زیارت کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگرچہ میں ابھی چھوٹا تھا مگر پیروں فقیروں سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ مذکورہ بالا واقعہ سن کر خیال آیا کہ کتابوں اور وعظوں میں ایسے واقعات کا ذکر آتا ہے مگر ایسا اللہ والا مقبولِ بارگاہِ الٰہی اِس وقت بھی موجود ہے۔ جب شوقِ زیارت دِل میں موجزن ہوا تو دِل میں بات آئی کہ خود بلائیں تو پھر لطف و کمال ہے کیونکہ: ''اپنا جانا اور ہے اور اُن کا بلانا اور ہے''۔

آخر جب وہی عزیز چچا محمد شفیق تندرست ہوئے تو شرقپور شریف جا کر حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے۔ پھر جب شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس مبارک آیا تو آپ کے چچا صاحب آپ کو بھی اپنے ساتھ شرقپور شریف لے گئے۔ آپ اُس وقت ابھی نعتیں پڑھا کرتے تھے اور ابھی آپ کو داڑھی شریف بھی نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے تھے اگلے دن صبح کے وقت میں نے چند نعتیں پڑھیں۔ آپ کو بہت پسند آئیں۔ پھر اُسی وقت مجھے آزمائش میں ڈال دیا کہ کیا یہ دِل کا سخی بھی ہے یا نہیں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے۔ یوسف بچوں کو نعتیں لکھوا دو۔ میں نے بچوں سے کہا کہ کاپیاں لاؤ پھر میں نے بچوں کو آٹھ آٹھ دس دس نعتیں لکھوا دیں۔ اِسی دوران حضرت قبلہ ثانی

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ دیکھنے کیلئے آئے۔ اسی کام میں صبح کے گیارہ بج گئے۔ پھر آخری مرتبہ آپ تشریف لائے اور فرمانے لگے یوسف یہیں بیٹھے رہنا ہے؟ تو میں نے آپ سے عرض کیا حضور!

وہ اور ہی ہوں گے تیری محفل سے نکلنے والے
حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

(بات تو اصل میں اُسی وقت بن گئی تھی جب بزرگوں سے نگاہ ملی تھی) پھر حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور ایک عربی رومال عطا فرمایا۔ بعدازاں میں نے حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گاؤں تشریف لانے کیلئے عرض کیا۔ فرماتے تھے گاؤں لانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شرقپور شریف روانگی سے قبل میری دادی صاحبہ مرحومہ نے فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو گاؤں آنے کی دعوت دینا۔ فرماتے تھے جب میں نے حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت دی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی اور گاؤں تشریف لائے۔ صبح کا وقت تھا میری دادی صاحبہ مرحومہ' حضرت قبلہ میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی۔ آپ نے آنکھوں سے چشمہ اُٹھایا اور پوچھا کیا بات ہے؟ تو عرض کرنے لگی۔ حضور محمد شفیع کے گھر لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں' لڑکا کوئی نہیں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے، یوسف تم دُعا کرو۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور دُعا کیلئے تو آپ کو زحمت دی گئی ہے میں تو آپ کے ساتھ تیار ہوں۔ آپ دُعا فرمائیں۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ شانِ ربّ کریم کہ دُعا کے پورے نو ماہ بعد اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے چچا محمد شفیع کو بیٹا عطا فرمایا۔ پھر اُس کے بعد لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوئے۔ ماشاءاللہ۔

وقت کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت قبلہ میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی محبت بڑھتی گئی اور حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی خوب نظر کرم فرماتے رہے۔ آپ کی

مدح میں حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نعتیہ مجموعہ نگینے دے نگینے (حصہ اوّل) میں ایک منقبت لکھی ہے۔

منقبت

میرے قبلہ عالم لاثانی واہ واہ لا کے توڑ نبھائی اے
جیہڑی نعمت ویر نے بخشی سی اوہنے رج رج کے ورتائی اے

ایہہ حبیب طبیب حقانی دا ایہہ ویر ہے شیر ربانی دا
ایہدے در تے جیہڑا آ ڈگیا اوہنوں بخش دتی اولیائی اے

ایہناں نور دیاں تصویراں نے ایہناں میریاں سوہنیاں پیراں نے
ایہناں دوہاں سکیاں ویراں نے گھر گھر رحمت ورسائی اے

اِس در تے جیہڑا آوندا اے موہنوں منگیاں مراداں پوندا اے
ایتھے فیض ہمیشہ جاری اے نہ وقت دی قید لگائی اے

ایہہ میاں صاحب دی بستی اے ایتھے رحمت رب دی سستی اے
اوہنوں خیر کرم دا پے جاندا جنہے جھولی آن پھیلائی اے

شالا وسدا رہوے ایہہ میخانہ میرے سوہنے پیر لاثانی دا
جیہدے کیف نے لہندے چڑھدے تک کر چھڈی مست خدائی اے

یوسفؔ نے جو بھی پایا اے بس ایسے در توں پایا اے
کھا قسم خدا دی کہندا ہاں ہر نعمت ایتھوں پائی اے

حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھائی حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے اور

انسانی معاشرہ میں دو سگے بھائیوں کے لئے بہترین نمونہ قائم کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ سگے بھائیوں کو اِن دو عظیم بھائیوں کی زندگی سے نمونہ حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے دونوں عظیم شخصیات کی مدح میں اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح فرمایا۔

مدح

لاثانی ، میاں صاحب دی ، لاثانی پاک نشانی ایں
کر ویے نے ویے تے نظر کرم کر چھڈیا قطب ربانی ایں

اَیہہ نقشہ شیر محمد دا ، اَیہہ جلوہ شیر محمد دا
اِکو جیہی سیرت دوہاں دی اِکو جیہی شکل نورانی ایں

ہے دوہاں دا اِکو میخانہ ہے دوہاں دا اِکو پیمانہ
اِک ساقی اِک ورتاوا اے دوہاں دی خلق دیوانی ایں

جو اَیہدا نہیں سو اوہدا نہیں جو اَیہدا اے سو اوہدا اے
گھر گھر وچ دوہاں ویراں نے ورتایا فیض روحانی ایں

اُس کرم کما کے دسیا اے ، اِس توڑ نبھا کے دسیا اے
اِک پل وی پاک شریعت توں نہیں کیتی رو گردانی ایں

کیوں منگتیو بوہے تکن دے او ، ہر پاسے فیض ہے اُوسے دا
جس پاسے جھولی پھیلایئے ، ہو جاندی فیض رسانی ایں

یوسفؔ ہے سگ لاثانی دا ، اِس کامل مرد حقانی دا
جتھے یار دا نقشہ وسنا ایں اَسیں رکھ دینی پیشانی ایں

مزار پر پھول چڑھانا:

آپ نے اپنا ایک واقعہ خود سنایا کہ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر

محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ انوار پر چند احباب نے مراقبہ کیا اور بندہ بھی مراقب ہوا۔ مراقبہ کے بعد تمام دوستوں نے یہ کہا کہ ہمیں میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے کہا مجھے شرف زیارت نہیں ملا۔ اسی طرح تین راتیں مراقبہ ہوتا رہا۔ ہر کوئی کہتا کہ مجھے حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ بڑی حیرت ہوئی کہ سب کو ملاقات کا شرف بخشا ہے لیکن بندہ کو محروم رکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے بعدازیں میں شرقپور شریف سے لاہور آیا۔ یہاں لاہور کے علاقہ اچھرہ میں محفل میلاد میں شرکت کرنا تھی ۔ دورانِ تقریر مجھے دو ہار پہنائے گئے۔ بعد از تقریر میں نے انہیں اُتار کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا۔ جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد میں کوٹلہ شریف گیا اور وہاں حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت میاں امیر الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ انوار پر حاضری دی اور وہ دونوں ہار جو میرے پاس موجود تھے اُن کو جوڑ کر ایک لمبا ہار کرلیا اور اُسے حضرت موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضۂ مبارک پر ڈال دیا۔ فرماتے ہیں کہ وہ ہار مزار پاک پر پڑا بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ حاضری سے فارغ ہونے کے بعد میں گھر واپس آ گیا۔ رات کو آرام کرنے کیلئے چارپائی پر لیٹ گیا۔ سونے کی حالت میں خواب میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور خواب میں ہی میں نے آپ سے سوال کیا کہ تین دن آپ کے مزارِ اقدس پر بندہ نے مراقبہ کیا لیکن شرف زیارت نہ بخشا اور آج زیارت سے نواز رہے ہیں۔ فرمایا آج اس لئے ملاقات کیلئے آیا ہوں کہ آپ نے میرے شیخ معظم پیر و مرشد حضرت قبلہ میاں امیر الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر منور پر پھول ڈالے ہیں۔

وصال کے بعد سلسلۂ فیض:

آپ فرمایا کرتے تھے جس طرح ظاہری زمانۂ حیات میں اولیاء اللہ فیض دیتے ہیں اسی طرح دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی بزرگ سلسلۂ فیض جاری رکھتے

ہیں۔ خاص طور پر دو عظیم بزرگوں قطب الاقطاب پیر طریقت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ملاقاتیں ہوئیں اور اُن سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں لکھتے ہیں:۔

صدقے جاواں محمد☆ دے شیر اُتوں شرق پور دے بھاگ جگائے جنہے
اُس دی نظر نوازی توں جاں صدقے ولی غوث تے قطب بنائے جنہے

کرماں والے دے کرم جگائے جتے رنگ گھنگ شریف نوں لائے جنہے
کر ویرے توں دتا لاثانی یوسفؔ کیلیانوالے وچ جھنڈے جھلائے جنہے

صاحبِ مزار اور گدی نشین کا تعلق:

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جب حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے شرق پور شریف تشریف لے جاتے تو پہلے شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پُر انوار مرکزِ تجلیات پر حاضری دیتے۔ اِسی سلسلہ میں آپ کا ایک واقعہ شاعر اہلِ سُنّت جناب احمد علی قائد شرقپوری صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ آپ (حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مجھے ایک واقعہ سنایا جس نے مجھ پر رقت طاری کردی۔ بلکہ جب میں نے حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو اُن کی آنکھیں بھی پُرنم تھیں۔ آپ نے بتایا کہ اُن کو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوئے پندرہ سال گزر گئے تھے۔ اِس عرصہ میں میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اِن (حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) سے کبھی مسکرا کر نہ ملے۔ وہی آنا جانا اور دال روٹی، لنگر شریف کھانا اور زیارت سے مشرف ہوکر واپس چلے جانا۔

☆ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

راوی جناب احمد علی شرقپوری مرحوم بیان کرتے تھے کہ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں شرقپور شریف گیا تو پہلے سیدھا دربار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری دی ؎ دل ہی دل میں قطب الاقطاب حضرت قبلہ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی ہنس کر نہیں ملے پھر یہ بھی عرض کر دیا کہ ہمیشہ دال روٹی کی دعوت فرماتے ہیں۔

راوی جناب احمد علی شرقپوری مرحوم بیان کرتے تھے حضرت قبلہ نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں حضرت قبلہ عالم ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا تو آپ اُسی بیٹھک میں تشریف فرما تھے جس میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ بندہ نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھ دیئے اور میں دیکھتے ہی سوچ میں پڑ گیا کہ آپ میرے دل کی گہرائیوں کے محفوظ رازوں سے بھی واقف ہیں۔ آپ نے بڑی شفقت و محبت سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ کھاتے کیوں نہیں؟ کھاؤ! تم میرے بھائی جان سے دربار شریف پر انہی کھانوں کے بارے میں کہہ رہے تھے اور ہاں مسکرانے کے متعلق بھی سُن لو کہ جس دن سے میرے برادر بزرگوار اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا سے پردہ فرمایا ہے میری ساری ہنسیاں اور مسکراہٹیں وہ اُسی دن سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اب میری زندگی میں قطعاً کوئی مزہ نہیں رہا۔ یہ فرما کر آپ کی آنکھوں میں آنسو موتیوں کی طرح نکل پڑے۔ یہ دیکھ کر میں بھی بے اختیار رونے لگا اور کھانے کا خیال تک نہ رہا اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ گدی نشین کا صاحب مزار سے رابطہ ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ صاحب مزار مرشد کامل دلوں کی خبریں رکھتے ہیں اور کامل پیر مرشد گدی نشین سے رابطہ رکھتے ہیں۔

؎ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے صاحب مزار کے پاس حاضری دی جائے پھر گدی نشین کی زیارت کی جائے۔

بندۂ ناچیز حقیر منیر احمد یوسفی نے بھی یہ واقعہ آپ کی زبانی سنا۔ آپ اِس واقعہ کو سنانے کے بعد فرمایا کرتے تھے مجھے کون کہہ سکتا ہے کہ صاحب مزار کو کچھ خبر نہیں ہوتی یا صاحبِ مزار کا گدی نشین سے تعلق نہیں ہوتا۔

باکمال واقعہ:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آپ کی کرامات اور واقعات تو بہت ہیں مگر وہ اپنا ہی ایک بڑا باکمال واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ اللہ ربُّ العزت نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ لڑکے کی خوش خبری سنانے اور نام رکھوانے کیلئے میں حضرت قبلہ میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا۔ آپ نے بچے کی ولادت کی خبر سنی تو خوش ہوئے اور مبارک باد دی۔ نام رکھنے کے لئے عرض کیا تو فرمایا: ''منیر احمد رکھ لو اور بشیر احمد نام رکھ لینا''۔ حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں سمجھ گیا کہ منیر احمد کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا۔ جس کا نام آپ نے پیشگی رکھ دیا۔ چنانچہ پھر بیٹا پیدا ہوا تو آپ کی بشارت پوری ہو گئی۔ لیکن بچے کی ولادت کے موقعہ پہ یہ بات سمجھ میں آئی کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِرشاد میں ایک نہیں بلکہ دو رمزیں تھیں۔

''ایک یہ کہ لڑکا پیدا ہوگا اور دوسرے یہ کہ اُس وقت ہم دُنیا میں نہیں ہونگے تم خود ہی بشیر احمد نام رکھ لینا''۔ جب مجمع انوار نگینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب پیدا ہوئے تو حضرت قبلہ میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اِس فانی دُنیا سے سفر فرما چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے اُس دن مجھے ناقابلِ تلافی صدمہ ہوا۔ آپ جب یہ واقعہ سنایا کرتے تھے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور کافی دیر تک روتے رہتے تھے۔

بزرگوں سے اظہارِ عقیدت ومحبت:

آپ نے کئی غوثوں قطبوں اور ابدالوں سے اکتساب فیض فرمایا اور کئی برگزیدہ بزرگوں، عالی مرتبت اولیاء اللہ کی مدح سرائی فرمائی:

۱۔ شیخ معظم پیر کامل حضرت قبلہ سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی (علی پور شریف) کی مدح میں فرماتے ہیں:

سوہنا پیر میرا سیّد علی اکبر
سُچا لال لاثانی خزانے دا اے

دامن موتیاں تھیں جینے بھر دِتا
میرے جیہے غریب دیوانے دا اے

نظراں والیاں نے صاف ویکھیا اے
سیّد پاک ابدال زمانے دا اے

تارے ذرّیاں تائیں بنا دِتا
کتاں فیض اے سخی گھرانے دا اے

وادے پاک حیاتی وچ فقر دیاں
سکھے منزلاں طے کروا چھڈیاں

جدھر جدھر سی گذریا لاثانی
یوسفؔ راہواں اوہ سکھے وکھا چھڈیاں

۲۔ قطبِ وقت، محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار اِن الفاظ میں فرماتے ہیں:

بڑے بڑے محدث نے جگ اندر
محدث اعظم دی شان کجھ ہور ای اے

بھر بھر جھولیاں فیضِ رضا ونڈیا
اُیہناں اُتے فیضان کجھ ہور ای اے

میرے سخی سردار دا سنگیاں تے
خاص الخاص اِحسان کجھ ہور ای اے

جدھر نظر کیتی عالم جگے بن دے
ایہدا علم پڑھان کجھ ہور ای اے

عالم گر عالم ولی گر عارف قطب وقت سردار سی سنگیاں دا
کی میں اُس دی یوسفؔ تعریف لکھاں میرا سخی سالار سی سنگیاں دا

۳۔ حضرت قبلہ پیرِ طریقت حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری امیرِ ملت کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش فرماتے ہیں:

واراں جان محدث علی پور توں
امیر ملّت دا جنہوں خطاب ملیا

جنھے ویکھیا اوسے دا ہو رہیا
ایسا حسن اُس نوں لاجواب ملیا

اِکے نظر تھیں قطب بنایا جنھے
کیسی پیر وی قطب الاقطاب ملیا

اُوہدے بُوہے تے جیہڑا گدا آیا
اُوہنوں فیض ملیا بے حساب ملیا

سیّد پاک شہزادہ سی مصطفیٰ☆ دا
شہنشاہ وی سی تے فقیر وی سی

کردا خاک در خاک سی دشمناں نوں
یوسفؔ قدماں دی خاک اکسیر وی سی

وعظ کیسے شروع فرمایا:

جیسا کہ آپ پچھلے صفحات میں مطالعہ فرما چکے ہیں کہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ شروع شروع میں نعت خوانی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک جلسہ میں آپ حضرت قبلہ ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''مولانا آپ اُٹھ کر تقریر فرمائیں''۔ اُس کے بعد پھر سلسلۂ تقاریر شروع ہوگیا۔ جس طرح آپ کو نعت خوانی میں ملکہ حاصل تھا اِسی طرح آن کی آن میں آپ کو میدانِ خطابت میں بھی ملکہ حاصل ہوگیا۔

آپ بچپن سے ہی حضور اکرم ﷺ کے عشق ومحبت میں مستغرق اور جذب وشوق، سوز وگداز اور زہد واِتقا کا مرقع تھے۔ جب یہ رنگ نعت خوانی کے علاوہ وعظ و خطابت کے ذریعے ظاہر ہوا تو جس طرح میدانِ نعت خوانی میں آپ ہر خاص وعام کی توجہ کا مرکز تھے اِسی طرح میدانِ خطابت میں بھی توجہ کا مرکز بن گئے۔ آپ کی تقاریر لفظوں کے اُتار چڑھاؤ پر مبنی نہ ہوتی تھیں بلکہ پُر مغز، پُرسوز تعلیمی، علمی، اِعتقادی، پُروقار، دلائل اور مستند حوالہ جات سے دل کی گہرائیوں میں اُترنے والی ہوتی تھیں۔

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

سامعین کی کیفیت:

آپ کی آواز میں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد جل مجدہٗ الکریم نے ایسا سوز وگداز اور درد دیا ہوا تھا کہ آپ جب خطبہ شروع فرماتے تھے تو سامعینِ محفل میں وجدانی کیفیت پیدا ہوجاتی تھی۔ تقریر میں اس قدر جوش وولولہ ہوتا تھا کہ سننے والے کا دل تڑپنے لگتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کا اندازِ خطابت اچھوتا، نرالا، سادہ اور عام فہم بھی تھا۔ آپ کے زبردست جوش وجذبہ اور سوز وگداز کی وجہ سے جلسہ گاہ میں دو بندے بھی شہید ہوگئے۔ جب پیرِ طریقت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت صاحب کرماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا پتا چلا کہ آپ کے ایک جلسہ میں دو بندے شہید ہوگئے ہیں تو آپ نے حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو تقریر میں نرمی اختیار کرنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے اندازِ خطابت میں قدرے تبدیلی فرمائی۔

خطابِ نگینہ:

نعت خوانی اور خطابت میں نرالے اور خصوصی انداز کی بنا پر ہر طرف سے وعظ وتقریر کی دعوتیں ملتیں۔ تقسیمِ ہند سے قبل فیروزپور شہر میں ''بزمِ شاہِ جیلان'' نے آپ کو تقریر کیلئے بلایا، اُس موقعہ پر آپ کو ''نگینۂ ہند'' کا خطاب دیا گیا۔ پھر سراج الاولیاء، خواجۂ خواجگان حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ العزیز کے دربارِ پُرانوار پر تقریر کیلئے بلایا گیا۔ وہاں اشتہارات میں آپ کو ''نگینۂ ہند'' لکھا گیا اور پھر آپ ''نگینۂ ہند'' کے نام سے پکارے جانے لگے۔ آپ بذاتِ خود اس خطاب سے گھبراتے تھے۔ یہ بات دراصل بزرگانِ دین کی روایتی تواضع اور انکساری کی آئینہ دار تھی۔ تشکیلِ پاکستان کے بعد آپ ''نگینۂ پاکستان'' کے نام سے پکارے جانے لگے۔ بعد ازیں آپ کا نام مبارک ہی ''محمد یوسف علی نگینہ'' لکھا جاتا رہا ہے۔ (قدس سرہٗ العزیز)

حالتِ جذب:

دوست احباب فرماتے ہیں کہ عالمِ شباب میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق کا اِس قدر غلبہ ہوا کہ آپ اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہوگئے۔ آپ کی نہ کھانے پینے کی طرف توجہ تھی اور نہ پہننے کی۔ یہ حالت تقریباً اکیس دن رہی۔ اِنہی دنوں حضرت پیر سید علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے گاؤں تشریف لائے۔ اور اِس جذب کی حالت سے نکالنے کیلئے خصوصی توجہ فرمائی۔

علمائے دین سے محبت:

آپ کو بچپن سے ہی علمائے اہلسنّت وجماعت سے محبت اور ملاقات کا شوق تھا۔ اکثر اوقات جلسوں میں نعتیں پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے تو وہاں علماء کرام سے ملاقات کا موقع مل جاتا۔ کئی علماء کرام سے تو بہت قریبی خصوصی تعلقات اور روحانی اور علمی رابطے تھے۔

چند علماء کرام جو اپنے دَور کے علمائے ربانی میں سرفہرست تھے، کا ذکرِ خیر یہاں کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت قبلہ علامہ مولانا بابا نبی بخش صاحب حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی منش عالم دین اور بزرگ ولی اللہ تھے۔ آپ نے پنجابی میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے جو "تفسیر نبوی" کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنی تقاریر اور خطابات میں ان کی تفسیر سے حوالہ جات اور اَشعار سنایا کرتے تھے۔ آپ جب لاہور تشریف لاتے تھے تو آپ حضرت مولانا نبی بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر ضرور حاضری دیتے۔

(۲) فقیہہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث رحمہ اللہ تعالیٰ (کوٹلی لوہاراں شریف، سیالکوٹ)

(۳) محقق و مدقق عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (سیالکوٹ)

(۴) شمس العلماء استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (وزیر آباد)

(۵) حضرت جناب مولانا قبلہ سیّد ناظر حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (زیورہ شریف)

(۶) عالم نبیل فاضل شہیر جناب حضرت مولانا مولوی محمد مسعود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۷) حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کاچھو پورہ لاہور)

(۸) حضرت علامہ مولانا صوفی محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (سلطان پورہ لاہور)

(۹) مفسر قرآن شارح مشکوٰۃ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تفسیر نور العرفان، تفسیر نعیمی، مرآۃ شرح مشکوٰۃ، جاء الحق، شان حبیب الرحمان وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

(۱۰) غزالی زمان حضرت علامہ مولانا سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (ملتان)۔

(۱۱) مناظر اسلام، ولی کامل حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ سے ملاقات حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس پاک پر ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ عظیم اور مایۂ ناز مناظر ہوئے ہیں۔ آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی مدد حقیقی اور سرکار کائنات ﷺ کی خصوصی نگاہِ کرم سے بڑے بڑے مخالفین، گمراہوں، بے دینوں، مرزائیوں، خارجیوں، رافضیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، اور دہریوں وغیرہ کو مناظروں میں ذلت آمیز شکستیں دی ہیں۔

آپ کی مدح میں لکھتے ہیں:-

منقبت

محمدؐ☆ دے پیارے محمد عمر سن
عمرؓ* دے دُلارے محمد عمر سن

عمر ساری کیتی عمرؓ* دی غلامی
ھدایت دے تارے محمد عمر سن

فقاہت وضاحت بلاغت دے پیکر
دقائق دے دھارے محمد عمر سن

دلائل دے انبار لا دتے جا کے
جتھے وی سدھارے محمد عمر سن

سدا سُنّیاں فیض اُوہناں توں لینا
جو کر دے اِشارے محمد عمر سن

کوئی آیا بھاویں مخالف مناظر
کدی وی نہ ہارے محمد عمر سن

اہل سُنّت دی کر کر حمایت
مقدر سنوارے محمد عمر سن

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ *رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہے حق کیہڑے پاسے تے باطل ہے کدھر
ایہہ کر دے نتارے محمد عمر سن

طوفاناں چوں کڈھ اہل سُنّت دی کشتی
لیائے کنارے محمد عمر سن

میں یوسفؔ اونہاں نوں ولی کیوں نہ آکھاں
کہ ولیاں دے پیارے محمد عمر سن

لاہور میں مقامِ قیام:

آپ اکثر لاہور تشریف لایا کرتے تھے اور امام المناظرین، مناظرِ اسلام ولی کامل حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔

بقول حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی مدظلہ العالی، مناظرِ اعظم حضرت قبلہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کے بارے میں حضرت قبلہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھرپور اعتماد فرماتے تھے اور اپنی لائبریری کی چابیاں سوائے اُن کے کسی کو نہ دیتے تھے۔ حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سارا سارا دن لائبریری میں محو مطالعہ رہتے' کھانے پینے سے بے نیاز ہو کر مطالعہ فرماتے رہتے اور کتابوں کے شروع میں قیمتی حوالہ جات نوٹ فرماتے رہتے تھے۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی معلومات:

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی مدظلہ العالی کو ایک مناظرے میں جانا تھا تو حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی بھی آپ کے ساتھ مناظرِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانۂ اقدس پر گیا۔ لائبریری بھی دیکھی، قلبی سکون حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے گفتگو کے دوران ایک حوالہ کا ذکر کیا تو باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلاں کتاب دیکھیں، اُس میں حوالہ موجود ہے اور وہ کتاب حضرت مناظرِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی لائبریری میں موجود ہے۔ مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے کہا میں نے تو بہت تلاش کی ہے وہ کتاب مجھے ملی نہیں تو حضرت باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ نے وہ کتاب کسی کو دے نہ دی ہو ورنہ کتاب اِدھر ہی کہیں ہوگی۔ انہوں نے جواباً کہا یہاں سے کوئی کتاب کسی کو نہیں دی گئی تو آپ نے فرمایا پھر لائبریری میں ہی ہوگی۔ مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے کہا میں نے بہت تلاش کی ہے مگر ملی نہیں۔ اِتنے میں آپ اُٹھے اور الماریوں کو دیکھنے کے بعد دُور سے سفید پشتے والی ایک کتاب کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ سامنے والی کتاب نکالیں۔ جب وہ کتاب نکالی تو مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی حیران ہوگئے کہ وہی کتاب تھی جس کو بہت تلاش کیا اور مل نہ رہی تھی۔ اِس موقع پر مولانا عبدالتواب صاحب نے کہا کمال ہے لائبریری ہماری ہے لیکن کتابوں کا علم حضرت نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کو ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا: اباجی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو چابیاں دے دیتے تھے اور کسی پر اِتنا اِعتبار نہ کرتے جتنا نگینہ صاحب پر اِعتبار کرتے تھے۔ کتاب کو دیکھنے کے بعد ایک اہم انکشاف ہوا کہ اِس کتاب کے شروع میں بڑے اہم حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اور وہ حضرت باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔

علمی شخصیات سے ملاقاتیں:

لاہور میں جتنی بڑی بڑی علمی شخصیات تھیں مثلاً حضرت قبلہ پیر طریقت بابا نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت قبلہ پیر طریقت صوفی مولانا محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سلطان پورہ والے، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا چھو پورہ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب وسن پورہ والوں سے خصوصی علمی ملاقاتیں رہتی تھیں۔

محفل میلاد شریف' زیارت کا وسیلہ:

مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم وسن پورہ والے آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ میری ساری عمر کی کمائی ہیں۔ یہ ایسی شخصیت ہیں اگر ہاتھ میں چراغ رکھ کر بھی تلاش کیا جائے تو ایسی شخصیت نہیں مل سکتی۔ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم اکثر و بیشتر حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ آپ کا ذکر خیر سن کر آپ کے دیدار کا اشتیاق رہتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم نے وسن پورہ کی جامع مسجد حنفیہ (المشہور صوفی صاحب والی مسجد) میں میلاد النبی ﷺ کی محفل میں آپ کو مدعو کیا۔ فیصل آباد سے لانے کا اعزاز بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حاصل ہوا۔ دیدار سے سلف صالحین کی یاد تازہ ہوگئی۔ واقعی عظیم علمی روحانی شخصیت تھے۔ اِسی محفل سے بندۂ ناچیز کو آپ کی شفقتوں کے ملنے کا آغاز ہوا۔ اور اُسی شب جلسہ کے بعد آپ کے دست ہدایت پر بیعت کی۔

خوش نصیبی:

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل مجدہٗ الکریم کے پیارے دوستوں سے روحانی تعلق اور محبت بڑی خوش نصیبی ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد

یوسفی اور ہم پیر بھائیوں کو اس بات پر کروڑوں شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمیں حضرت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی عظیم المرتبت ہستی کی سنگت اور روحانی نسبت نصیب ہوئی یہ دراصل ربِّ کائنات جل شانہٗ کی عطا ہے کہ ہمیں وہ کامل رہبر اور مرشد نصیب ہوئے ہیں جو فنافی الرسول، عاشقِ مصطفےٰ کریم ﷺ اور شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔

ربِّ کائنات کو ازل سے یہ بات پسند تھی کہ ہم لوگوں کی حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روحانی نسبت ہو۔ آپ سے روحانی نسبت سے قبل بندہ نے کئی حضرات کی صحبت اختیار کی مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ بلکہ سالہا سال کی صحبت بھی مطمئن نہ کر سکی۔ بالآخر جب حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو دیکھتے ہی اطمینانِ قلب کی دولت حاصل ہو گئی۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَ مَاتَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ۹ ''روحیں مخلوط لشکر ہیں تو اُن میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ اُلفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہتی تھی وہ الگ رہتی ہیں''۔

یعنی انسانی روحیں بدنوں میں آنے سے پہلے آپس میں مخلوط تھیں۔ جب وہ روحیں بدنوں میں آئیں تو ہر روح کو اُس روح سے اُلفت ہو گئی جس کے ساتھ پہلے خلط ملط رہ چکی تھی۔ اگرچہ دنیا میں مختلف زمینوں میں رہیں۔ جیسے بندۂ ناچیز اور دیگر خوش نصیب پیر بھائی حضرات جو مختلف شہروں اور ملکوں میں رہتے ہیں مگر اُن کی محبت چک نمبر ۱۷ ۶ گ۔ب پہلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے عظیم روحانی رہنما اور کامل پیر و مرشد قدوۃ السالکین، عمدۃ العارفین، شیخِ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، ماحیِ شرک و بدعت، عالمِ علیمی، فاضلِ لوذعی، امینِ علمِ لدنی، قطبِ جلی،

۹ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۹، مشکوٰۃ ص ۴۲۵، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۶۰، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱، کنز العمال جلد ۹ ص ۶ حدیث نمبر ۲۴۶۶۰۔

یوسفِ مصرِ محبت نیّرِ اوجِ شرافت حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہوگئی۔

آپ سے محبت صرف اور صرف ربِّ کائنات جل وعلا کی خوشنودی اور رسولِ کریم، امام الانبیاء، حبیبِ کبریا، شفیع المذنبین، راحۃ العاشقین، مراد المشتاقین، سید الثقلین، نبی قبلتین، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت وپیروی پر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ ؟ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ ١٠

''اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سبحانہ) قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں میری عظمت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے؟ آج میں انہیں اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دوں جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں''۔

یعنی وہ صاحبِ ایمان لوگ ہماری بارگاہ میں حاضر ہوں جو صرف ہماری رضا کی خاطر آپس میں محبت کرتے تھے، ہمارے بندوں کو راضی کرتے تھے اس لئے کہ میں راضی ہو جاؤں۔

بہترین انسان:

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: انہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمْ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ١١

''کیا میں تمہیں بہترین مومن کی خبر نہ دوں؟ صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض

---

١٠ مشکوٰۃ ص ۴۲۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۷، دارمی جلد ۲ ص ۳۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۳، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۵، کنز العمال جلد ۹ ص ۶ حدیث نمبر ۲۴۶۵۵، مسلم حدیث نمبر ۲۵۶۶ ۔ ١١ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۱۹، مشکوٰۃ ص ۴۲۷، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۵۹، کنز العمال جلد ۱ ص ۳۱۹ حدیث نمبر ۱۷۸۸۔

کیا' جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو (آپ ﷺ نے) فرمایا: تم میں بہترین وہ ہیں کہ جب دیکھیں جائیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) یاد آ جائے"

یقین جانیں یہ حقیقت جس میں کسی قسم کا مبالغہ اور جھوٹ نہیں کہ جب بھی حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوتی تو بے ساختہ منہ سے نکلتا "سبحان اللہ! ماشاء اللہ"

فرشتوں کی حفاظت میں:

جب کوئی شخص اللہ جل مجدہٗ الکریم کی خوشنودی اور اللہ ﷻ کے بندوں کی زیارت کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو ربّ کائنات (جل جلالہ) کے خصوصی فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اُسے اس کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اُن سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مَلَاکِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِهٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّکْرِ "کیا میں تمہیں اس چیز کی رہنمائی نہ کروں جس سے تم دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کرلو تم "اہلِ ذکر" کی مجالس اختیار کرو" ۔ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ "اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کرسکو اپنی زبان اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ) کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ (ربّ العزت) کی راہ میں محبت کرو اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں عداوت رکھو" پھر فرمایا: یَا اَبَا رَزِیْنٍ هَلْ شَعَرْتَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَیَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّهُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْهُ فَاِنِ

اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمِلَ جَسَدَکَ فِي ذٰلِکَ فَافْعَلْ ؎۱۲

"اے ابورزین کیا تمہیں خبر ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے اپنے (ایمانی) بھائی کی ملاقات کے لئے نکلتا ہے تو اُسے ستر ہزار فرشتے (منزل تک) پہنچاتے ہیں وہ تمام اُس کے لئے دُعا کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ذوالجلال والاکرام اِس نے تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑ تو اگر کر سکو تو اپنے جسم اِس (کام) میں مشغول رکھو تو ضرور کرو"۔

یعنی یہ محافظ فرشتے اُس شخص کو گھر تک پہنچاتے ہیں۔ یہ پہنچانا عزت افزائی کے لئے ہوتا ہے اور دُعائے خیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اُسے دُعائیں دیتے ہیں اور ساتھ چلتے جاتے ہیں۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کا تو معمول تھا کہ بندہ ہر جمعۃ المبارک حضور قبلہ بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس نمازِ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لئے فیصل آباد میں جامعہ مسجد دستگیری غلام محمد آباد جایا کرتا تھا۔ ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ جب بھارت نے ہمارے ملک مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان پر حملہ کر دیا۔ بندہ کے گھر والوں نے کہا کہ اِس جمعۃ المبارک کو فیصل آباد نہ جاؤ، جنگ ہو رہی ہے۔ بھارتی ہوائی جہاز حملہ کر رہے ہیں خدانخواستہ راستے میں کوئی حادثہ نہ پیش آجائے۔ لیکن بندۂ ناچیز اپنے وظیفہ میں ناغہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد کا نام لے کر صبح ۹ بجے جمعۃ المبارک کے دن روانہ ہوا۔ جب بس ابھی دریائے راوی کے پل سے گزر رہی تھی کہ آٹھ دس بھارتی ہوائی جہاز حملہ آور ہوئے ڈرائیور نے ہوائی جہازوں کا شور سن کر بس ایک طرف لگا دی، ہوائی جہاز دریائے راوی کے پل کو تباہ کرنا چاہتے تھے مگر اُن کا نشانہ خطا گیا۔ بس پھر روانہ ہوگئی اور بخیر وعافیت فیصل آباد پہنچی اور بندۂ ناچیز حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فیض یاب ہوا اور جمعۃ المبارک کا خطبہ سنا اور نمازِ جمعۃ المبارک

؎۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۲۷، مرآۃ جلد ۶ ص ۶۰۳، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۸۳۷ حدیث نمبر ۴۳۳۲۹۔

ادا کی۔ آج آپ کا انداز کچھ مختلف تھا آگے پیچھے، جب بندہ جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے جاتا تھا تو کبھی نہیں فرماتے تھے کہ ''پتر منیر'' گھر واپس پہنچو لیکن آج فرمانے لگے ''پتر منیر'' فوراً گھر پہنچو، گھر والے فکر کر رہے ہیں۔ چنانچہ بندہ کو خود لاہور کی بس میں سوار کیا اور دعائیں دیتے ہوئے روانہ فرمایا۔

شعر و شاعری:

شعر کے معنی ہیں دانائی اور عقل مندی۔ اسی سے ہے شعور۔ اصطلاح میں قافیہ اور وزن والے کلام کو شعر کہتے ہیں کہ یہ شاعر کی دانائی بتاتا ہے۔ نیز جھوٹے اور دلچسپ کلام کو بھی شعر کہا جاتا ہے۔ جیسے ناول۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ [۱۳] ''ہم نے انہیں شعر نہ سکھایا''۔ یہاں یہی ناول گوئی مراد ہے۔ [۱۴]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً [۱۵] ''بعض شعر حکمت ہیں''۔ جس شعر میں علم اور دانائی کی بات ہوتی ہے وہ حکمت سے بھرپور ہوتا ہے۔

حضرت لبید بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ عرب کے مشہور شاعر ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے اشعار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں مقبولیت پا گئے اور وہ خود بھی مقبول ہو گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ان کے بارے میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ [۱۶] ''نہایت ہی سچی بات جو

---

[۱۳] یٰسین: ۶۹۔ [۱۴] تفسیر نور العرفان ص ۷۰۹ زیرِ آیت۔ [۱۵] شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۱۱، بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۰۸، حدیث نمبر ۶۱۴۵، مشکوٰۃ ص ۴۰۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹، دارمی جلد ۲ ص ۲۹۷، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۱ (طبع جدید)۔ [۱۶] مشکوٰۃ ص ۴۰۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۵۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۳، بخاری جلد ۲ ص ۹۰۸، مسلم جلد ۲ ص ۲۳۹۔

شاعر کہے وہ (حضرت) لبید (رضی اللہ عنہ) کی بات ہے کہ یقیناً اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔

امیہ بن ابی صلت کے اشعار نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔ اگرچہ اُس نے اِسلام کا شروع زمانہ پایا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ابتدائی تبلیغ پائی مگر ایمان نہ لایا۔ اپنے دین ترکِ دنیا پر تھا۔ اِس کے اشعار جن میں ربِّ ذوالجلال والاکرام کی توحید کا ذکر تھا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سنا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ آمَنَ لِسَانُهٗ وَ كَفَرَ قَلْبُهٗ ١٧ "اس کے دل میں کفر تھا مگر زبان میں ایمان تھا"۔

حضرت عمرو بن شرید علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ ابْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟ "کیا تمہیں اُمیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) تو آپ ﷺ نے فرمایا: هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهٗ مِائَةَ بَيْتٍ ١٨ "لاؤ، میں نے ایک شعر پڑھا فرمایا اور لاؤ حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کو سو اشعار سنائے"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے درباری شاعر تھے۔ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشعار پڑھتے اور کفار کی ہجو بیان کرتے تو آپ ﷺ اُن کے لئے دُعا فرماتے تھے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

---

١٧ مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۵۔ ١٨ مشکوٰۃ ص ۴۰۹، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۵، مسلم جلد ۲ ص ۲۳۹ (اشارہ) مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۲۶، الادب المفرد حدیث نمبر ۷۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۳۱۵ حدیث نمبر ۷۲۳۸، قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ حدیث نمبر ۱۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۲۔

اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَ كَانَ رَسُوْلُ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۱۹

"اے حسان (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تمہارے ساتھ ہیں، مشرکین کی ہجو کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے جواب دو۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی بارگاہ میں دُعا کی" اے اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) روح القدس سے اس کی مدد فرما"۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا:۔

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَانَا فَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

"(حضرت) روح القدوس (علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے ہیں جب تک کہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) اور رسولِ کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کی طرف سے دفاع کرتے ہو اور فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَ اشْتَفٰى ۲۰

"(حضرت) حسان (رضی اللہ عنہ) نے کفار کی ہجو کی تو شفا دی اور شفا پائی"۔ کفارِ قریش نے مسلمانوں کی ہجو کی جس سے مسلمانوں کے دِل زخمی ہو گئے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اُن سے بدلہ لیتے ہوئے کفار کی ہجو کی تو مسلمانوں کے زخموں پر گویا مرہم رکھ دیا۔ اُن کے اشعار دِلوں کے زخموں کے مرہم ہیں۔

شاعرِ اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی کیسی شان ہے؟۔ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

۱۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۳۷۳، مشکوٰۃ ص ۴۰۹، بخاری جلد ۲ ص ۹۰۸، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۶۷۲ حدیث نمبر ۳۳۲۵۰، ۳۳۳۴۷۔ ۲۰ مشکوٰۃ ص ۴۰۹، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۱، ۳۰۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۸، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۴۳۶، جلد ۱۱ ص ۶۷۲، جلد ۱۲ ص ۳۳۱ حدیث نمبر ۳۶۹۵۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۳۸ حدیث نمبر ۳۵۸۲، کنز العمال جلد ۱۳ ص ۳۳۱ حدیث نمبر ۳۶۹۵۷۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ يُنَافِحُ وَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ اَوْفَاخَرَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔۲۱

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد میں منبر شریف رکھتے تھے جس پر وہ سیدھے کھڑے ہوتے ۔رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فخر کرتے تھے یا دفاع کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) بذریعہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام' حضرت) حسان (رضی اللہ عنہ) کی مدد فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے فخر کرتے ہیں یا دفاع کرتے رہتے ہیں''۔

اَشعار کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پسند فرمایا ہے جب شاعرِ اسلام' اسلام کی شان، اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عظمت اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی فضیلت بیان کرتے تھے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کے لئے دُعائیں فرماتے تھے۔

شعر کے دومصروں میں بڑی تفصیل بیان ہو جاتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت قرآنِ مجید اوراَحادیثِ مبارکہ کا بہت بڑا مضمون ہے جسے مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال مرحوم نے دو مصرعوں میں بیان کرکے کمال حاصل کیا۔ملاحظہ ہو۔

مغزِ قرآں ، روحِ ایماں ، جانِ دین
ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمین

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے شاعر تھے جن کا کلام، قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ ہے۔آپ کے کلام میں توحید باری تعالیٰ اور

---

۲۱ مشکوٰۃ ص ۴۱۰' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۸۴۶۔

محبت وصفت وثنائے مصطفیٰ کریم ﷺ اور تصوف وطریقت کے حقائق بیان کئے گئے۔ آپ کے کلام میں کوئی شعر بے مقصد اور بے معنی نہیں۔ آپ کے کلام کے تین مجموعہ جات تگینے دے تگینے (حصہ اوّل)، تگینے دے تگینے (حصہ دوم) اور ضیائے تگینہ (حصہ اوّل) کئی بار شائع ہو چکے ہیں۔ ضیائے تگینہ حصہ اول میں حمد پاک اور نعت شریف کے ہر شعر کی سند اور حوالہ جات بھی رقم ہیں۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کے دل میں اَشعار کا اُبال اُٹھا تو آپ نے نعتیہ شعر لکھے۔ پھر وہ شعر جلسوں میں پڑھ دیئے گئے۔ نعت خوانی کا شوق پہلے ہی تھا اس لئے جہاں بھی آپ کو نعت وتقریر کا موقع ملتا تو آپ اپنے لکھے ہوئے کلام کو وہاں پیش فرماتے تھے، کلامِ شاعر بزبانِ شاعر۔ آپ فرماتے تھے پتا نہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے کس مقبول بندے کی دُعا کا کمال ہے کہ میں اپنے اشعار جس مجلس میں پڑھتا' اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی مہربانی اور حضور اکرم ﷺ کے صدقے سے مقبول ومنظور ہو جاتے۔

صحیح ہے جو آپ فرماتے تھے مگر یہاں یہ بات قارئینِ کرام کی خدمت میں عرض کرنا مناسب ہے کہ آپ خود بھی مقبول بارگاہِ الٰہی اور فنافی الرسول تھے۔ حضوری والے تھے۔ اِس کمال کا بھی تو پورا پورا دخل ہے۔ آپ نے تو ساری زندگی اپنی نفی فرمائی۔ آپ میں بے شمار کمالات موجود تھے۔ مگر آپ تو ہمیشہ چھپاتے تھے اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بلھیا چل اُوتھے ویئے جتھے وسن انّے
نہ کوئی سانوں ویکھ پچھانے نہ کوئی سانوں منّے

نمونہ کے طور پر حمد باری تعالیٰ اور نعت مبارکہ اور درسِ طریقت سے متعلق اشعار پیش کئے جاتے ہیں:

حمد باری تعالیٰ

قرار آتا خدا کی یاد[۱] سے ہے بے قراروں کو
سکوں دیتا ہے ذکرِ حق تعالیٰ دلفگاروں کو

اگر مرضی خدا کی ہو تو شاہ کر دے فقیروں کو
اگر چاہے[۲] گدا کر دے جہاں کے تاجداروں کو

بنایا ہے اُسی نے آسمان و چاند سورج کو[۳]
اُسی نے نور بخشا ہے درخشندہ ستاروں کو

اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے کونین کی ہر شے[۴]
وہی ہے بھیجتا بعد از خزاں رنگیں بہاروں کو

اُسی کی حمد میں[۵] ہر چیز ہے مصروف عالم کی[۶]
گلوں سے بخش دی زینت ہے اُس نے لالہ زاروں کو

اُسی کے در کے ہیں محتاج سارے انبیاء و مرسل
ملے انوار اُس کے نور[۷] سے سب نور پاروں کو

اگرچہ ہے خدا سب صورتوں[۸] سے پاک اے یوسف
مگر اُس کے سمجھتا ہوں محمد☆ کے نظاروں کو[۹]

---

۱ الرعد: ۲۸ ۲ آل عمران: ۲۶، ۳ الانعام: ۱۰۲، الروم: ۲۲، ۴ البقرہ: ۲۰، آل عمران: ۲۶، المائدۃ: ۱۸، الانعام: ۱۷، الانفال: ۴۱، التوبہ: ۳۹، ہود: ۴، ۵ بنی اسرائیل: ۴۴، ۶ الجمعۃ: ۱، التغابن: ۱۔ ۷ النور: ۳۵، الزمر: ۶۹، ۸ الشوریٰ: ۱۱ (شرح فقہ اکبر) ۹ تفسیر معالم جلد ۵ ص ۴۴، تفسیر محمدی جلد ۴ ص ۳۰۱، تفسیر خازن جلد ۵ ص ۶۵۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نعت شریف

زمین وزمان کو منور کیا ہے!

دلوں کی تسلی ہے ذکرِ الٰہی [۱۰] دلوں کی ضیاء ذکر ہے مصطفٰی☆ کا
جو کرتا ہے دل سے غلامی نبی☆ کی وہی ہے حقیقت میں بندہ خدا° کا

کوئی سر پھرا سرورِ انبیاء☆ کو ہے مجبور کہتا تو خود ہی جلے گا!
محمد☆ ہیں مختار دونوں جہاں کے [۱۱] عقیدہ ہے سب اصفیاء اولیاء کا

زمین و زماں کو منور کیا ہے بکھیرے ہیں انوار دونوں جہاں میں [۱۲]
یہ کتنی نوازش ہے بدر الدجیٰ کی یہ احسان کتنا ہے شمس الضحیٰ کا

زمانے کے حالات و احوال سارے، نبی☆ پر ہیں نورِ نبوت سے روشن
مدینے کے والی کو ہے علم سارا میری ابتداء کا میری انتہا کا

میری جاں کے مالک [۱۳] میرے دل کے وارث [۱۴] حبیبِ خدا تاجدارِ مدینہ [۱۵]
کریں گے شفاعت میری روزِ محشر انہی پر بھروسہ ہے اُن کے گدا کا [۱۶]

خزاں کی یہ تلخی اگرچہ مجھے اب پریشانیوں میں لئے جا رہی ہے
تو مہکا دے گا یہ چمن میرے دل کا مدینے کے گلشن سے جھونکا صبا کا

کسے درد میں اپنے دِل کا سناؤں کسے اپنا خالی میں دامن دکھاؤں
سوا آپ کے یا محمد❀ [۱۷] کہیں بھی نہیں آسرا یوسفِ بے نوا کا

---

[۱۰] الرعد: ۲۸ ۔ [۱۱] مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۱، غنیۃ الطالبین ص ۵۱۶، ۶۸۶، ۱۷۳، کشف المحجوب ص ۳۵۵ ۔ [۱۲] نشر الطیب ص ۵، فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر مکی ہیثمی ص ۵۱، سیرت حلبیہ ص ۳۱ ۔ [۱۳] تفسیر عزیزی جلد اوّل ص ۵۱۸، البقرۃ: ۱۴۳ ۔ [۱۴] طحاوی جلد ۲ ص ۳۶۳ ۔ [۱۵] خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۹۸، ۱۹۳، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۹۹، ۴۹۸، کنور الحقائق ص ۸۰ ۔ [۱۶] شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۸۶، ۱۸۲، مقاصد الحسنہ للسخاوی ص ۲۵۲، شرح شفا جلد ۱ ص ۳۶۰، بخاری جلد ۲ ص ۱۱۱۸، ابوداؤد طیالسی جز ۸ ص ۲۷۰ ۔ [۱۷] ابن ماجہ ص ۱۰۰، طبرانی کبیر ص ۳۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۱۹، ۳۱۳، ۵۲۶، ۵۶۷، جامع صغیر جلد ۱ ص ۵۹ ۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ۔ ❀ صلی اللہ علیک وسلم ۔

اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے

کملی والے حبیبِ خدا ہیں[۱۸] اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے[۱۹]
وہ تو کیا اُن میں جو بھی فنا ہے واللہ زندہ ہے فانی نہیں ہے[۲۰]

یہ عطا ہے میرے مصطفیٰ ☆ کی کہ مجھ کو غم کی ملی ہے وہ دولت
اَشک میرے رواں جس طرح ہیں بحر میں وہ روانی نہیں ہے

مصطفیٰ ☆ پہ میں قربان جاؤں جن کا رُخ ہے سراجاً منیرا[۲۱]
خوب ہے چاند لیکن نبی ☆ سی اُس کی روشن پیشانی[۲۲] نہیں ہے

حق نے کی اِبتداء روزِ اوّل تا اَبد ذکر جاری ہے اُن کا[۲۳]
ختم ہو سکے جو کبھی بھی مصطفیٰ ☆ کی کہانی نہیں ہے

حق نے حاکم بنایا نبی ☆ کو دوجہاں کی دی اُن کو حکومت[۲۴]
وہ جگہ دو بتا جس جگہ پہ آقا کی حکمرانی نہیں ہے[۲۵]

غیب اُن کو خدا ؐ نے دیا ہے بُخل کرتے نہیں ہیں محمد ☆[۲۶]
معترض یہ خدا ؐ کی عطا ہے ذاتی یہ غیب دانی نہیں ہے

---

۱۸ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۹۸،۱۹۳، کنوز الحقائق ص ۸۰۔ ۱۹ مسلم جلد ۱ ص ۲۵۳،۲۵۱، نسائی شریف جلد ۱ ص ۲۳۵، بخاری شریف جلد ۷ ص ۳۶، مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۲ ص ۱۸۰۔ ۲۰ النحل: ۹۷۔ ۲۱ الاحزاب: ۴۶۔ ۲۲ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۶۲، مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۱۱، ۱۳، جامع صغیر جلد ۲ ص ۱۰۰، مسلم جلد ۲ ص ۲۵۹، الوفاء باحوال المصطفےٰ ابن جوزی مترجم ص ۳۶۰، تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۷۳۔ ۲۳ آل عمران: ۸۱۔ ۲۴ النساء: ۶۵۔ ۲۵ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۹۳، احیاء العلوم علامہ غزالی، نسیم الریاض شرح شفاء۔ ۲۶ التکویر: ۲۴۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ؐ جل جلالہ۔

مر مٹے عصمتِ مصطفیٰ☆ پہ اس کو کہتے ہیں ایمانی دولت
بغض دل میں ہو اپنے نبی☆ سے مومنوں کی نشانی نہیں ہے

نعت پڑھتا ہوں جب بھی میں یوسفؔ وجد محفل پہ ہوتا ہے طاری
یہ کرم ہے میرے مصطفیٰ☆ کا میری جادو بیانی نہیں ہے

برادرانِ طریقت کے لئے درس

ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

کر دور دوئی اک ہو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا
جد جان توں وی ہتھ دھو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

ظالم تے جاہل بن جانا جو یار کہوے سو من جانا!
اوہدے نام دی چکی جھو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

غم غیر دا اک وی بھرنا نہ دم دم تکناں اک دلبر توں
کر دل وچ یار دی لو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

بے نکلی دلوں غیریت نہ تاں سمجھنا ہن خیریت نہ!
ہر غیرت توں بوہا ڈھو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

جتھوں موڑے یار تے مڑ پیناں جے آکھے یار تے کر بیناں
جے کہوے کھلو کھلو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

آہ سرد تے دل وچ درد ہووے اکھ تر تے رنگ وی زرد ہووے
گھوہ نیناں والا جھو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

اک حال وصال تے ہجر ہووے چھڈ قال تے صاحب حال بنے
ہر رنگ وچ یوسفؔ رو لیناں ایہہ کم ہے اہل طریقت دا

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

عقیدۂ اہلسنّت وجماعت کا خوبصورت بیان:

''میرا ایمان اے'' کے عنوان سے جو کلام آپ نے لکھا ہے اُس میں جتنے بنیادی عقائد ہیں انھیں انتہائی خوبصورت انداز میں سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی مثل بیان کیا گیا ہے اور ہر شعر دل کی گہرائیوں میں اُترتا جاتا ہے۔

میرا ایمان اے

توحید و رسالت تے میرا ایمان اے
نبی☆ دی شفاعت تے میرا ایمان اے

نبی آپ☆ دے پچھے پیدا نئیں ہونا
تے ختم نبوت تے میرا ایمان اے

کتاباں تے رب☆☆ دے فرشتے میں منّاں
جہنم تے جنت تے میرا ایمان اے

ہے قرآن سچی کتابِ الٰہی!
ہر آیت ہدایت تے میرا ایمان اے

قرآن و حدیث تے اجماع قیاس اے
اُصول اہل سُنّت تے میرا ایمان اے

اِطاعت نبی☆ دی اے رب☆☆ دی اِطاعت
اِماماں دی طاعت تے میرا ایمان اے

ہے قُربانی واجب تے سُنّتِ خلیلی
نبی☆ دی وضاحت تے میرا ایمان اے

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ○رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ☆☆جل جلالہ۔

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
چوہاں دی خلافت تے میرا ایمان اے

روزے حج نمازاں زکوتاں ' تے کلمہ
قانونِ شریعت تے میرا ایمان اے

میرے کملی والے☆ گئے لا مکاں تے
تے اوہناں دی ہجرت تے میرا ایمان اے

جزا تے سزا وی عذاب قبر وی
حساب و قیامت تے میرا ایمان اے

میں مَن دا ہاں سب مُعجزے انبیاء دے
ولی دی کرامت تے میرا ایمان اے

شریعت طریقت دے حق سلسلے نے
مجاز و حقیقت تے میرا ایمان اے

نبی سارے معصوم ہندے نے یوسف
تے ہر اِک دی عصمت تے میرا ایمان اے

کیا خوبصورت شاعری ہے کہ اشعار میں پورا دین بیان فرمادیا ہے
آپ شعروشاعری کے سلسلہ میں انکساری کرتے ہوئے فرماتے تھے۔
اللہ تبارک وتعالٰی کے بندوں کی دُعاؤں اور سامعین کی حوصلہ افزائی نے میرے ذوق و شوق میں اضافہ کردیا اور اِس طرح میرے پاس نعتوں اور نظموں کا ذخیرہ اکٹھا ہوگیا۔ آپ نے بعض ایسی نعتیں اور اشعار بھی لکھے جو ضرب المثل بن گئے۔ مثلاً

☆ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ○ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یارھویں شریف

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی
بے نہ بیعت دا پٹہ گل پایا موت جاہلاں مر جائیں گی

توں مرشد پکڑ وسیلہ رب دے گھر جائیں گی
گیاں وہلیاں وقت وہا توں سکدی مر جائیں گی

چھڈ غوث پیا دے در توں توں کیہڑے در جائیں گی
لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

غوث پیا توں میں صدقے جانواں جندڑی اپنی میں گھول گھماواں
جس دی لوح محفوظ نگاہ نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

جو کوئی اُس دے در تے جاوے اُوس توں خالی مول نہ آوے
بیٹھاں قدماں گل اولیاء ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

جو کوئی غوث دی یارھویں دیوے گھر بیٹھیاں سب نعمت لیوے
ہو جاوے فضل خدا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

رَل مِل کے تے سب بہہ جائیے مدح مناقب غوث دے گائیے
دیوے گا رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

چوری نوں جد چور اِک آیا، غوث الاعظم کرم کمایا
دِتا سی قطب بنا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

شاہِ نقشبند تے غوث سی آئے، اسماعیل دے پیر نوں فیض پہنچائے
دِتا سی رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

ڈاکواں جنگل وچہ گھیرا پایا، عجمیاں غوث دا نام تہایا
کھڑاواں مار کے تے لیا سی بچا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

یاراں قدمی رکھ میں واری، نزہتہ الناظر الفاطر چہ قاری
لکھے عمر بازار تھیں لیا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

عبدالقادر شیاءً لِلّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہ
کڈھ طبرانی جا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

حسنی حسینی پشت غوث دی اے یارھویں، صحیح وصال عبدالحق دے یارھویں
ماثبت بالسنۃ دکھا، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

یارھویں چنوں خود غوث الاعظم پاک نبی دا کرم سی چہلم
دیکھ یافعی دی قرۃ الناظرۃ ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

اک بڈھی نے عرض گزاری، بیڑی سنے جنج ڈب گئی سی ساری
گئے باراں سال وہا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

ڈبیا پُت دریا وچہ میرا، گل ولیاں دے کندھے قدم ہے تیرا
کہیا فکر نہ کر گھر جا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

غوث پیا نے ہتھ اُٹھائے، زور دے نعرے تن لگائے
یوسفؔ بیڑی سنے لگی سی آ ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

یہ منقبت اِس قدر مشہور ہوئی کہ ہر اپنے بیگانے موافق و مخالف کی زبان پہ چڑھ گئی۔ ۱؎

۱؎ نوٹ: یہ منقبت مجمع انوار گنجینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب نے بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کو بغرض اشاعت عنایت فرمائی۔

اسی طرح ایک شعر ہے

اللہ نبی اولیاء بھر دیندے تولیا
اینہاں نوں نہ منگے جیہڑا اوہنوں مانگنولیا

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ شعر آقائے نعمت محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی محفل میں پڑھا گیا۔ یہ شعر سنتے ہی آپ پر عجیب وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ چنانچہ اسی وجدانی کیفیت کی حالت میں مجھے وہ کچھ عطا فرمایا کہ ساری عمر شکریہ ادا کروں تو ادا نہیں کرسکتا۔

ولی گر ولی فنا فی الرسول محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) آپ نے اِس شعر میں اہلسنّت وجماعت کے عقیدے کو بیان فرما دیا ہے۔ اسی شعر پر اُس وقت ایک جریدے نے باقاعدہ ایک طویل مضمون شائع کیا۔

آپ کا انداز شعر گوئی بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ آپ کے اشعار میں حقیقت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ بناوٹ ومبالغہ سے مبراء ہیں۔ اشعار اور نعتیں محبت الٰہی جل شانہ اور عشقِ مصطفےٰ ﷺ کا مرقع ہیں۔ آپ کی نعتوں اور نظموں میں سوز و گداز اور ہجر ووصال کا حال بیان ہوتا ہے۔

آپ جو شعر بھی کہتے یا نعت ونظم وغیرہ لکھتے اُس کی سند قرآنِ مجید وحدیثِ مبارکہ سے مل جاتی ہے۔ یونہی اِدھر اُدھر کی باتیں شعروں میں پیش بیان نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی شعر گوئی میں آمد اور آورد دونوں موجود ہیں۔ آپ کی اکثر نعتیں اور نظمیں پنجابی زبان میں ہیں۔ ''ضیائے نگینہ (حصہ اول)'' میں اردو کلام بھی موجود ہے۔

شادی اور حج:

آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو طلاق ہوگئی دوسری بیوی ساری زندگی آپ کی رفیقۂ حیات رہی ہیں۔ آپ دونوں نے جوانی میں ہی حج کی سعادت حاصل کرلی۔

اَولاد:

آپ کی دوسری بیوی سے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں جو ماشاء اللہ سب شادی شدہ ہیں۔

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

حلیہ مبارک:

آپ کا چہرہ مبارک نہ گول تھا اور نہ ہی لمبا۔ بلکہ اس کے بین بین تھا۔ بڑی پیاری صورت تھی۔ بلند قامت، جوان ہمت اور قوی تھے۔ جسم مبارک پُر گوشت، نہ زیادہ فربہ اور نہ ہی پتلا تھا۔ ہاتھ دھنی ہوئی روئی کی طرح نرم تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور ہاتھ ملاتے ہی شور مچا دیا "اُو میں مر گیا"۔ "اُو میں مر گیا"۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز فرماتے تھے میں حیران ہو گیا اس کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا' اے اللہ (جل شانہ) کے بندے کیا بات ہے تجھے؟ تو عرض کرنے لگا کہ اتنے نرم ہاتھ! آج تک میں نے کسی کے ہاتھ ایسے نرم نہیں دیکھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص میرے ساتھ مصافحہ کرتا ہے تو مجھے مذکورہ بالا شخص یاد آ جاتا ہے۔

سرکار کا سینہ کشادہ، آنکھیں چمکدار اور دلکش تھیں۔ ہنس مکھ چہرے والے تھے۔ ہر ایک ملنے والے کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے تھے۔ بڑی کرم کی نگاہ سے توجہ فرماتے تھے۔ آپ سے ملنے والا اپنے دل میں اَن مٹ نقوش لے کر جاتا تھا۔

داڑھی مبارک:

آپ کی داڑھی مبارک کشادہ ایک مشت اور چار انگلیوں کے برابر تھی۔ اس سے زائد کو کٹوا دیتے تھے۔ ایک روز پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب ﷛، حضرت سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری ﷬، حضرت سیّدنا غوث اعظم ﷬ کی زیارت کی ہے اُن کی ریش مبارک بھی اتنی ہی دیکھی ہے۔ جب آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی اُس وقت پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب اور پیر خوشی محمد صاحب (گوجرانوالہ والے) بھی موجود تھے اور بندۂ ناچیز بھی حاضرِ خدمت تھا۔

پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب کے گھر کی بات ہے کہ جب آپ خط بنوا رہے تھے تو آپ نے ریش مبارک کو ماپا تو ایک بالشت اور چار انگلیوں سے زیادہ پایا تو پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب بال کاٹنے لگے تو آپ نے اُن کو منع فرمایا اور خود اپنے زائد بال مبارک کاٹ لئے اور فرمایا۔ یہ کام مرید کو نہیں کرنا چاہیے اور پھر مسکرا دیئے۔

آخری عمر میں ریش مبارک ساری سفید ہو چکی تھی۔ سر مبارک کے بال شریف دائیں طرف ماتھے کے نزدیک ایک جگہ سے سفید تھے باقی سارے سر مبارک میں سیاہ بال زیادہ تھے۔ دانت مبارک تقریباً سارے نکل چکے تھے۔ قد مبارک چھ فٹ سے زیادہ تھا۔ لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے کمال رُعب دار لگتے تھے۔ دیکھنے والے پر آپ کے رُعب و عظمت کا اثر ہوتا تھا اور دیکھنے والے کہا کرتے تھے۔۔۔ ماشاء اللہ کیسے خوبصورت جوان مرشد، ولیٔ کامل ہیں۔ ایک دفعہ دن پورہ لاہور میں تشریف لائے تکیہ والی مسجد کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ مرد و خواتین آپ کی زیارت کے لئے دروازوں میں کھڑے تھے۔ پردہ دار خواتین اور مرد حضرات یہ کہتے سُنے گئے کتنے جوان اور خوبصورت پیر ہیں۔

لباس شریف:

حدیث شریف میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:
"اپنے زندوں اور مردوں کو سفید لباس پہناؤ۔" یہی سفید لباس خود حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز چونکہ ہر کام حبیبِ کبریا، امام الانبیاء حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّت کے مطابق کیا کرتے تھے، اِس لئے لباس کے معاملہ میں بھی آپ متبعِ سُنّت تھے۔ آپ سفید سیدھا سادہ کرتہ اور سفید چادر بطور تہبند استعمال فرماتے۔ سرِ مبارک پر سفید ٹوپی کے اوپر سفید عمامہ شریف باندھتے۔ آپ کے حسنِ ملیح اور وجاہت میں سفید تاجِ ملائکہ کے سبب دوچند اضافہ ہو جاتا۔ دیکھنے والے کے دل پر عجیب قسم کا رعب طاری ہو جاتا مگر آپ کا مسکراتا ہوا محبت بھرا چہرہ اور میٹھے میٹھے اِرشادات دل موہ لیتے۔ اجنبی کی اجنبیت عنقا ہو جاتی۔ مذکورہ بالا لباس اور سفید عمامہ شریف کے علاوہ آپ اپنے پاس ایک سفید کپڑا زائد رکھتے تھے۔ سردیوں میں عام طور پر گھر کے بُنے ہوئے "کھیس" استعمال فرمالیتے۔ روئی کی بنی ہوئی موٹی ویسکوٹ بھی اِستعمال فرماتے۔

صبر کا ثمرہ:

کٹھن اور صبر آزما حالات میں طویل آزمائش کے بعد صبر و شکر کا ثمرہ سرخروئی اور کامیابی کی صورت میں عطا ہوا اور آپ کے حالات نے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ط "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" کی تفسیر روزِ روشن کی طرح بیان فرمادی۔ چنانچہ ایک وہ وقت تھا جب کہ خود پھاٹ ملا آٹا کھا کر گزر اوقات کرتے تھے اور اب اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مہربانی سے یہ وقت ہے کہ آستانہ عالیہ پر لنگر شریف کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سینکڑوں

ہزاروں لوگ اس در سے سیر ہو کر اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

ہندوستان کا پاکستان پر حملہ:

۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ جب ہندوستان نے مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان پر حملہ کر دیا اور سرحدی علاقوں کے لوگ بے گھر ہو کر دوسرے علاقوں کی طرف نکلے تو تحصیل شکر گڑھ سے آپ کے سو، سوا سو سے زیادہ عزیز و اقارب بھی بے گھر ہو کر آپ کے آستانہ عالیہ پر آ گئے۔ آپ نے اُن کیلئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا فرمائیں اور تقریباً سال بھر کے قیام کے دوران اُن کیلئے بدستور لنگر شریف کا سلسلہ جاری رہا۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے خود اپنی آنکھوں سے آپ کو بنفسِ نفیس اُن دنوں اُن حضرات وخواتین کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ لحہ بہ لحہ اپنے پروردگارِ حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ادا فرماتے تھے۔

تبلیغِ دین:

باقاعدہ وعظ و خطابت سے قبل اَوائل عمر میں ہی تبلیغ دین کے ساتھ گہری دلچسپی تھی۔ وعظ و خطابت تقریباً پچاس سال فرماتے رہے۔ اپنے آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف، تاندلیانوالہ اور جامع مسجد دستگیری، جامعہ ہجویری اور جامعہ رضویہ سیالویہ فیصل آباد میں فرائض خطابت سرانجام فرمائے۔ جمعہ شریف پڑھانے کا آپ نے کبھی بھی ناغہ نہ فرمایا۔ آپ کے والدِ محترم رحمہ اللہ تعالیٰ جب حج شریف کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت قبلہ باباجی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی تک ساتھ گئے۔ آپ کی روانگی جمعۃ المبارک کے بعد پیر یا منگل کو تھی تو آپ واپس فیصل آباد تشریف لائے۔ جمعۃ المبارک پڑھانے کے بعد پھر کراچی تشریف لے گئے۔ البتہ ۱۹۸۰ء میں فروری کے آخری عشرہ سے لے کر اپریل کے آخری عشرہ تک شوگر کی

تکلیف کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع رہا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت سے تبلیغی سرگرمیاں بدستور جاری رہیں۔ دورانِ تکلیف یہ منظر اکثر دیکھنے میں آتا رہا کہ طبیعت بڑی نحیف ہے اور دیکھنے والے کو نقاہت نظر آرہی ہے لیکن اگر تیمارداری کرنے والے کسی شخص نے دین کے بارے میں کوئی بات کی تو آپ نے مسلسل تین تین گھنٹے الجھنوں اور مسائل کو بڑے مدلل اور مشفقانہ انداز میں حل فرمانے کیلئے گفتگو فرمائی۔ اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں۔

بھولا پنچھی:

تخلیقِ پاکستان سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں آپ کی نعت خوانی کا بڑا چرچا تھا اور مختلف شہروں اور علاقوں کے لوگ آپ کو دعوت دیتے اور محافل میں آپ سے حبیبِ کبریا، رحمتِ عالمیاں، سرورِ کائنات حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نعت مبارکہ سنتے آپ "بھولا پنچھی" بھی پڑھا کرتے تھے اور مسلمان تو مسلمان ہندو اور سکھ بھی بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ کو موقع ملتا آپ امرتسر تشریف لے جاتے، اور لوگوں کو پتا چل جاتا کہ حضرت قبلہ محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز تشریف لائے ہیں تو آپ سے "بھولا پنچھی" سنانے کی فرمائش کرتے۔

آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں "امرتسر" گیا وہاں میں نے "بھولا پنچھی" پڑھا تو علاقے میں ایک شور سا برپا ہوا۔ مسلمان اور ہندو سکھ بھی عرض کرنے لگے کہ حضرت "بھولا پنچھی" پھر سنائیں۔ نظم "بھولا پنچھی" قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ جسے حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے درد اور سوز کے ساتھ رقت انگیز انداز میں پڑھا کرتے تھے۔

بھولا پنچھی

وے توں اُڈ جا بھولیا پنچھیا ایتھوں اپنی جان بچا
ایتھے گھر گھر پھائیاں لگیاں تینوں لین نہ مولا پھسا

تیرا آلھنا عرشِ عظیم تے وے توں دیس قدس دا شاہ
سر تاج پہنا تکریم دا تینوں کیتو نے بادشاہ

تینوں وانگ نمونے اپنے سرجیا آپ خدا
تینوں سجدہ کیتا قدسیاں کوئی اودوں سیس جُھکا

چھڈ شاہی ملک دوام دی ہُن قیدی جیوں آ
ایتھے عاشق ہوگیوں آن کے دِل جیھ تے لا

توں نوریوں خاکی ہوگیوں بیٹھو بھرم گوا
ہُن اُڈن جوگا نہ رہ گیوں تینوں کیتا حرص تباہ

ایہہ دنیا گھر تکلیف دا غم درداں دی جا
ایتھے جو آیا سو ماریا تیرے دل وچ کاہدا چا

ایتھے بول نہ مٹھیاں بولیاں وے تو چپ کر جھٹ لنگھا
تیرے مگر شکاری موت دے کوئی بیٹھے تاک لگا

جدوں دھون کوڑکی آ گئی پھیر نہ جاسی کوئی واہ
تیری گردن چھری چلاسن گے تیرا دیسن خون وگا

تیری تکیاں کر کر بوٹیاں وچ ہانڈی ڈہن گے پا
تیرا بھن کباب بناہن گے اُجے ویلا ای اُڈ جا

ایتھے گھر گھر ڈاکو وسدے جہتاں خوف نہ مول خدا
ایتھے ڈاکو پہن دوپہر نوں تینوں کرن مار تباہ

ایتھے عدل نہ کر دے بادشاہ ایہہ حاکم قہر خدا
ایتھے قاضی کھا کھا رشوتاں کوئی سولی دیہن چڑھا

ایتھے عمل نہ بعض عالماں نالے زُہد نہ بعضیاں فقرا
ایتھے صبر نہ بعضیاں صوفیاں گل تسبیح مکر ریا

ایتھے رحم نہ بعضیاں نمازیاں بعضے حاجی غضب الٰہ
تو ظاہری شکلاں دیکھ کے پیا دھوکا بہیں نہ کھا

وے توں بھلیں دیکھ نہ بعض داڑھیاں ایہہ اندروں نہیں صفا
ایناں دُنیا ٹھگن واسطے اپنے متھے لئے گھسا

جیہڑے سجن تینوں جاپدے اوہ وچوں نے بد خواہ
ایتھوں جان بچا کے مورکھا توں دیس اپنے نوں جا

ایتھے چور اُچکے چوہدری جہتاں شرم نہ مول حیا
ایتھے کھوٹا کھرا نہ پرکھدے سبھے وکدے اِکوں بھا

ایتھے پیچ پچڑاں دیاں گلاں تے چھریاں دیہن چلا
ایتھے یار یاراں نوں مار دے کر کے ظلم جفا

اتھے دھر کلواتر چیر دے اوہ زکریا° بے گناہ
اتھے چاڑھن چخا خلیل° نوں اوہدے گل وچ پا کے پھاہ

اتھے یوسف° کھوہ وچ سٹدے ہتھیں آپ بھرا
اتھے انھیاں کرن یعقوب° نوں چالی سال روا

اتھے ونڈ نحوا لئے آن کے جہناں شان لولاک لما
نالے ماریا مولا مرتضیٰ° کل ولیاں دا پیشوا

اتھے زہر پلا کے حسن° نوں ویندے مار مکا
اتھے ذبح کراہن حسین° نوں خنجر پیٹھ رلا

اتھے بدر منور صورتاں قبریں ویندے پا
اتھے سوہنے پھل گلاب دے گھٹے ویہن رُلا

اتھے رنڈیاں ہون سُوہاگناں اجے منوں نہ لتھڑا چاہ
اتھے گائے بھیناں والیاں پیاں رو رو مارن ڈھا

اتھوں پیر پیغمبر اولیاء سب بستر گئے اُٹھا
اتھے سداں نہ رہنا مورکھا اتھوں آکھن وار فنا

ایہہ دیس بیگانہ کملیا اتھے نہ دل اپنا لا
تینوں ساتھی پچھے اُڈیکدے کدی مُڑ وطناں ول جا

تیرا لما سفر مسافرا وے توں کلیاں پینا اے راہ
تینوں دیس نکالا ویہن گے سب مل کے بھین بھرا

° علیہ السلام۔ ° رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہُن ملکھاں والے آن کے توں بیٹھوں وطن بُھلا
ایتھوں چل عبداللہ چلیے ایہہ دُنیا بے وفا

نوٹ: صوفی اکبر علی صاحب موضع مینگراں (تحصیل سمندری فیصل آباد) والے نے حضرت باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نظم سنی اور لکھ لی۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے عزیزم محمد شفیق یوسفی پی اے ٹو چیف ایڈیٹر نوائے وقت (بھائی گیٹ والے) کے ذریعے اسے حاصل کیا ہے اور برائے اِشاعت کتاب میں شامل کیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں صرف ۱۱۸ اشعار نقل کیے گئے تھے۔ جب کے پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی اور پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب نے اِصلاح فرمائی کہ بھولا پنچھی ۱۲۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ چنانچہ مذکورہ بزرگوں کی اِصلاح کے مطابق اِس تیسرے ایڈیشن میں مکمل ۱۲۷ اشعار شائع کیے جا رہے ہیں۔

بھولا پنچھی کے بارے میں پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی فرماتے ہیں:

آپ نے ''بھولا پنچھی'' کا تذکرہ فرمایا' پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بندہ کو بھی ایک بار باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز کی زبان مبارک سے جامع مسجد دستگیری فیصل آباد میں ''بھولا پنچھی'' سننے کا اِعزاز حاصل ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' میں آپ نے صرف ۱۱۸ اشعار نقل فرمائے ہیں جبکہ یہ ۱۲۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ جب بھی ''بھولا پنچھی'' پڑھنے کا اِتفاق ہوا تو باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز کی نعت شریف پڑھنے کا وہ انداز دردبھری آواز کانوں میں رس گھولتی ہوئی حاضرین پر رقت و وجد طاری کر دیتی تھی۔ آج بھی جب وہ سب مناظر آنکھوں میں گھوم جاتے ہیں تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے بے اِختیار آنسو کی جھڑی لگ جاتی ہے جو رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے جمعہ شریف کے خطبہ مبارک میں''

الدنیا سیر المومنین'' اور ''الدنیا جیفۃ'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اپنی اس درد بھری آواز میں ''بھولا پنچھی'' سُنا کر حاضرین کو وجدانی ماحول سے محظوظ فرمایا۔ وجد و رقت طاری ہونے سے عجیب کیفیت کا عالم ہو گیا۔ اِس ''بھولا پنچھی'' کے ساتھ جو کرامات وابستہ تھیں وہ آپ نے بیان فرمائیں۔ ماضی کی یادوں کے جھروکوں کو چھوتے ہوئے فرمایا: ایک دفعہ پیر طریقت حضرت میاں غلام اللہ صاحب قدس سرہ العزیز شرق پور شریف والی سرکار کی صدارت میں ''بھولا پنچھی'' پڑھنے کا اِتفاق ہوا۔ آپ نے فرمایا: جب میں اِس شعر پر پہنچا:

وے توں ویکھ نہ بھلیں داڑھیاں ایہہ اندروں نہیں صفا

قبلہ ثانی صاحب قدس سرہ العزیز یہ شعر سماعت فرما کر اِنتہائی غصہ کی حالت میں غضب ناک ہو کر کرسی صدارت سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ زبردست پُر جلال اور گرج دار آواز میں بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز کو فرمایا: ''او یوسفا! اے شعر توں لکھیا اے''؟ آپ قدس سرہ العزیز نے اِنتہائی عاجزی سے عرض کیا' نہیں حضور! یہ شعر عبداللہ ملکھا نوالہ نے لکھیا اے۔ آپ نے دوبارہ اِسی انداز میں سوال فرمایا ''اُس دی داڑھی ہے''؟ آپ قدس سرہ العزیز نے عرض کیا' جی حضور! آپ نے اُسی غصہ اور غضبناکی کی حالت میں ہاتھ کے اِشارے سے داڑھی کو کاٹتے ہوئے فرمایا: ''اوہدے کتھے داڑھی اے''۔ سیدی مرشدی قبلہ بابا جی سرکار نگینہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا: قبلہ ثانی صاحب قطب وقت تھے۔ اُن کا غصہ اور غضبناک ہونا بجا تھا۔ چونکہ عبداللہ ملکھا نوالہ نے شعر کو لکھتے ہوئے اِس بات کی تخصیص نہیں کی کہ داڑھی والوں میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام زمانے کے غوث و قطب اور اولیاء کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم بھی شامل ہیں۔ حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا: قطب وقت میاں غلام اللہ قدس سرہ کا غصہ اور غضب ناک ہونا عبداللہ ملکھا نوالہ پر بجلی بن کر گرا

کہ اُن کے دائیں رُخسار کے قریب زہر باد ہو گیا اور رُخسار سوزش کے سبب اُبھر کر باہر کو آ گئی یعنی کافی سوٹی ہو گئی اور کافی تکلیف کا باعث ہو گئی۔ عبداللہ ملکھا نوالہ کی کوئی اَولاد نہ تھی۔ وہ اپنے ایک بھتیجے کو لے کر فیصل آباد ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کے بعد بتایا کہ داڑھی کو صاف کر کے آپریشن کرنا پڑے گا۔ عبداللہ ملکھا نوالے ڈاکٹر کی بات سن کر جوش اور غصہ کے عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور بات کو کاٹتے ہوئے اپنے بھتیجے سے مخاطب ہو کر کہا' میں نے نہ تو داڑھی کٹوائی ہے اور نہ ہی آپریشن کرواتا ہے۔ بھتیجے نے عبداللہ صاحب کو باہر بٹھا کر اندر ڈاکٹر سے جا کر بات چیت کی کہ یہ بزرگ ہیں' اِن کی تکلیف زیادہ ہے جو ہم سے دیکھی نہیں جاتی۔ آپ اِن کو بے ہوش کر کے داڑھی مونڈ کر ان کا آپریشن کر دیں' داڑھی پھر آ جائے گی۔ بھتیجے نے باہر آ کر کہا' آپ داڑھی کی فکر نہ کریں اِس کی ڈاکٹر سے بات ہو گئی ہے داڑھی منڈوائے بغیر ہی آپریشن ہو جائے گا۔ یہاں بابا جی سرکار نگینہ قدس سرۃ العزیز نے فرمایا کہ عبداللہ ملکھا نوالہ کو بھتیجے کی اِس مکاری اور سازش پر غور و فکر کرنا چاہیے تھا۔ بغیر غور و فکر کے فوراً ہی آپریشن کیلئے حامی بھر لی۔ دوسرے دن اُنہیں ہسپتال میں بے ہوش کر کے دائیں طرف سے داڑھی کو مونڈ کر آپریشن کر دیا گیا اور پٹی باندھ دی گئی۔ دو دن بعد جب پٹی کھلی تو عبداللہ صاحب نے اپنے چہرہ پر دونوں ہاتھ اُوپر سے نیچے کی جانب پھیرے۔ بائیں ہاتھ کے نیچے تو بال تھے مگر دائیں طرف بال نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ یک دم نیچے پھسل گیا۔ آپ سمجھ گئے کہ سُنّتِ رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکی ہے۔ اِسی صدمہ سے جوش و جذبات اور غصہ میں بھتیجے کا زور سے گریبان پکڑ لیا۔ تین بار صرف یہی الفاظ کہتے ہوئے "او پُتر! میری داڑھی کیھتے آ"۔ سُنّتِ رسول اللہ ﷺ شہید ہونے کے غم میں آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین!

عاشقِ رسول ﷺ:

آپ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ کے اوصاف، کردار، تقریریں، تحریریں اور نعتیں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں ہروقت بے قرار رہتے تھے۔ جونہی سرکار کائنات ﷺ کا ذکرِ خیر کرتے آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں۔

ایسے عشاق آپ نے دیکھے ہوں گے کہ جب محبوب کائنات ﷺ کا ذکر سنا تو رونے لگے۔ مگر حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ خاص عنایت تھی کہ آپ ذکر سناتے بھی روتے اور سنتے بھی روتے بلکہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے سننے والے بھی روتے۔ کئی مرتبہ سرکار کائنات ﷺ نے اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا۔

سرکار مدینہ ﷺ کی محبت میں بے قرار ہو کر لکھتے ہیں:۔

تیرا مکھ ویکھن دی بھکھ مینوں کدی آکے دید کرا سجناں
کجھ میریاں بیتیاں سن جاویں کجھ اپنیاں آن سنا سجناں

پایا اے میں زندگی دے اوج تے کمال نوں
سینے نال لائی رکھاں نبی☆ دے خیال نوں
کے مستی دی مینوں حاجت نئیں یوسف
میرے لوں لوں وچ ہے خمار مدینہ

محفل میلاد پاک:

۱۹۷۲ء کی بات ہے ایک جمعۃ المبارک کے موقع پر جامعہ مسجد دستگیری سول کوارٹرز فیصل آباد میں بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اور تاندلیانوالہ کے چند پیر بھائیوں نے سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے لئے گذارش کی کہ اس محفل کی برکت

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

سے پیر بھائیوں کی آپس میں ملاقات کا ذریعہ بن جائے گا تو آپ نے فرمایا: میں فیصل آباد میں جمعۃ المبارک بھی پڑھاتا ہوں یہ بھی تو ملاقات کا ذریعہ ہے۔ لیکن ہم پیر بھائیوں نے آپ کی شفقتوں کے سائے میں محفلِ میلاد کے انعقاد پر اصرار کیا تو آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ بات طے پائی کہ یہ محفلِ میلاد ہر سال ہاڑ کے مہینے چاند کی گیارہ تاریخ کو (یعنی دن دسواں رات گیارھویں) کو ہوا کرے گی۔

پہلی محفلِ میلاد پاک:

جب آپ کے آستانہ عالیہ پر سالانہ محفلِ میلاد کا آغاز ہوا تو پہلی محفلِ میلاد پاک میں بڑے بڑے شعراء مثلاً حافظ محمد حسین حافظ صاحب مرحوم۔ جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب مرحوم۔ جناب ساقی صاحب اور دیگر نعت خوان حضرات تشریف لائے اور انہوں نے آپ کی منقبتیں پڑھنے کا پروگرام بنایا۔ جونہی یہ سلسلہ شروع ہونے لگا تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا کہ یہ میرے پیارے محبوب کریم آقا ﷺ کے میلاد پاک کی محفل ہے اس لئے یہاں صرف اور صرف سرکار مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کی نعتیں ہی پڑھی جائیں۔

چنانچہ آپ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں اسی بات پر عمل ہوتا رہا اور کسی شاعر کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا قصیدہ آپ کے سامنے پڑھ سکے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جس ہستی کے پاس بڑے بڑے قطب' غوث اور ابدال آتے ہوں اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اور جلیل القدر علماء کرام آپ سے محبت فرماتے ہوں اور اپنے مریدین کی بجائے آپ کو پذیرائی دیتے ہوں وہ کس مقام کی شخصیت ہوگی۔ لوگ بھولے ہی رہے اور آپ انکساری کی وجہ سے اپنے اُوپر پردہ ڈالے رہے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ہر سال اپنے آستانہ عالیہ پر ہاڑ کے مہینے میں چاند کی گیارہ تاریخ کو ایک عظیم الشان محفلِ میلاد منعقد فرماتے تھے یہ سلسلہ ۱۹۷۵ء سے جاری ہے۔ آپ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں بڑے بڑے جید علماء مشائخ

عظام، شعراء اور نعت خوان حضرات دُور دُور سے تشریف لاتے تھے۔ یہ محفل ایمان افروز اور رقت انگیز ہوتی۔ آخر میں آپ کا خطاب ہوتا جس میں آپ اڈیکاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عنوان سے اپنی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھا کرتے تھے اور محفل میں عجیب ذوق اور رقت کا منظر ہوتا تھا۔ آپ فرماتے مجھے اس نعت شریف کی پکڑ ہے یعنی یہ نعت شریف پڑھ کر میں بے خودی کا شکار ہو جاتا ہوں جب آپ نعت پڑھا کرتے تھے تو آپ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت وفراق میں روتے یہاں تک کہ سامعین بھی روتے۔

اُڈیکاں یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں تیریاں وِچ اُڈیکاں دے دن رات گذاراں رو رو کے
ہُن سُن میریاں فریاداں نُوں ہر وقت پُکاراں رو رو کے

آساں دے پُھل کُملا گئے نے مینُوں پھیرا پایا مالی نے
ٹُر چلیاں میرے گلشن چوں تھک ہار بہاراں رو رو کے

میں روندا روندا مَر یا ساں پر پھیر وی رونا مُکیا
میری لاش نوں رونا پا چھڈیا وِچ قبر دے یاراں رو رو کے

چند گھڑیاں کملی والے نے ، جتھے بیٹھ کے اَشک بہائے سی
راہ تکدیاں عربی ماہی دا اَج تیک اوہ غاراں رو رو کے

اَگے تے روندی ہُندی سی جد کونج وچھڑ دی ڈاروں سی !
تک مینوں ہو بے حال گئیاں کونجاں دیاں ڈاراں رو رو کے

میں باغ اندر ٹُر جاندا ساں کِسے پُھل دا ہاسا ویکھاں گا
واہ قسمت مینوں ملدیاں نے اَکھوں گلزاراں رو رو کے

اِک وار جے سجناں آ جاویں گھر میرے پھیرا پا جاویں
تیرے قدماں توں پھل اشکاں دے لکھ واری واراں رو رو کے

ہس پوے جے یار تے دنیا دی تقدیر سنواری جاندی اے
پر اوس ہجر فراق اندر میں بخت سنواراں رو رو کے

یوسفؔ نوں لوکی کہندے نے کیوں اینویں روندا رہندا ایں
میں دل وچ شعلے مار دیاں پیاں تاراں ٹھاراں رو رو کے

یہ محفل میلاد پاک ہزارہا لوگوں کے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کا باعث بنتی۔ ہزاروں لوگوں کیلئے لنگر شریف کا بھی وسیع اِنتظام ہوتا۔ آپ کے وصال کے بعد یہی محفل آپ کے بڑے صاحبزادے پیر طریقت' رہبر شریعت مجمع انوار نگینہ حضرت علامہ مولانا حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی کے زیرِ اہتمام ہر سال ۲۶ جون کو منعقد ہوتی ہے۔

دو محافل کے انعقاد کی خبر:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالی نے اپنی علالت کے دنوں میں دوستوں کی بھری محفل میں یہ اِعلان کیا کہ آئندہ سال سے دو محافل ہوا کریں گی۔ دوست سمجھ نہ پائے کہ آپ کے اِس فرمان کا کیا مقصد ہے۔ جب ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء میں آپ کا انتقال ہوا تو اگلے سال ۲۶ دسمبر ۱۹۹۰ء کو آپ کے عرس پاک کی تقریب سعید منعقد ہوئی' تب یہ عقدہ کھلا کہ دو محافل سے مراد ایک محفل میلاد النبی ﷺ اور دوسری آپ کے عرس کی محفل ہوگی۔ تب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ محفل میلاد پاک پیر طریقت' رہبر شریعت مجمع انوار نگینہ صاحبزادے حضرت علامہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب کی زیر قیادت ہر سال ۲۶ جون کو بعد از نماز عشاء منعقد ہوتی ہے جبکہ عرس پاک کی محفل مجمع انوار نگینہ پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحب کی زیر صدارت، مجمع انوار نگینہ حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب کی زیر قیادت اور مجمع انوار نگینہ حضرت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب کی زیر سیادت صبح ۹ بجے سے نماز عصر تک منعقد ہوتی ہے۔

خلافت:

آپ کو کئی معزز آستانوں سے خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ چاروں سلاسل (نقشبندی' قادری' چشتی' سہروردی) میں بیعت فرماتے تھے۔ جن بزرگوں سے آپ کو خلافت حاصل تھی اُن بزرگوں کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مجمع انوار الثانی شیخ طریقت حضرت قبلہ پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (دربار علی پور سیّداں شریف)

۲۔ امام طریقت شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (دربار علی پور سیّداں شریف)

۳۔ زبدۃ الاصفیاء شیخ طریقت، رہبر شریعت حضرت سیّد محمد فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (چورہ شریف)

۴۔ پیر طریقت رہبر شریعت زبدۃ العارفین حضرت قبلہ حافظ محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (علی پور شریف)

۵۔ ولی گر ولی قطب زماں حضرت علامہ مولانا محمد مفتی سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز (محدث اعظم پاکستان فیصل آباد)

۶۔ شیخ زمان خواجہ خواجگان پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت قبلہ محمد حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کوٹلہ شریف)۔

۷۔ شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر طریقت' رہبر شریعت محمد یعقوب شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (پورامنڈی)

۸۔ پیر طریقت حضرت قبلہ صاحبزادہ سیّد محمد عاشق حسین شاہ صاحب سرہندی، مجددی (مراڑہ شریف چک نمبر ۴۲۔)

علاوہ ازیں چند دیگر معزز آستانوں سے بھی آپ کو خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔
شرقپور شریف سے قطب الاقطاب سلطان العارفین حضرت قبلہ میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور اوکاڑہ شریف سے پیر روشن ضمیر مجمع کشف و کرامات حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب حضرت کرماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ طویل عرصہ تک ملتے رہے اور فیض حاصل فرماتے رہے۔ اِن بزرگوں کے مریدین اور دیگر ملنے والے برادرانِ طریقت یہی سمجھتے تھے کہ حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یا حضرت کرماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ لیکن آپ فرماتے تھے اِن بزرگوں سے اگرچہ طویل عرصہ تک سلسلۂ ملاقات رہا اور کسبِ فیض بھی رہا۔ مگر اِن بزرگوں کی طرف سے چونکہ باقاعدہ طور پر زبان سے خلافت کے بارے میں نہیں فرمایا گیا۔ اِس لئے میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں کہوں کہ مجھے اِن سے بھی خلافت تھی۔

تلمیذ الرحمان:

بزرگوں کی صف میں حضرت قبلہ باباجی نگینہ علیہ الرحمہ کا مقام نمایاں ہے۔ اپنے وقت کے عظیم، ممتاز عالمِ دین، صوفی روحانی بزرگ تھے۔ جن کی شخصیت نمونۂ سلف تھی۔ محدثِ اعظم پاکستان پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولی گروں، حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز آپ کو "تلمیذ الرحمٰن" فرمایا کرتے تھے۔ محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ، علماء کی محافل اور بڑے بڑے دینی اجتماعات میں فرمایا کرتے تھے کہ "اہلسنت وجماعت" کو فخر حاصل رہا ہے کہ اِس جماعت میں ہر دَور میں ایسے عالمِ دین موجود رہے ہیں کہ کسی دینی مدرسے میں باقاعدگی سے تعلیم حاصل نہیں کی مگر بڑے بڑے علماء کرام اُن سے اِکتسابِ فیض کرتے ہیں۔ اِس دور کی مثال ہمارے "نگینہ صاحب" ہیں۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مبلغ اعظم شیخوپورہ مدظلہ العالی بھی فرماتے ہیں، حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو

مولانا محمد سردار احمد صاحب محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ "تمیذ الرحمٰن" فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے مطابق آپ مطالعہ کے شہنشاہ تھے۔ آپ کے کتب خانہ میں ہزاروں کتابیں ہیں۔ آج بھی کتب خانہ کا معائنہ کر کے اِس حقیقت اور عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ہر کتاب، بڑی ہے یا چھوٹی، شروع سے آخر تک پڑھی ہے اور حوالہ جات سے کتاب کو عظیم علمی سرمایہ بنا دیا ہے۔

حلقۂ مریدین:

آپ کا حلقۂ مریدین کافی وسیع ہے۔ پاکستان کے ہر شہر میں اور بیرونِ پاکستان بھی آپ کے مریدین موجود ہیں آپ مریدین کے لئے وہی احکام صادر فرماتے تھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایمان والوں کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری پر بہت زور دیتے تھے۔ شریعت کی پابندی کے معاملے میں خاص خیال فرماتے تھے۔ آپ کے حلقۂ بیعت میں مرد خواتین اور کثیر تعداد میں رجال غیب شامل ہیں۔

مراقبہ وذِکرِ خفی

مراقبہ کسے کہتے ہیں؟

مراقبہ، رقیب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں حفاظت کرنے والا یعنی مرید جب تک مراقبہ میں ہے تو وہ اپنی جسمانی لذتوں کے مشاغل سے، شیطانی وسوسوں سے، نفسانی خواہشات سے بے پرواہ اور سب سے الگ ہو کر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ

واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حضور متوجہ ہو جائے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ فکر افضل ہے ذکر سے۔ کیونکہ وہ باطنی شغل ہے جس کی عام انسان کو خبر نہیں ہوتی۔ غرضیکہ مراقبہ اس کو کہتے ہیں کہ جو دِل کی نگہبانی و حفاظت کرے اور دِل کو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی طرف لگائے رکھے اور حق اللہ جل جلالہ کے سوائے (یعنی مقابلے میں) کسی چیز کو مطلقاً دل میں نہ آنے دے۔ ایسی صفات رکھنے والے صوفی کو صاحبِ دل کہتے ہیں۔

کیا وہ وقت تھا جب حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ شہر شہر، بستی بستی، گاؤں گاؤں، پیر بھائیوں کو مراقبہ اور خفی ذکر کرواتے تھے۔ ذکر خفی کا طریقہ آپ فرماتے کہ ناک کے ذریعے سانس اندر کھینچو تو لفظ "اللہ" بنے اور جب ناک سے سانس نکالو تو لفظ "ھو" بنے۔ کبھی کبھی دوستوں کے اشتیاق اور طلب پر "نمازِ توبہ" بھی پڑھاتے اور نماز کا سلام پھیرتے ہی مراقبہ شروع ہو جاتا، آپ نے شفقت فرماتے ہوئے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو ذکر و مراقبہ کرانے کی تربیت فرمائی اور بندہ آپ کی موجودگی میں ہی آپ کے حکم سے دوستوں کو ذکر و مراقبہ کرواتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دورانِ ذکر و مراقبہ طالبانِ حق کے دِل کی تسلی و تشفی کے لئے ایک نئے اور سوز میں پڑھا کرتے۔

دِلوں کی تسلی ہے ذکر الٰہی○، دِلوں کی ضیاء ذکر ہے مصطفیٰ☆ کا
جو کرتا ہے دِل سے غلامی نبی☆ کی وہی ہے حقیقت میں بندۂ خدا○ کا

کبھی ذکر الٰہی کی صورت یہ ہوتی کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی "حمد" پڑھی جاتی۔

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ○ عز وجل۔

حمد باری تعالیٰ

اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو
اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو

ذرّہ ذرّہ جہاناں دا دیوے صدا
پتہ پتہ چمن دا پکارے پیا
گذر دی جتھوں وی جاوے بادِ صبا
آکے مستی دے وچ کہندی اے برملا
اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو

اَللّٰہ ھُو دی اے مستی جہاناں دے وچ
کیف ایسے دا سارے مکاناں دے وچ
مہک اِسدی اے سب گلستاناں دے وچ
ذکر اِس دا اے سبھناں زباناں دے وچ
اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو

اِسدے ذاکر نوں راہ ہدیٰ وی ملے
بعد لطفِ فنا دے بقا وی ملے
نفس نوں موت روح نوں غذا وی ملے
ایہہ خدائی تے کی اے خدا وی ملے
اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو اَللّٰہ ھُو

ذکر ایہو ای کردے نے سب انبیاء
ملک، حوراں، صحابی تے سب اولیاء
غوث، ابدال، اوتاد تے اصفیاء
ذکر ایہو ای کر دا اے مستق عطاء
اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللّٰـــہ ھُـو

ذکر سب ذکراں توں نرالا وی اے
سب توں اچا وی اے، سب توں بالا وی اے
توڑ دا ماسوا والا تالا وی اے
اسم اعظم وی اے، اسم اعلیٰ وی اے
اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللّٰـــہ ھُـو

یوسف اس ذکر دی عجب ہی شان ہے
ذکر ایسے دے وچ نور عرفان ہے
ایہو اسلام تے دین و ایمان ہے
ایہو پیر طریقت دا فرمان ہے
اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللہ ھُو اَللّٰـــہ ھُـو

پھر حمد باری تعالیٰ کے آخری شعر پر سانس سے ذکر شروع ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ ذکر کی ضربیں تیز ہوتی جاتیں پھر کیا ہوتا تھا وجدانی کیفیت میں دوست لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے۔ عشق الٰہی کی آگ کو تیز کرنے کے لئے ساقی نامہ پڑھا جاتا۔

ساقی نامہ

رکھ سانبھ صراحیاں تے ساغر نظراں دے جام پلا ساقی!
کر لانبھے نظر نہ نظراں توں اَج میری ہوش اُڈا ساقی

نظراں دے نال ملاون دے جے قابل نظر نہ میری اے
مینوں ہن چہرہ تکن دے اَپناں تے کرم کما ساقی

رہوے وسدا تیرا مے خانہ ، رہوے چلدا تیرا پیمانہ
پیا آکھے ہر اِک دیوانہ اَج نہ اَپناں ترسا ساقی

آئے نے تیرے دیوانے ، بیٹھے نے سارے مستانے
وچ رقص دے آون پیمانے رُخ اُتوں پردہ چا ساقی

اَج جام تے جام پلائی جا ، سبھناں دی ہوش اُڑائی جا
مستی سب نوں ورتائی جا ، تیرا ہووے شان سوا ساقی

آ جہناں لائے ڈیرے نے ایہہ سارے منگتے تیرے نے
یوسفؔ وی بردا تیرا اے در توں نہ دور ہٹا ساقی

ایک ایک شعر پر پیر بھائی اور ذکر و مراقبہ میں شامل حضرات سکونِ قلب اور پرکیف وجدانی کیفیت پاتے۔

ساقی نامہ کے جب یہ اشعار پڑھے جاتے:

اَج جام تے جام پلائی جا ، سبھناں دی ہوش اُڑائی جا
مستی سب نوں ورتائی جا ، تیرا ہووے شان سوا ساقی

آ جہناں لائے ڈیرے نے ایہہ سارے منگتے تیرے نے
یوسفؔ وی بردا تیرا اے در توں نہ دور ہٹا ساقی

تو پھر جدانی کیفیت دیدنی ہوتی۔ پھر مزید اشعار پڑھے جاتے:-

ساقیا خیر منگاں میں تیرے میخانے دی
ہن تے وار آ ہی گئی ہے تیرے دیوانے دی

جام دے ایسا پلا مست رہواں میں تا ابد
آرزو ایہو ای اے بس تیرے مستانے دی

اکھیاں جاں تیری نظر مدہوش زمانہ ہویا
میرے وِل وار کدوں آوے گی پیمانے دی

تیرے توں تینوں ہی میں منگناں ہاں میرے ساقی
ہوش کوئی رہ نہ جائے اپنے تے بیگانے دی

میں جدھر نظر کراں تیرا ہی نظارہ ویکھاں
مینوں سُدھ بُدھ نہ رہوے اپنے تے بیگانے دی

اے شمعِ حسنِ ازل کردے ذرا نظرِ کرم
ہوئے یوسفؔ نوں عطا بے خودی پروانے دی

اسی طرح وجدانی حالت میں رات بیت جاتی تھی۔ پھر تہجد کے وقت اُن سب دوستوں کو جو وجدانی کیفیت میں مدہوش ہوتے، انہیں ہوش میں لانے کے لئے اُن کے کندھے دبائے جاتے۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف لائے۔ ایک دوست کے ہاں "وحدت کالونی" میں محفل تھی۔ کچھ پیر بھائی ڈسکہ سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے "وجدانی کیفیت" کے بارے میں اچھی گفتگو نہ کی اور کہنے لگے یہ سب ایسے ہی ہے۔ تو حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کو فرمایا: "پتر منیر" مولوی صاحب کو بھی مراقبہ کرواؤ۔ چنانچہ

بیسیوں دوست جو مراقبے میں شریک تھے اُن میں مذکورہ مولوی صاحب بھی شامل ہو گئے۔ جب ''ذکر توبہ'' شروع ہوا تو سجدہ میں جاتے ہی مولوی صاحب کو وجد ہو گیا یہاں تک کہ انہیں ''کپڑوں کی بھی ہوش نہ رہی''۔

دورانِ مراقبہ کبھی یہ اشعار بھی پڑھے جاتے:

ڈدھ وجود تیرے وچ شیریں روغن دار سمانی
مرشد لاوے جاگ پرم دی تاں جمیں ڈدھ پانی

گل وچ پھاہ غماں دا گھت کے ذکروں چھک مدہانی
ہمت نال محمد بخشا مکھن آیا جانی

اور کبھی یہ پڑھتے:

اللہ اللہ ایسا کہو اللہ رہے تے توں نہ رہو

پھر خدا جانے لوگوں کو کیا ہوتا کہ لوگ رونے لگتے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ مراقبہ کرنے والوں کی بھی یہ کیفیت ہوتی کہ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے لپٹ جاتے اور توبہ توبہ کی صدائیں بلند ہوتیں۔ مراقبہ میں شامل وہ لوگ جنہوں نے پہلی دفعہ شرکت کی ہوتی وہ ذکر و مراقبہ کی لذّت سے ایسے آشنا ہو جاتے کہ اُن کی زندگی میں انقلاب آجاتا' بے نمازی، نمازی ہو جاتے، بے راہ رو، راہ راست پر آجاتے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے:۔

جنہاں ذکر اوہدے وچ پچ گیاں
اُوہ جیاں تلواراں ہو گیاں

آپ ذکرِ خفی کو ترجیح دیا کرتے تھے اور بلند آواز سے ذکر کی مخالفت نہیں فرماتے تھے' البتہ سپیکر پر بلند آواز سے زور زور سے ذکر کرنے پر منع فرماتے تھے' آپ نے ذکرِ خفی کے بارے میں لکھا ہے:۔

ذکر خفی

نقشبندی بھنگڑے تے جلیاں نہ پاوندے
نام اللہ پاک دا ایہہ وِلاں تے پکاوندے

ٹپ ٹپ نچ نچ کد کد لوکاں نہ نوں نہ وسدے
اُچی اُچی بِکل بِکل شور نہ مچاوندے

اُچی ذکر کرنوں روکیا نبی☆ نے صحابہ❁ نوں
منع دی دلیل شاہِ نقشبند لیاوندے

شاہِ نقشبند دے سلسلے چہ جلی نہیں
نفحات وچ ملاں جامی فرماوندے

مرشد شاہ خود نقشبند نوں
نفی اثبات خفیہ ذکر سکھاوندے

پڑھ تفسیر حسینی تے موضع القرآن توں
شاہِ نقشبند جلیاں پاوتوں ہٹاوندے

نقشبندی یوسفؔ کولوں پچھ لے حوالے آ کے
منع دی دلیل شاہِ نقشبند لیاوندے

کشفِ ارواح کا طریقہ:

جب نماز پڑھنے کو دل نہ کرے۔ عبادتِ الٰہی کی طرف رجوع نہ ہو۔ طبیعت بے ذوق ہو۔ شیطانی وسواس گھیرا تنگ کر دیں۔ ایسے حالات میں آپ ذکر خفی اور

☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ❁رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نماز توبہ کی تلقین فرماتے۔ نیز کشفِ ارواح کے لئے شش طرفی ذکر کی ترغیب فرماتے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کشفِ ارواح کے لئے یا احمد اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ یا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دائیں طرف اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بائیں طرف پڑھتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا علی، یا حسن یا حسین یا فاطمہ (رضی اللہ عنہم) کا شش طرفی (چھ طرفہ) ذکر کرے، اِس طرح تمام اَرواح کا کشف ہو جاتا ہے۔ نیز مقرب فرشتوں کے نام بھی یا اَثر کرتے ہیں یعنی یا جبرائیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل (علیہم السلام) کا چار ضربی ذکر بھی یہی تاثیر رکھتا ہے نیز یا شیخ یا شیخ ہزار مرتبہ اِس طرح پڑھے کہ حرف ندا ''یا'' کو دل کی سیدھی جانب سے کھینچے اور لفظ شیخ کی ادائیگی کے ساتھ دل پر ضرب لگائے۔ اِس سے بھی کشفِ ارواح ہوتا ہے۔

برادرانِ طریقت اور مریدین صادق کے لئے:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مریدین اور طالبانِ بارگاہ الٰہی کی جہاں مسائل شرعیہ کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے ایسے ہی اُن کو طریقت کے مسائل سے بھی باخبر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے کوئی مرید صحیح مرید نہیں بن سکتا بلکہ کوئی پیر صحیح طور پر اپنے مریدین کی رہنمائی نہیں کر سکتا جب تک مسائل تصوف وطریقت سے پوری طرح آگاہ نہ ہو۔ اِس آگہی کے لئے آپ جن کتابوں کے مطالعہ کی تعلیم وتبلیغ فرمایا کرتے تھے اُن میں ''اخبار الاخیار''، ''عوارف المعارف'' اور ''کشف المحجوب'' سرفہرست ہیں۔

بندۂ ناچیز نے اِن تمام کتابوں بلکہ اور کئی دیگر کتب تصوف کی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ آپ نے اِن کتابوں سے کئی ایسے مسائل یاد کروائے جن کی مستقبل میں

ضرورت پیش آتی تھی اور پھر آئے بھی، تو ان کے حل میں آسانی ہوگئی۔

ارادت مرید کا فعل ہے:

''اخبار الاخیار'' سے ایک مسئلہ شیخ کامل اور مرید صادق کے روحانی تعلق کے بارے میں آپ نے سمجھایا جو شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا ہے کہ:

اگر مرید شیخ را گوید کہ من مرید توام و شیخ گوید مرید من نہ، او مرید باشد و اگر شیخ گوید تو مرید منی مرید گوید من مرید تو نیم مرید نباشد زیرا کہ ارادت فعل مرید است نہ فعل شیخ۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ۵۹)

''اگر مرید اپنے شیخ سے عرض کرے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور شیخ صاحب فرمائیں کہ تو میرا مرید نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُس کو مرید تصور کیا جائے گا۔ لیکن اگر شیخ اپنے مرید سے کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں آپ کا مرید نہیں تو ایسے شخص کو مرید نہیں سمجھا جائے گا اس لئے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے، شیخ کا کام نہیں''۔

آپ ہر سلسلہ کے مریدین کو سمجھایا کرتے تھے کہ جس شیخ کامل کی بیعت کی جائے اُس کا دامن مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اگر شیخ کامل نہ بھی ہو اور مرید طالب صادق ہو تو وہ فیض حاصل کر لیتا ہے کیونکہ فیض تو دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی طرف سے آتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی مرید صادق کا شیخ کامل نہیں تو نہ تو بدظن ہونا چاہئے اور نہ ہی بیعت توڑنی چاہئے اور ساتھ یہ بھی سمجھایا کرتے کہ کسی شخص کو شیخ کامل کے مرید کی اُس کے شیخ سے بیعت فسخ نہیں کروانی چاہئے یہ یزید اور ابن زیاد ''بدنہاد'' کا فعل ہے کہ اِن بد بخت لوگوں نے کوفہ کے لوگوں کی حضرت سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت فسخ کروائی تھی۔

زیارتِ شیخ اور تعمیلِ حکم:

۲۷ اپریل ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے عرض کیا کہ سرکار کے پیر و مرشد سلطان العارفین، سیّد الاصفیا، امام السالکین، شیخ المشائخ، مجمع انوار لاثانی، پیرِ طریقت حضرت قبلہ سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں تو آپ فرمانے لگے زیارت کیلئے ضرور جانا ہے۔

آپ اُس وقت پیرِ طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کے گھر (چاہ میراں) میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے وقت محلہ کرم نگر عقب پیکو فیکٹری بادامی باغ جناب صوفی نذیر احمد صاحب مرحوم کے گھر جہاں حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مقیم تھے، تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو صوفی نذیر احمد صاحب مرحوم کے بیٹے جناب غلام شبیر صاحب مرحوم کو حضرت قبلہ مجمع انوار لاثانی پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب فرمانے لگے کہ لو بھئی! تم بڑے خوش نصیب ہو حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) تشریف لے آئے ہیں' تمہاری گیارھویں شریف کی محفل قبول ہوگئی۔

آپ کے پیر و مرشد نے اِس موقعہ پر فرمایا آپ کسی موضوع پر وعظ فرمائیں۔ اگرچہ آپ علیل تھے اور شدت کی نقاہت محسوس فرما رہے تھے۔ لیکن آپ نے تعمیلِ حکم کیلئے وعظ شروع فرمایا۔ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرمائی اور اڑھائی گھنٹے تک سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان فرماتے رہے جس کا خلاصہ ذوقِ طبع کے لئے تحریر ہے۔

حضور قبلہ بابا جی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں 'قرآنِ مجید میں کل چار مضامین ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان۔

۲۔ خالقِ حقیقی اور مخلوق کے تعلق کا بیان۔

۳۔ اَبرار (اَنبیاء کرام علیہم السلام اور اَولیاءِ عظام اور نیکوں کا بیان)۔

۴۔ اَشرار (کفار، مشرکین اور منافقین) کا بیان۔

آپ نے یہ چار مضامین بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ یہ چاروں مضامین اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اُمّ الکتاب، اُمّ القرآن، فاتحۃ الکتاب یعنی سورۃ الفاتحہ شریف میں بیان فرمائے ہیں۔

اور اُن کی تفسیر اِس طرح ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ سے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ تک اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی ذات وصفات کا ذکر ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ اِن آیاتِ مبارکہ میں خالقِ حقیقی اور مخلوق کے تعلق کا بیان ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ۙ اِس آیتِ مبارکہ میں اَبرار کا ذکر ہے اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اِس آیتِ مبارکہ میں اَشرار کا ذکر ہے

نیز فرمایا سورۃ الفاتحہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے ۱۳ اَسمائے مبارکہ ہیں جن میں پانچ (۵) صراحت النص سے ثابت ہیں اور آٹھ (۸) اشارۃ النص سے۔

صراحت النص سے مراد یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ کی آیاتِ مبارکہ میں واضح طور پر بیان ہیں۔ جیسے (۱) اللہ (۲) رب (۳) الرحمان (۴) الرحیم اور (۵) مالک۔

اشارۃ النص سے مراد یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ کی آیاتِ مبارکہ میں اِشارے سے مطالعہ کے بعد پتا چلتا ہے جیسے:

(۱) اَلْحَمْدُ سے حمید (حقیقی)۔

(۲) يَوْمِ الدِّيْنِ سے دیّان

(۳) (اِيَّاكَ) نَعْبُدُ سے مراد معبودِ (برحق)۔

(۴) (اِيَّاكَ) نَسْتَعِيْنُ سے مستعان (حقیقی)۔

(۵) اِھْدِنَا سے حادی (برحق)۔

(۶) اَنْعَمْتَ سے منعم (حقیقی)۔

(۷) الْمَغْضُوْبِ سے غاصب (بحکمت) اور

(۸) الضَّآلِّیْنَ سے مضل (بحکمت)۔

فرمایا: بعض لوگوں کا یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ، قرآن مجید کی باقاعدہ سورت نہیں۔ بلکہ محض دیباچہ ہے مگر آپ دلائل سے ثابت کرتے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کی باقاعدہ ایک سورت ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے سورت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خود نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِسے قرآن مجید میں اور قرآن مجید سے بیان فرمایا ہے۔

واقعہ: اعظم سورت:

حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے آواز دی (پکارا)، مگر میں نے جواب نہ دیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد میں آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے (اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ.... [1] "اے ایمان والو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم ﷺ) کے پکارنے پر حاضر ہو جاؤ جب تمہیں اُس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے"۔

راوی کہتے ہیں پھر مجھے فرمایا:

اَلَا اُعَلِّمُکَ سُوْرَۃً ھِیَ اَعْظَمُ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ

[1] الانفال: ۲۴۔

تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ''کیا میں تمہیں مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآنِ مجید کی سورتوں میں سے ایک ایسی سورت نہ بتلاؤں جو سب سورتوں سے (اجر و ثواب میں) بڑی سورت ہے''۔ پھر (شفقت فرماتے ہوئے) میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

اَلَا اُعَلِّمُکَ سُوْرَةً هِیَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ''کیا میں تمہیں ایک ایسی سورت نہ بتاؤں جو قرآنِ مجید میں سب سورتوں سے بڑی سورت ہے''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝'' ہے۔ یہ سبع مثانی اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دی گئی''۔ ؏

اِس حدیث شریف میں ''فِی الْقُرْاٰنِ'' اور ''مِنَ الْقُرْاٰنِ'' کے الفاظ آئے ہیں یہ دونوں جملے اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ دوسری سورتوں مثلاً ''الکوثر'' ''الاخلاص'' اور ''الناس'' وغیرہ کی طرح باقاعدہ ایک سورت ہے۔

کیا خوبصورت اندازِ استدلال ہے۔ آپ فرماتے تھے' قرآنِ پاک کی سورتوں اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ میں واضح فرق چند وجوہات کی بناء پر ہے، جو چیزیں سورتوں میں پائی جاتی ہیں وہ اَحادیثِ مبارکہ میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) ہر سورت مکی یا مدنی ہوتی ہے اور سورۂ فاتحہ کے بارے میں اَحادیثِ مبارکہ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ صورت دو مرتبہ نازل ہوئی یہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی۔ کسی حدیث مبارکہ کو مکی یا مدنی نہیں کہتے۔

(۲) ہر سورت کا کوئی نہ کوئی نام ہوتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے کئی نام ہیں بلکہ

؏ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۹ ح ۴۲۴۲ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۵۱۱ ' تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۵۹۸ ' مشکوٰۃ ص ۱۸۴ ' درمنثور جلد ۱ ص ۱۳ ' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۳۱ ' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۶۸ ' ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۲ ' داری جلد ۲ ص ۳۳۵ (مختصراً) ' نسائی جلد ۱ ص ۱۳۵۔

سورۃ الاخلاص کے علاوہ وہ سورت ہے جس کے پچیس نام ہیں۔

سورۃ الفاتحہ شریف کے نام:

(۱) فاتحۃ الکتاب ۳	(۲) فاتحۃ القرآن ۴
(۳،۴) ام الکتاب اور ام القرآن ۵،۶	
(۵) قرآن عظیم ۷	(۶) السبع المثانی ۸،۹،۱۰
(۷) الوافیہ ۱۱	(۸) الکنز ۱۲
(۹) سورۃ الکافیہ	(۱۰) سورۃ الأساس
(۱۱) سورۃ النور	(۱۲) سورۃ الحمد
(۱۳) سورۃ الشکر	(۱۴) سورۃ الحمد الأولی
(۱۵) سورۃ الحمد القصری	(۱۶) سورۃ الراقیہ
(۱۷) سورۃ الشفاء	(۱۸) سورۃ الشافیہ
(۱۹) سورۃ الصلاۃ	(۲۰) الصلاۃ
(۲۱) سورۃ الدعاء	(۲۲) سورۃ السؤول
(۲۳) سورۃ تعلیم المسألۃ	(۲۴) سورۃ المناجاۃ
(۲۵) سورۃ التفویض ۱۳	

(۳) قرآن مجید کی سورتوں کو سورتیں کہتے ہیں، احادیث نہیں کہتے اور احادیث

۳ الاتقان جلد ا ص ۱۵۰۔ ۴،۵ الاتقان جلد ا ص ۱۵۰۔ ۶ الاتقان جلد ا ص ۱۵۱، دار قطنی جلد ا ص ۳۱۲، نصب الرایہ جلد ا ص ۳۴۳، در منثور جلد ا ص ۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۱۲، کنز العمال حدیث نمبر ۲۶۶۵۔ ۷ الاتقان جلد ا ص ۱۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۷، بخاری جلد ۲ ص ۶۸۳، شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۳۶، ابوداؤد جلد ا ص ۲۱۲، مستدرک حاکم جلد ا ص ۷۲۵۔ ۸،۹،۱۰ الاتقان جلد ا ص ۱۵۱۔ ۱۱ الاتقان جلد ا ص ۱۵۲۔ ۱۲ الاتقان جلد ا ص ۱۵۳۔ ۱۳ الاتقان جلد ا ص ۱۵۳۔

مبارکہ کو قرآنِ مجید کی سورتوں کی طرح سورتیں نہیں کہتے۔

(۴) قرآنِ مجید کی سورتوں کی آیات مبارکہ ہوتی ہیں' احادیثِ مبارکہ کی آیات نہیں ہوتیں۔ سورۃ الفاتحہ شریف کی سات آیاتِ مبارکہ ہیں۔

(۵) قرآنِ مجید کی سورتوں کے رکوع ہوتے ہیں جب کہ احادیثِ مبارکہ کے رکوع نہیں ہوتے۔

(۶) قرآنِ مجید کی کوئی سورت ضعیف یا موضوع نہیں ہوتی' احادیثِ مبارکہ ضعیف اور موضوع بھی ہوتی ہیں۔

(۷) قرآنِ مجید کی سورتوں یا آیاتِ مبارکہ کی نماز میں قیام کی حالت میں تلاوت ہوتی ہے احادیثِ مبارکہ کی تلاوت نہیں ہوتی۔

(۸) قیام میں قرآنِ مجید کی تلاوت مطلقاً فرض ہے اگر قرآنِ مجید کی جگہ کسی حدیث شریف کو پڑھیں گے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

(۹) جہاں تک سورۃ الفاتحہ کا تعلق ہے اس کی ساتوں آیاتِ مبارکہ فرضوں کی پہلی رکعتوں میں اور سنتوں کی ہر رکعت میں پڑھنی واجب ہیں۔ احادیثِ مبارکہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۱۰) سورۃ الفاتحہ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنتوں کی ہر رکعت میں کسی دوسری سورت سے پہلے پڑھنی واجب ہے۔ احادیثِ مبارکہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

حضرت قبلہ پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت محظوظ ہوئے اور سورۃ الفاتحہ کی قرآنِ پاک سے مدلل تقریر و تفسیر کی داد دیتے رہے کہ حضرت محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) قرآن پاک کے علوم کے بحرِ بے کراں کی اتھاہ گہرائیوں سے کیسے احسن اور نرالے انداز سے گوہر و موتی نکال کر لاتے ہیں۔ رات ۱۲ بجے پروگرام کے اختتام کے بعد وہاں سے واپسی ہوئی۔ اگلے روز پیر طریقت حاجی محمد رفیق صاحب یوسفی اور بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو دادا پیر حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس شجرہ نقشبندیہ جماعتیہ کے متعلق ہدایات حاصل کرنے کیلئے جانا پڑا تو آپ نے اس

موقع پر گذشتہ رات والی محفل پاک کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ فرمانے لگے کہ جناب حاجی صاحب کی رات والی تقریر سن کر بڑا سرور آیا۔

پھر فرمانے لگے کہ اُن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ انہیں دین کے ساتھ شروع سے بڑی محبت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انشراح صدر فرما دیا ہوا ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ سکول کی صرف آٹھ جماعتیں پڑھی ہیں۔ کسی مدرسے سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ دراصل وہ "تمیذ الرحمٰن" ہیں۔ مجمع انوار لاثانی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو عالم لدنی، فاضل لوذعی اور یوسف مصر محبت کہہ کر خطاب فرمایا۔

کافروں کو مسلمان کرنا:

دین کی اشاعت اور مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کے غلبہ کیلئے ہر قسم کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر دن رات کام کرتے رہے۔ قیام پاکستان سے قبل جب کہ آپ کی عمر شریف چوبیس پچیس سال تھی۔ آپ نے اُس وقت تقریباً ۳۵۰ ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ پھر بعد میں تادمِ حیاتِ دنیوی سینکڑوں عیسائیوں کو مسلمان کیا جنہوں نے آپ کے دستِ ہدایت وحق پرست پر اسلام قبول کیا۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے خود اپنی آنکھوں سے کئی عیسائیوں کو مسلمان ہوتے دیکھا ہے۔ بے شمار بے دین لوگ دین دار ہوئے ہیں۔ گمراہ لوگ راہ راست پر آئے ہیں۔ بے ادبوں کو ادب اور خشک لوگوں کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جام پلائے۔ وہ دیہات اور علاقے جہاں تنگ نظر اور متعصب لوگ صحیح العقیدہ اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو برداشت نہیں کرتے تھے وہاں بھی علم حق بلند فرمایا۔ اور ہزاروں بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح العقیدہ اہلسنّت وجماعت مسلمان بنایا اور اُن کے دل عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے منور ہو گئے۔

ادب:

ادب کے معاملہ میں بہت ہوشیار اور پابند تھے۔ سادات کے ساتھ آپ کو خصوصی عقیدت اور محبت تھی۔ اِس مکرم خاندان کا اِس قدر ادب اور احترام فرماتے تھے اگر کسی سیّد زادے کو دیکھ لیتے تھے تو اُس کے ادب میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی آپ کے آستانۂ عالیہ پر زیارت کے لئے حاضر تھا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ کالے رنگ کا لمبے قد والا ایک شخص آ گیا۔ آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور بڑی محبت اور احترام سے اُن کو اپنے پاس بٹھایا۔ بندۂ ناچیز حیران تھا کہ دوران تعلیم اِس شخص کو اِتنا احترام بخشنے کی کیا وجہ ہے؟ جب وہ صاحب چلے گئے تو آپ نے بندۂ ناچیز کے پوچھے بغیر فرمایا "پتر منیر" یہ سیّد صاحب تھے۔

کسی محفل میں اگر کوئی چیز تقسیم کی جاتی تو آپ سیّد کو دوگنا حصہ دیتے اور فرماتے ایک زائد حصہ سیّد ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور کبھی کبھی یہ بھی اِرشاد فرماتے تھے کہ میرے پیر و مرشد قبلۂ عالم مجمع انوار لاثانی، پیر طریقت حضرت سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف میں مجدّدِ دین وملّت عظیم البرکت اِمام اہلسنّت و جماعت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تعلیم حاصل فرماتے تھے تو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی محبت اور احترام سے سیّد میاں فرماتے اور دوگنا حصہ دیتے۔

تعظیمِ سیّد کا ایک اور واقعہ:

۱۹۸۵ء میں خلیفہ مجاز پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کے آستانہ، واقعہ چاہ میراں لاہور پر حضرت مخدوم سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

کے عُرس مبارک کی تقریب میں حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز تشریف

فرماتے تھے تلاوت، نعت خوانی اور آپ کی تقریر کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ ختم شریف کے بعد تبرک شریف تقسیم ہونے لگا۔ باری باری سُنّت کے مطابق دائیں طرف سے تبرک کی تقسیم ہو رہی تھی۔ یکدم حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ آپ میں سیّد صاحب کون ہیں؟ اب جن صاحب پر تبرک کی تقسیم پہنچ چکی تھی وہ سیّد صاحب ہی تھے۔ تو فرمانے لگے شاہ صاحب کو دوگنا حصّہ دو۔ سادات کرام کے علاوہ صحابہ کرام اور اولیائے کرام ﷺ اور علمائے حق اہلسنت و جماعت کا نام بڑے ادب و محبت سے لیتے۔ اور جب کوئی بات کسی عالم دین کے متعلق فرماتے تو آپ کی زبان مبارک سے محبت بھرے، شیریں اور پُر خلوص کلمات ہی نکلتے تھے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اور دیگر برادرانِ طریقت کو بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا عالم ہو یا امام، حافظ ہو یا قاری ہر ایک کا احترام کرو۔

میں دُعائیں لینے آیا ہوں:

ایک مرتبہ آپ کے آستانہ عالیہ کے قریب ایک گاؤں فیض پور میں جلسہ تھا۔ جس میں ہمارے دادا پیر مجمع انوار لاثانی حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی صدارت تھی۔ اُس جلسہ میں آپ نے تقریر فرمائی آپ کا ارادہ تھا کہ بندۂ ناچیز بھی وہاں تقریر کرے۔ آپ نے بھی حکم فرمایا اور دادا مرشد نے بھی آپ سے فرمایا کہ منیر سے فرمائیں کہ یہ بھی تقریر کرے چنانچہ بندۂ ناچیز نے آپ کی موجودگی میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تقریر کی۔ جلسہ کے بعد مجمع انوار لاثانی حضرت پیر سیّد اصغر علی شاہ صاحب نے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ صاحب قدس سرہ العزیز کو دُعا کے لئے فرمایا۔ مگر آپ نے جواباً عرض کیا 'نہیں حضور آپ دُعا فرمائیں' پھر آپ نے فرمایا: منیر سے کہیں دُعا کریں اور خود بھی فرمایا 'بیٹا منیر دُعا کرو' تو حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا پتر منیر تمہارا امتحان ہے۔ تم دُعا نہ کرنا بلکہ عرض کرو حضور میں تو دُعائیں لینے آیا ہوں۔ جب آپ نے یہ بات فرمائی تو دادا مرشد مسکرانے لگے اور فرمایا:

حاجی صاحب بہت سمجھدار ہیں اور مسائل اور آداب طریقت میں ماہر اور راہنما ہیں۔

شیخ کے آستانہ عالیہ پر حاضری:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو اکثر پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب اور پیر چوہدری خوشی محمد یوسفی صاحب اور جناب محمد ظفر عاتف صاحب فیصل آباد کو کبھی کبھی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دادا پیر کے آستانہ عالیہ پر جانے کا اتفاق ہوتا۔ جب آپ آستانہ عالیہ میں داخل ہونے لگتے تو ہم سے فرما دیتے "بیٹا! یہ میرا پیر خانہ ہے۔ بے شک تم میرے مرید ہو لیکن میں یہاں پیر بن کر نہیں بلکہ مرید کی حیثیت سے حاضر ہو رہا ہوں" تو آپ ہم سے اپنی کتابوں والا تھیلا مبارک پکڑ لیتے اور اپنے جوڑے مبارک کو بھی خود ہی اُٹھاتے اور ہمیں تلقین فرماتے کہ بیٹا پیر خانہ پر مرید صادق کی طرح حاضری دینی چاہیے۔ پیر بن کر خود نمائی کے انداز میں نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ مرید بن کر نیاز مندی کے انداز سے آنا چاہیے۔ آپ اپنے شیخ کامل کے حضور دو زانوں ہو کر بڑے ادب و احترام سے بیٹھتے۔

اہلسنّت وجماعت علماء کرام:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو فرمایا کرتے تھے کہ "پتر منیر" جب تم تقریر کیا کرو اور دورانِ تقریر سنی عالم دین کی کوئی بات بیان کرو تو ساتھ اُن کا نام بھی لوگوں سے بیان کر دیا کرو تا کہ لوگوں کے دلوں میں اُن کی محبت بھی پیدا ہو۔ اہلسنّت وجماعت علماء کی محبت اور اُن کے دیدار کا شوق پیدا کرو۔ جب لوگ اہلسنّت وجماعت علماء کرام سے محبت کریں گے تو اُن کے پاس بیٹھیں گے۔ جب اُن کی پاس بیٹھیں گے تو علم کے نور سے اُن کے سینے بھی منور ہوں گے۔ اُن کا عقیدہ درست اور مضبوط ہوگا۔

بے دینوں سے بچنے کی تلقین:

بے دین لوگوں کی محبت سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، اچھے لوگوں کی صحبت

اور بُرے لوگوں کی صحبت کے اثرات کو آپ نے حدیث شریف کی روشنی میں بایں انداز بیان فرمایا ہے۔

صحبت نیکاں دی انج کر جانیں جیویں دکان عطاراں
بھاویں کچھ خریدیئے ناہیں لپٹاں آون ہزاراں
تے صحبت بداں دی انج کر جانیں جیویں دکان لوہاراں
بھاویں کچھ خریدیئے ناہیں چنگاں پین ہزاراں

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً [۱۳] "اچھے اور بُرے ساتھی کی مثال مشک کے اُٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے، مشک بردار یا تمہیں کچھ دے گا یا تم اُس سے کچھ خرید لو گے یا تم اُس سے اچھی خوشبو ہی پاؤ گے جبکہ بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تم اُس سے بدبو پاؤ گے (یہ حدیث شریف مختلف الفاظ کے ساتھ اِسی مفہوم سے کئی کتابوں میں ہے" ۔

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت:

آپ مریدین کو زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی تلقین فرماتے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف بیان فرماتے کہ

---

[۱۳] بخاری جلد ۲ ص ۸۳۰، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۱۰، مرآۃ جلد ۶ ص ۵۹۰، شرح السنہ جلد ۶ ص ۴۶۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۶۷۵، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۶۱، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۰۴۔

مَنْ یَّضْمِنُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمِنُ الْجَنَّةَ ۱۵؎

''جو مجھے اپنے دو جبڑوں اور دو پاؤں کے درمیان کی چیزوں کی ضمانت دے میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں''۔ یعنی اپنی زبان کو جھوٹ' غیبت' بہتان بازی اور الزام تراشی وغیرہ سے بچائے۔ اپنے منہ کو حرام سے محفوظ رکھے اور اپنی شرم گاہ کو زنا سے بچائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے:

تَجِدُوْنَ شَرَّالنَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذَا الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ ۱۶؎ ''تم قیامت کے دن بدترین لوگوں میں دو منہ والے کو پاؤ گے جو اُن کے پاس اور منہ سے جاتا ہے اور اُن کے پاس اور منہ سے آتا ہے''۔

یعنی اِدھر کچھ کہے اُدھر کچھ کہے۔ فرمایا کرتے کہ ''سب سے بڑا انسان دو منہ والا ہے''۔ اور حدیث شریف کی روشنی میں لوگوں کو تلقین فرماتے 'لوگو! اپنی زبان کو سنبھال کر رکھو کیونکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے۔

مَنْ کَانَ ذَا وَجْهَیْنِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِسَانٌ مِنْ نَّارٍ ۱۷؎ ''جو دنیا میں دو منہ والا ہوگا قیامت کے دن اُس کی زبان آگ کی ہوگی''۔

واقعہ:

آپ کے گاؤں میں ایسا ہی ایک شخص تھا جس کا طرزِ زندگی منافقانہ تھا۔ شب وروز اُس کا یہی کام تھا اِدھر کچھ کہا اُدھر کچھ۔ لوگوں میں لڑائیاں اور دشمنیاں ڈال دیتا تھا۔ جب اُس کا آخری وقت آیا۔ اُس کی عبرت ناک حالت لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کی۔ اُس کی زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی تھی بس یہی کہتا تھا ''دو'' یعنی روٹی' پانی' دوائی وغیرہ جب کوئی چیز مانگتا تو ''دو'' کہتا۔ نہ روٹی' پانی کا لفظ منہ سے نکلتا نہ دوائی کا چونکہ وہ دورنگ تھا اِس لئے دودودو کرتا ہی مر گیا۔ حضرت باباجی نگینہ

۱۵؎ بخاری السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۶۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۸۱۲ ص ۴۱۱ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۹۵۔ ۱۶؎ مشکوٰۃ ص ۴۱۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۰۳۔ ۱۷؎ مشکوٰۃ ص ۴۱۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۴۶ ابن حبان حدیث نمبر ۵۷۹۱ الادب المفرد حدیث نمبر ۱۳۱۰۔

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دورخی پالیسی سے روکا کرتے تھے اور آپ دوست احباب، عوام الناس اور سلوک کے راستہ کے مجاہدوں کو مندرجہ ذیل اشعار سنایا کرتے تھے۔

چھڈ کثرت پھڑ لے وحدت نوں
توں دل نوں لا لے اِک پاسے
دو بیڑیاں والا ڈُب مر دا
توں قدم ٹکا لے اِک پاسے

نالے دُنیا دے وچ لت رکھ لئے
نالے درویشی والا کچھ رکھ لئے
پکھا مر دا پرونا دو گھر دا
جیہڑی لبھدی او کھا لے اِک پاسے

نت منگ ناں اے راہ ابراراں دا
چھڈیں ساتھ ناں توں بدکاراں دا
دو خصماں والی رن نہ وے
تو عقد پڑھا لے اِک پاسے

اوہنوں کدھے نہ ماہی ملدا
جیہڑا دو تیراں دا سانجھا
اِکو پاسہ رہنا ہیرے
چاہے کھیڑے چاہے رانجھا
چاہے جہاں رکھو چاہے یار رکھو

بے کار زبان چلانے والوں کو فرماتے یہ وہ تلوار ہے جب اس کو بے مقصد چلاؤ گے تو یہ کُند ہو جائے گی جب اسے بے مقصد بولنے سے روکو گے تو بے شمار

فائدے حاصل ہوں گے۔عزت بچ جائے گی۔وقار بلند ہوگا۔لہٰذا فرمایا کرتے۔

منوں بول کے نہ گنواویں تے چپ وچ لکھ پردے

اور پھر بڑے نصیحت بھرے انداز میں فرماتے۔

یوسفؑ بھید دس ویراں ہتھوں کھوہے پے گیا
جدوں چپ وٹی تے مصر والی شاہی لے گیا

رجوع الی اللہ کی تعلیم:

ایک مرتبہ ایک خاتون آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئی اور کہنے لگی بابا جی سرکار دعا فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے صحت وتندرستی عطا فرمائے۔میری ٹانگوں، گھٹنوں اور سر میں درد رہتا ہے۔حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بی بی دعا تو میں کر دیتا ہوں لیکن کیا میں تجھے ایسا طریقہ نہ بتادوں کہ پھر کبھی ساری زندگی یہ دردیں نہ ہوں اور دواؤں پر بھی روپیہ پیسہ خرچ نہ کرنا پڑے۔وہ کہنے لگی حضور اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ کچھ خرچ بھی نہ کرنا پڑے اور میرا کام بھی ہو جائے۔آپ فرمانے لگے'اچھا بی بی ایسا کرو کہ تم آج سے پانچ وقت کی نماز اور تہجد پڑھنا شروع کر دو تمہاری تمام دردیں ٹھیک ہو جائیں گی۔اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حضور رکوع میں جاؤ گی'کبھی سجدہ میں جاؤ گی' قیام کرو گی تو عبادت کے ساتھ ساتھ تیرے خون کی گردش بھی تیز ہوگی۔پھر آپ نے اُس بی بی کے لئے دعا بھی فرمائی۔اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے آپ کی دعا کی برکت سے اُس بی بی کو دردوں سے مکمل نجات عطا فرمائی۔

سر درد کا خاتمہ:

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک مائی اماں جی حضور سرکار بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور بہت عرصے سے سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں

کبھی کبھی اتنا درد ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کہ میرا سر پھٹ جائے گا۔ آپ مجھے کوئی تعویذ عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بی بی تعویذ بھی دے دیتا ہوں۔ لیکن میری ایک نصیحت ہے اس پر عمل کروگی تو آئندہ کبھی سر میں درد نہیں ہوگا۔ فرمایا: نمازِ تہجد پڑھا کرو اور نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کیا کرو۔ اس بی بی نے پابندی سے نمازِ تہجد، اور نماز پنجگانہ ادا کرنا شروع کر دیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اُسے سر درد سے آرام عطا فرمادیا۔ کچھ عرصہ تک وہ بی بی نماز پڑھتی رہی ایک دن پھر آگئی اور عرض کیا حضور میرے سر میں پھر درد شروع ہو گیا ہے۔ تو صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں ابا جی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بی بی ہو سکتا ہے تم نے نمازِ تہجد پڑھنا چھوڑ دی ہو۔ اس نے کہا نماز پڑھتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں معلوم ہوتا ہے تم نے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہا نہیں بابا جی میں پڑھتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا! ٹھیک ہے چلو پھر دُعا کرو۔ اگر تم نمازِ تہجد پڑھتی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہارا سر درد ٹھیک کر دے اور اگر نہیں پڑھتی تو اور لگا دے تو پھر اُنہی قدموں پر وہ کہنے لگی نہیں بابا جی میں نمازِ تہجد نہیں پڑھتی تو آپ نے فرمایا: نمازِ تہجد پڑھا کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہیں شفاء عطا فرمائے گا۔

جنات کا زیارت کے لئے حاضر ہونا:

ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا حضور میں نے سنا ہے آپ کے پاس بہت سے جنات' آپ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ سرکار سے بیعت کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک جن مجھے بھی دے دیں۔ حضرت بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات سن کر فرمانے لگے پہلے تم شریعت پاک کی پابندی کرو۔ نمازیں پڑھو داڑھی رکھو رزقِ حلال کھاؤ' حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرو پھر ایک جن کیا جتنے چاہو گے اتنے جنات خود ہی مل جائیں گے۔

مقروض کا علاج:

ایک مرتبہ ایک شخص آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور میں بہت مقروض ہوں آپ دُعا فرمائیں میرا قرض اُتر جائے۔ آپ سرکار نے فرمایا بیٹا نماز پڑھا کرو اور داڑھی شریف رکھ لو اور جس طرح سوئیوں والی مشین سے سویاں نکلتی ہیں تیری داڑھی کے بال بھی اُسی طرح نکلیں گے تو تجھے قرضوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی ہوا' زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مذکورہ شخص کو قرضوں سے نجات حاصل ہو گئی۔

شاہد رفیق تمیمی یوسفی کا واقعہ:

عزیزم شاہد رفیق تمیمی یوسفی کی والدہ نے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی سے فرمایا کہ ہم نے شاہد کی شادی کرنی ہے تو آپ اِسے اِجازت دیں کہ داڑھی صاف کروا لے۔ بندہ نے اِستغفار پڑھتے ہوئے معافی مانگی اور اُن سے کہا حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں اُن سے اِجازت لے لو۔ میرا مقصد یہ تھا آپ اُن کو سُنّت کی پابندی کی ہی تلقین فرمائیں گے اور سُنّت مبارکہ کی مخالفت سے روکیں گے۔ اُن دِنوں آپ خلیفۂ مجاز پیر طریقت حضرت سیّد ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاں علاج معالجہ کے لئے تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ عزیزم شاہد رفیق تمیمی یوسفی اپنے والد گرامی محمد رفیق تمیمی یوسفی کے ساتھ حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس وہاں حاضر ہوئے۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں سے مصروف گفتگو تھے' دونوں باپ بیٹے نے موقع پا کر سلام و نیاز حاصل کیا تو عزیزم شاہد رفیق تمیمی یوسفی نے عرض کیا میرے گھر والے میری شادی کرنا چاہتے ہیں اور والد صاحب مجھے کوئی کاروبار کرانے کا بھی اِرادہ رکھتے ہیں، آپ دُعا فرمائیں کاروبار ٹھیک ہو جائے۔ اگلا سوال کرنے سے پہلے حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بیٹا داڑھی بڑھا لو اور سُنّتِ رسول ﷺ کے مطابق داڑھی رکھ لو کاروبار ٹھیک ہو جائے گا۔

عزیزم شاہد رفیق تبسمی یوسفی کا کہنا ہے کہ جب سوال کرنے سے پہلے جواب سن لیا تو مزید کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

شریعتِ مبارکہ سے والہانہ محبت:

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ شریعتِ مصطفیٰ ﷺ پر سختی سے کاربند تھے۔ جب بھی شریعتِ مصطفیٰ ﷺ کی کوئی بات ہوتی تو آپ حق بات فرماتے نہ اولاد کو دیکھتے تو نہ مریدین کو اور نہ ہی رشتہ داروں کو۔

مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت:

آپ حضور نبی پاک ﷺ کے اِس فرمان کہ "تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والدین، اولاد اور جمیع انسانیت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" کی صحیح معنوں میں منہ بولتی تفسیر تھے۔ آپ فنافی الرسول ﷺ تھے۔ معمولاتِ زندگی میں سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا بھی تھے اور تعلیم و تربیت میں ماہر بھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے آپ کو یہ اعزاز بخشا تھا کہ آپ کے قول و فعل میں مطابقت تھی۔

بیت الخلاء میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھتے اور بیت الخلاء جانے کی یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ ۱۸؎

"اے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) بلاشبہ (بے شک) میں تیرے ساتھ پناہ لیتا ہوں ایذا پہنچانے والے نر شیطانوں اور جنّوں

۱۸؎ ابن ماجہ ص۲۶، مشکوٰۃ ص۴۲، مسلم جلد۱ ص۱۶۳، بخاری جلد۱ ص۲۶، جلد۱ ص۹، ترمذی جلد۱ ص۷، مسند احمد جلد۳ ص۹۹، جلد۳ ص۳۶۹، داری جلد۱ ص۱۷۱، شرح السنۃ جلد۱ ص۲۸۲، فتح الباری جلد۱ ص۲۴۳، ۲۴۳، کتاب الاذکار ص۲۱۔

سے اور ایذا پہنچانے والے مادہ شیطانوں اور جنوں سے۔"

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو پہلے دایاں پاؤں بیت الخلاء سے باہر نکالتے اور یہ دُعا پڑھتے:- **غُفْرَانَکَ** ۱۹

"(اے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میں تجھ سے بخشش و مغفرت طلب کرتا ہوں۔" یا یہ دُعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ۲۰

"سب ثنائیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے واسطے ہیں۔ وہ ذات کہ جس نے ہم سے تکلیف دُور فرمائی اور ہمیں عافیت عطا فرمائی۔"

علاوہ ازیں لینے دینے کی چیزیں دائیں ہاتھ سے لیتے دیتے۔ حدیث پاک کے حوالے سے فرمایا کرتے کہ جو کام ہم دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں شیطان وہی کام بائیں ہاتھ سے کرتا ہے، جو کام ہم بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں، شیطان وہی کام دائیں ہاتھ سے کرتا ہے۔ آپ تعلیم فرماتے' ہم نے اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی پیروی کرنا ہے اِسی میں ہماری زندگی، اِسی میں ہماری کامیابی اور اِسی میں ہماری روحانی ترقیاں ہیں۔

ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت:

حضرت غوث الثقلین قطب الاقطاب شیخ شیوخ سیّد عبدالقادر جیلانی اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کے مطابق ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت سُنّت اور شریعت کا عین اتباع ہے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اِس قول کے مصداق تھے۔

---

۱۹ ترمذی جلد ۱ ص ۷، ابن ماجہ ص ۲۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۵۵، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۲۶۲۔ ۲۶۱، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۵۶، کتاب الاذکار ص ۲۲، کتاب السنی ص ۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۱۲، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۸۵، مشکوٰۃ ص ۴۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۴۸، جامع صغیر جلد ۱ ص ۲۶۵ تحفۃ الذاکرین ص ۱۴۴۔ ۲۰ ابن ماجہ ص ۲۶، مشکوٰۃ ص ۴۳

عاشقِ رسول ﷺ جو آج بھی دیکھا جا سکتا ہے:

جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں حضور بابا جی سرکار نگینہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یاد میں عرس کی تقریب انعقاد پذیر تھی۔ قصور سے ایک عالم دین جن کا نام حضرت مولانا ابوالضیاء محمد اصغر مدظلہ العالی ہے۔ اُنہوں نے تقریر کے دوران بہت ہی خوبصورت، عشق ومحبت کے نور سے بھرپور واقعہ سنایا۔ حضرت مولانا ابوالضیاء مدظلہ العالی نے فرمایا' جب حضور قبلہ بابا جی نگینہ سرکار صاحب قدس سرۃ العزیز حج کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری دی تو ایک دن دوستوں سے فرمانے لگے کیا آپ حضرات نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عاشق کا دیدار کرنا ہے؟ ایسا عاشق جس نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا دیدار کیا ہے۔ جو آج بھی دُنیا میں موجود ہے۔ لوگ بہت حیران ہوئے وہ کون سا عاشق ہے جس نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا دیدار کیا ہے؟ آپ نے دوستوں سے فرمایا: اُس عاشقِ رسول ﷺ کا نام ہے ''اُحد پہاڑ''۔ پھر آپ اپنے دوستوں کو لے کر اُحد پہاڑ کے پاس گئے اور فرمایا وہ ہے عاشقِ رسول ﷺ۔ پھر آپ نے حدیث شریف بیان فرمائی جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ خیبر میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ گیا میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا پھر جب آپ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے اور مدینہ شریف کے قریب پہنچے اور اُحد پہاڑ نظر آیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ [21] ''یہ پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اِس سے محبت فرماتے ہیں''۔

---

[21] مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۹' بخاری حدیث نمبر ۴۰۸۳' مسلم حدیث نمبر ۱۳۶۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۱۹۷' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۷۱۶۹' ۱۷۱۷۰' ترمذی حدیث نمبر ۳۹۲۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۵۲' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۳' شرح السنہ جلد ۴ ص ۱۹۱' موطا امام مالک حدیث نمبر ۸۹۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۴۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۷۲۔

حضرت مولانا ابوالضیاء محمد اصغر مدظلہ العالی فرماتے ہیں جب حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حدیث شریف سنا رہے تھے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اِنتہائی رقت اور محبت کا ماحول دیکھنے میں آیا۔ اُحد پہاڑ کی زیارت کے وقت رقت آمیز منظر دیدنی تھا۔

سُنّتِ مبارکہ کی پیروی:

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے بندۂ مومن کو اشرف المخلوقات بنایا ہے جبکہ ایسا شخص جو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور اُس کے محبوب ﷺ کا مخالف ہو وہ جانوروں سے بدتر شمار ہوتا ہے۔ اللہ جل سلطانہ کی بندگی اور رسول کریم ﷺ کا کامل اتباع کرنے والا فرشتوں سے برتر ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کافروں اور جانوروں سے مختلف ہے۔ اس لئے کہ وہ حضور نبی پاک ﷺ کا اُمتی ہونے کے ناطے سے سرکارِ کائنات ﷺ کی پاک مقدس طیب طاہر مطہر زندگی کو اپنے لئے نمونۂ حیات بناتا ہے۔ جب یہ ہر کام کے کرنے میں حضور نبی پاک ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور زندگی کا ہر لمحہ اِطاعتِ مصطفیٰ ﷺ میں گزارتا ہے تو اِرشادِ خداوندی کے مطابق مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۲۲ پر عمل ہو جاتا ہے کہ "جس نے رسول (ﷺ) کی اِطاعت کر لی اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی اِطاعت کر لی"۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی اِطاعت کے بغیر ربِّ کائنات کی اِطاعت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ عظیم ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۲۳ "اور میں نے جن اور اِنسان نہیں بنائے مگر اِس لئے کہ وہ میری بندگی کریں"۔

اِس حکم پر عمل بھی تب ہی ہو سکتا ہے جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی

---

۲۲ النساء: ۸۰۔ ۲۳ الذاریات: ۵۶۔

صحیح معنوں میں اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی بندگی، مصطفیٰ کریم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں اور جب ہر کام میں حضور ﷺ کی پیروی اور اطاعت ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی خصوصی عنایات کی بارشیں ہوں گی۔ حقیقتاً وہ انسان نہایت ہی خوش نصیب ہوتا ہے جو ہر کام میں حضور ﷺ کی پیروی اور اطاعت کرے اور سُنّت مصطفیٰ ﷺ کی پابندی کرتا ہے اور پھر آج کے پُرفتن دور میں ایک سُنّت کو زندہ کر دینا بہت بڑے انعام کا ذریعہ ہے۔

پیر طریقت، رہبر شریعت، امین علم لدنی، قطب جلی، حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ اُن نفوس قدسیہ و عاشقان مصطفیٰ ﷺ میں سے تھے جن کا اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا، رہنا سہنا، لینا دینا، اوڑھنا بچھونا، دیکھنا بھالنا، بولنا چالنا سرور کائنات حضور نبی پاک ﷺ کی سُنّت مبارکہ کے عین مطابق تھا۔ آپ تمام اُمور اور احوال میں یکساں شاہراہِ سُنّت پر گامزن نظر آتے تھے۔ آپ شریعت اور طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ شریعت کے بھی جامع اور طریقت کے بھی جامع۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت سُنّت اور شریعت کا اِتباع تھا۔ آپ دُنیا میں آخری وقت تک سُنّت مبارکہ، شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا رہے۔ ایسی مثالیں اولیاء اللہ سلف میں بھی ملتی ہیں۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ تم نے اُن کی وفات کے وقت کیا مشاہدہ کیا، خادم نے کہا کہ جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا اور پیشانی پر (موت کا) پسینہ آ گیا تو اُنہوں نے اِشارہ کیا کہ مجھے وضو کرا دو، میں نے اُن کو وضو کرایا لیکن میں اُن کی داڑھی شریف میں خلال کرنا بھول گیا تو اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اُنگلیوں کو اپنی داڑھی شریف میں خلال کیلئے ڈال لیا۔ (سبحان اللہ!) یہ تھا سُنّتِ نبوی ﷺ کا پاس اور ادب، یہ تھے سلف صالحین۔

گلاب دیوی ہسپتال میں واقعہ:

۱۹۸۹ء میں آپ لاہور گلاب دیوی ہسپتال میں داخل تھے اور بہت سخت بیمار تھے۔ وہاں ایک دن جب آپ کو دودھ پلانے کیلئے اُٹھا کے بٹھایا گیا تو سر مبارک کی ٹوپی تکیہ پر رہ گئی۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے دودھ کے پیالے کو منہ نہ لگایا اور فرمایا کہ پہلے ٹوپی میرے سر پر رکھو ٹوپی سر پر رکھی گئی تب آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ آخری دنوں میں بیماری کی وجہ سے سخت نقاہت تھی تو آپ کے صاحبزادگان والا شان میں سے کوئی نہ کوئی آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے۔ جب آپ کو کھانا کھلایا جاتا تو آپ فرماتے پہلے میرے ہاتھ دُھلا دو کیونکہ ہاتھ دھو کر کھانا' کھانا سُنّت ہے۔ آپ کے صاحبزادگان آپ سے عرض کرتے، حضور آپ اپنے ہاتھ سے تو کھانا نہیں کھا رہے بلکہ ہم کھانا کھلا رہے ہیں تو آپ فرماتے کہ حدیث پاک میں ہے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ آپ فرماتے' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد ہے بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَ الطَّعَامِ ''کھانے کی برکت کھانے سے پہلے وضو یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔'' آپ فرماتے بے شک میں اپنے ہاتھ سے نہیں کھا رہا لیکن کھانا تو میں ہی کھا رہا ہوں۔ اِس لئے میرے ہاتھ دُھلا دو۔ آپ اپنے محبوب آقائے کائنات ﷺ کے عشق ومحبت میں فنا تھے۔ اِس لئے ایک پل بھی سُنّت مبارکہ کے خلاف جانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

ہر نماز عمامہ شریف کے ساتھ:

آپ ہمیشہ سر پر عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھتے۔ بندۂ ناچیز نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۹ء تک ایک دن بھی آپ کو عمامہ شریف کے بغیر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے اور مریدین کو ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنے

والی حدیث شریف بھی سُناتے تھے۔ جس کے راوی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِسِ ۲۴ ''ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ کا ہے''۔ وہ برادرانِ طریقت جنھیں آپ نے دستارِ خلافت عطا فرمائی تھی انھیں فرمایا کرتے تھے کہ سر پر عمامہ شریف باندھا کرو اور جہاں بھی جاؤ عمامہ شریف باندھ کر جاؤ۔

آپ عمامہ شریف کی بڑی فضیلت بیان فرماتے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے وہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سماعت کا اعزاز رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَآءُ الْمَلٰئِکَةِ وَاَرْخُوْھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ ۲۵

''تم عمامے اختیار کرو (یعنی عمامہ شریف باندھا کرو) یہ فرشتوں کی علامت ہے اور ان کے (شملے) اپنی پشتوں کے پیچھے لٹکاؤ۔'' پھر فرماتے ہیں، عمامہ شریف کے ساتھ ایک نماز، بغیر عمامہ شریف کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

بغیر ٹوپی کے فوٹو:

اگر کوئی صاحب آپ کی ایسی فوٹو دیکھے جس میں آپ کے سر پر صرف ٹوپی دکھائی گئی ہے تو وہ ایک ایسے معمول کی حالت ہے جبکہ آپ گھر میں مطالعہ فرماتے تھے یا بیت الخلاء میں جاتے یا بیماری کی حالت میں تھے لیکن آپ جب بیمار تھے تو نماز کے وقت تب بھی سر پر عمامہ شریف باندھ لیتے تھے۔ آپ کا عمامہ شریف دس گز لمبا ہوتا تھا اور ہمیشہ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔

عاشقِ رسول ﷺ سے محبت:

آپ فرماتے' جس کے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور سرکارِ کائنات

---

۲۴ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۷' مشکوٰۃ ص ۳۷۴' ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۹۔ ۲۵ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۶' مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔

ﷺ کا عشق ہے اُس کی عزت و تکریم کرو چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔ آپ فرماتے تھے جو شخص نماز روزے کا پابند ہو، زکوٰۃ بھی دیتا ہو، حاجی بھی ہو، مگر حضور ﷺ، اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا گستاخ اور بے ادب ہو اُس کی نمازیں، روزے اور دیگر عبادات اُس کے منہ پر ماری جائیں گی۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے ایک ہوتا ہے مسئلہ اور ایک ہے مسئلوں کی اصل اور تمام مسئلوں کی اصل ہے تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ سے محبت۔ جو شخص نبی محترم ﷺ کی بے ادبی کرتا ہے وہ ایمان دار نہیں ہو سکتا اور جب ایمان ہی نہ ہوگا تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے نیک اعمال کیا سنواریں گے۔ ایمان کی مثال جسم میں روح یا جان کی طرح ہے۔ جس طرح جسم میں روح نہ ہو تو جسم بے جان ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ اعمال جن میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور ایمان نہ ہو وہ بے کار ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ چار قسم کے لوگوں کی بخشش نہیں ہوگی۔

(۱) کافر (۲) مشرک (۳) منافق اور (۴) بے ادب

یہ لوگ لاکھ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں۔ ایمان اور ادب کے بغیر ان کی مثال ایسے ہے جیسے ریت کا محل جو تیز ہوا کے تھپیڑوں سے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔

"ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں"۔

مطالعہ کے شہنشاہ:

پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا صوفی حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ انگوری باغ سکیم شالامار باغ لاہور والے فرماتے تھے: ایک روز حضرت مولانا ضیاء اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اور مفتی محمد یونس نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا ذکر ہوا۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور آپ کے بارے میں علمائے کرام نے قیمتی

خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب مدظلہ العالی نے اِس موقعہ پر فرمایا کہ ''ہم مطالعہ کے شہنشاہ سے محروم ہو گئے ہیں''۔ سبحان اللہ! کیا پُر خلوص اندازِ گفتگو ہے۔

واقعی حقیقت ہے، جو کتاب آپ کے ہاتھ لگ جاتی تھی وہ اپنی قسمت پر ناز کرتی تھی کہ چھپنے کا حق ادا ہو گیا ہے۔ آپ سینکڑوں روپے خرچ کر کے کتاب حاصل فرمایا کرتے۔ اگر ایک حوالہ بھی مل جاتا تو فرماتے کہ کتاب کی قیمت مل گئی۔

فتح الباری کا حوالہ:

فتح الباری شرح بخاری میں ایک حوالہ دیکھا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط پڑ گیا اور ایک صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ کائنات ﷺ کے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا:
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ: اِئْتِ عُمَرَ ۲۶ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے پانی لے دیجئے اُمت ہلاک ہو رہی ہے۔ اُن صحابی کے خواب میں ایک (خوبرو) مرد (جناب سرکار مدینہ ﷺ) تشریف لائے (اور انہیں بارش کی بشارت عطا فرمائی اور) فرمایا: (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ (ور اُن سے کہو کہ نماز استسقاء پڑھیں۔)'' اِس ایک حوالے کو دیکھنے کیلئے آپ نے ۱۹۷۷ء میں سترہ سو روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح بخاری خریدی اور فرمانے لگے کہ مجھے حوالہ مل گیا میری رقم مجھے مل گئی۔

اندازِ مطالعہ:

مطالعہ کے میدان میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جس انداز میں اور جس محنت سے آپ دن رات مطالعہ فرماتے تھے آپ کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ اوائل عمر میں

۲۶ فتح الباری جلد ۲ ص ۶۳۰۔

جب آپ حج شریف کیلئے تشریف لے گئے وہاں آپ نے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرتب کردہ احادیث کی کتاب "جامع صغیر شریف" خریدی۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو یہ بات سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب نبی الانبیاء حبیب کبریا رحمۃ اللعالمین سرورِ کون و مکاں حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے دیار پاک میں حاضری نصیب ہوئی تو روضۂ پُر انوار کے سامنے بیٹھ کر ساری جامع صغیر شریف حضور ﷺ کو سنائی۔ آپ نے اِس کتاب کی زیارت بھی کروائی جو آج بھی آپ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے آپ کی لائبریری میں ہزاروں کتابیں ہیں اور آپ نے ہر کتاب کے ہر ہر صفحہ اور سطر کا مطالعہ فرمایا ہے اور حوالہ جات بھی لگائے ہیں۔ حوالے لگانے کے بے مثال انداز کی کتابوں کے صفحات گواہی دیتے ہیں۔

حوالہ جات:

حوالہ جات کس طرح لگاتے تھے؟ مثلاً ایک حدیث پاک بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، دار قطنی، بیہقی، مستدرک حاکم اور مسند احمد وغیرہ تمام کتابوں میں موجود ہے تو سب کتابوں میں دیگر تمام کتابوں کے صفحہ اور جلد نمبر لکھتے۔ اگر کوئی علم دوست صحیح بخاری میں کسی حدیث پاک کا حوالہ دیکھنا چاہتا ہے اور یہ حدیث دیگر کئی کتابوں میں بھی موجود ہو تو صحیح بخاری کے جس صفحہ پر مطلوبہ حدیث ہوگی وہاں دیگر اُن تمام کتابوں کے حوالہ جات بھی درج ملیں گے۔ یعنی اُن کی جلد اور صفحہ نمبر۔ اِسی طرح تمام کتابوں پر اتنی ہی محنت کر کے حوالہ جات لگائے ہیں۔

اَخلاق واَوصاف:

ایک ولی کامل میں جو صفات ہوتی ہیں وہ آپ میں بدرجۂ اَتم موجود تھیں جیسے قطب الاقطاب، فرد الاحباب شیخ الشیوخ العالم غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اِرشادِ مبارک ہے کہ مسندِ ولایت کے سجادہ نشین میں بارہ صفات ہوتی ہیں؛ دو صفات اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حدی

دو صفات رسولِ کریم ﷺ کی اور آٹھ صفات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی۔
دو صفات اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی (۱) ستار، (۲) غفار۔
دو صفات رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی (۳) شفیق، (۴) رفیق۔
دو صفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۵) صادق، (۶) مصدق۔
دو صفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی (۷) امر بالمعروف (کرنا)، (۸) نہی عن المنکر (کرنا)
دو صفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی (۹) عابد، (۱۰) سخی۔
اور دو صفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی (۱۱) شجاع، (۱۲) عالم۔

آپ حلیم الطبع اور کریم النفس تھے۔ عجز و انکساری آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔ عفوو درگذر کرنا آپ کے اوصاف کی زینت تھا۔ اگر کوئی تلخ کلامی یا درشت روئی سے پیش آتا یا کوئی زیادتی کرتا تو آپ بڑے پیارے اور محبت بھرے انداز میں جواب عطا فرماتے۔ بلکہ اکثر اوقات زیادتی برداشت کرتے ہوئے خاموشی اختیار فرماتے تھے۔ آپ کے جواب نہ دینے کی وجہ سے زیادتی کرنے والے کو جلد ہی احساس ہو جاتا تھا اور اپنے کئے پر پچھتاتا ہوا معافی مانگنے آ جاتا تھا۔ آپ شفقت فرماتے ہوئے درگزر سے کام لیتے تھے۔

آپ اتنے خوش اخلاق تھے کہ جو شخص بھی آپ سے ملنے آتا تھا، چاہے پہلی دفعہ ہی زیارت کیلئے آیا ہوتا وہ محسوس کرتا جیسے آپ اُس سے پہلے ہی سے واقف ہیں اور خوب جان پہچان ہے۔ نہ صرف یہ کہ دل کے غنی تھے بلکہ ہاتھ کے بھی سخی تھے۔ ذاتی طور پر آپ کا کسی سے عناد یا دشمنی یا بغض نہیں تھا۔ آپ کی محبت اور مخالفت صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور اُس کے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کیلئے ہوتی تھی۔ وہ اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ ستودہ جن پر

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک مرد مومن کو عمل پیرا ہونے کا حکم فرمایا ہے وہ آپ کی شخصیت کا حسن اور زینت تھے۔ سو ہر کوئی دیکھنے والا یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کہ آپ واقعی مردِ خدا ہیں۔

آپ کا سونا کیسا تھا؟

آپ ہمیشہ باوضو اور دائیں کروٹ سوتے تھے۔ وضو کے معاملے میں بہت مضبوط اور صاحبِ استقامت تھے۔ جونہی قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تو ہی وضو فرما لیتے اور فرماتے وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ آپ کے پاس ایک بڑا لوٹا ہوتا تھا اُس لوٹے کے پانی سے پہلے اِستنجا کر لیتے پھر وضو فرما لیتے۔ اَحباب کو فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگوں نے منہ تو دھونا ہی ہوتا ہے تو پورا وضو کر لیا کرو۔

تحفے اور ہدیئے:

دینِ اِسلام ہمدردی' خلوص' ایثار' قربانی' محبت اور اَمن وسلامتی کا درس دیتا ہے۔ اللہ والے اِن تمام خصائل اور فضائل کا نمونہ عملی طور پر دُنیا کو پیش کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ قدس سرہ العزیز اِن خصائل وفضائل کے جامع تھے۔ ربِّ ذوالجلال والاکرام کے فضل وکرم سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی "مقدس حیاتِ طیبہ" کے عظیم نمونہ مبارک کے حامل تھے۔

دوست اَحباب سے بے لوث اور بے غرض محبت فرماتے تھے۔ اَحباب کی جیبوں کی طرف نظر نہیں رکھتے تھے۔ لالچ وطمع کی بُرائی سے بچے ہوئے تھے۔ جہاں کہیں تبلیغِ دین اور مختلف محافل میں تشریف لے جاتے، مدعوین سے نہ تو کرایہ مانگتے اور نہ نذرونیاز کی تمنا رکھتے۔ اگر کوئی شخص نذرانہ پیش کرتا تو اِنکار نہ فرماتے اور "سنتِ ہدیہ" کے طور پر قبول فرما لیتے۔ جب کوئی عقیدت مند اور مرید نذرانہ پیش کرتا تو کبھی نہ دیکھتے کہ کیا دیا ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اکثر دیکھا کہ نذرانہ دینے والے

اگر ایک دو یا پانچ روپے نذرانہ پیش کرتے تو آپ بغیر دیکھے قبول فرما لیتے۔

دوستوں کے ہدایا اور تحفے قبول کرنا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّت مبارکہ ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہدیوں اور تحفوں کو محبت بڑھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: تَهَادَوْا وَتَحَابُّوْا ۲۷ باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو باہم محبت ہوگی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ نہ کچھ روزانہ آپ ﷺ کے آستانہ اقدس بھیجا کرتے تھے اور خصوصیت کے ساتھ اُس دن بھیجا کرتے تھے جس دن آپ ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضرت ہشام علیہ الرحمہ اپنے والدِ گرامی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ ۲۸ "لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو تحفے بھیجنے میں (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی باری کے منتظر رہتے"۔

خوشبو کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ ۲۹ جسے خوشبو تحفہ میں پیش کی جائے وہ اُسے واپس نہ کرے اُس کا بوجھ ہلکا ہے۔ خوشبو اچھی ہے۔

---

۲۷ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۳۳' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۴۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۶۹' نصب الرایہ جلد ۴ ص ۱۲۱-۱۲۰' تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۶۹' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۰۵۰' ۱۵۰۵۵' قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ حدیث نمبر ۱۹۹۔ ۲۸ بخاری جلد ۱ ص ۵۳۴۔ ۲۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۱۶' مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۸۶' مسلم حدیث نمبر ۲۲۵۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۹۲' شرح السنہ جلد ۶ ص ۲۰۵' ترمذی حدیث نمبر ۲۷۹۱' نسائی حدیث نمبر ۵۲۵۹۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيْبٌ فَرَدَّهُ ۳۰؎ "میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کو خوشبو ہدیہ کے طور پر پیش کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے واپس فرمائی ہو"۔

دوسری روایت میں الفاظ اِس طرح ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ۳۱؎ "نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے"۔

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدُّهُ فَاِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ ۳۲؎ "جب تم میں کسی کو خوشبو تحفہ کے طور پر پیش کی جائے تو اُسے واپس نہ کرے اس لئے کہ یہ جنت سے آئی ہے"۔

اگرچہ دوسرے ہدیے بھی واپس کرنا خلافِ اخلاق ہے مگر خوشبو واپس کرنا بہت ہی خشک مزاجی کی دلیل ہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ قدس سرہ العزیز کسی سے ہدیہ کی تمنا نہیں رکھتے تھے مگر ملنے کی صورت میں ٹھکراتے نہیں تھے۔ جب کوئی دوست آپ کی خدمت میں کپڑے پیش کرتا تو آپ اُس کے لئے دُعا فرماتے یا اللہ جل جلالک اِس نے میرا پردہ رکھا ہے تو اِس کے پردے رکھنا۔ یعنی اِس نے بدن کو چھپانے کے لئے کپڑے دیئے ہیں اِس کے عیب چھپانا۔

آپ ﷺ کے لئے کپڑے کا تحفہ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عورت (نام نامعلوم) ایک بُردہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس لے کر آئی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جانتے ہو بُردہ کسے کہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں! چادر کو، جس کے کنارے پر حاشیہ ہو۔ اُس عورت نے آپ

۳۰؎ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۰۵۔ ۳۱؎ بخاری حدیث نمبر ۵۹۲۹، نسائی حدیث نمبر ۵۲۵۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۱۷، مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۸۸۔ ۳۲؎ ترمذی حدیث نمبر ۲۷۹۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۰۵۔

ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بُنی ہے۔ آپ ﷺ کو ضرورت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی اور آستانہ مبارک کے اندر تشریف لے گئے اور اُسی چادر کو باندھ کر باہر تشریف لائے۔ ہم لوگوں میں سے ایک شخص (عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ) نے اُسے چھوا اور عرض کرنے لگا' (کیا ہی عمدہ چادر مبارک ہے؟) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ مجھے عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! پھر تھوڑی دیر تک جب تک اللہ (عزوجل) کو منظور تھا آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے۔ بعد ازیں آپ ﷺ اپنے آستانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور (وہی) چادر تہ کر کے اُن (یعنی حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دی۔ لوگ اُن سے کہنے لگے' تم نے اچھا نہیں کیا۔ یہ چادر رسول اللہ ﷺ سے مانگی' تم جانتے (بھی) ہو کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے' میں نے یہ چادر اس لئے تو نہیں مانگی کہ پہنوں۔ بلکہ اللہ (عزوجل) کی قسم میں نے یہ (چادر) اس لئے لی ہے کہ جس دن میں مروں گا تو یہ میرے کفن کے لئے کام آئے گی۔ (حضرت) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اُن کے کفن میں یہ چادر (مبارک) لگائی گئی۔ ۳۳

چھتیس آدابِ طعام:

آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کھانے کے چھتیس (36) آداب بیان فرمایا کرتے تھے اور کبھی بھی کسی نے آپ کو ایک ادب کے بھی خلاف عمل کرتے نہیں دیکھا۔ آپ فرمانِ مصطفیٰ کریم ﷺ سنایا کرتے کہ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ ۳۴ "جس نے اُمت کے بگڑتے وقت میری سُنت کو مضبوط تھاما تو اُسے سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوگا"۔

۳۳ بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۲۔ ۳۴ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۸۰' مشکوٰۃ ص نمبر ۳۰' حدیث نمبر ۱۷۶۔

بوقتِ طعام و آدابِ طعام:

ویسے تو آپ تبلیغ و ترویجِ دین میں ہی اتنے منہمک ہوتے تھے کہ کھانے کی بھی فکر نہ ہوتی تھی۔ بعض اوقات بار بار عرض کر کے کھانا پیش کیا جاتا تھا۔ جب کھانا کھاتے تو سنّتِ نبوی ﷺ کا پورا پورا خیال فرماتے۔ کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے اگر کسی دعوت میں کھانے کا موقع ہوتا تو حاضرین کے ہاتھ دُھلانے کے لئے صاحب خانہ کو حکم فرماتے اور جب میزبان مہمانوں کے ہاتھ دُھلانے لگتا تو آپ فرماتے کہ دائیں طرف سے شروع کرو۔ جس کے ہاتھ دُھلاؤ پھر اُس کے دائیں جانب والے دوست کے ہاتھ دُھلاؤ۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ ہاتھ دُھلانے کے بعد دستر خوان بچھایا جاتا۔ کھانا رکھا جاتا' کھانے کی تقسیم بھی دائیں طرف سے کرواتے اور ایثار کا منظر دوستوں میں محبت کا عجیب ذوق پیش کرتا۔ بلا امتیاز امیر و غریب' چھوٹا بڑا' کالا گورا' حاکم و محکوم اور خواص و عوام' جب سب کے سامنے کھانا آجاتا تو فرماتے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرو۔ مریدین معتقدین کی ایسی عقیدت و محبت تھی کہ جب تک حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کھانا شروع نہ فرماتے کوئی صاحب بھی کھانا شروع نہ کرتا۔ کیونکہ آدابِ طعام میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر محفل میں بزرگ' شیخ' پیر و مرشد' استاد یا باپ وغیرہ بڑے موجود ہوں تو اُن کے شروع کرنے سے پہلے کھانا شروع نہیں کرنا چاہئے۔

دو قسم کا کھانا:

اگر دستر خوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا۔ یعنی میٹھا اور نمکین تو آپ حدیثِ پاک سناتے کہ کھانا نمکین سے شروع کرنا چاہئے اور نمکین پر ہی ختم کرنا چاہئے۔ درمیان میں جب چاہیں میٹھا کھانا کھا سکتے ہیں اور فرماتے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ طعام میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس

میں مذکورہ بالا بات کے علاوہ اِس بات کا بھی ذکر ہے کہ نمک میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے جن میں جنون، جذام، برص، پیٹ کا درد اور داڑھ کا درد بھی شامل ہے۔

دورانِ طعام گفتگو:

دورانِ طعام گفتگو بھی فرما لیتے اور ارشاد فرماتے عجمیوں کی طرح کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ ننگے سر کھانا کھانے سے روکتے اور سر کو ڈھانپ کر کھانا کھانے کے تعلیم فرماتے۔ آپ کے یہ معمولات اِس دنیا کے آخری سانس تک قائم تھے۔ کھانے میں کسی قسم کا نقص نہ نکالتے۔ پھیکا، میٹھا، کڑوا، تیز نمک مرچ مصالحہ پر بھی کبھی اعتراض نہ کرتے۔ چونکہ یہ بھی سُنتِ نبوی ﷺ ہے۔ اِس لئے اِس پر بھی بڑی سختی سے کار بند تھے۔ کھانے کے بعد دُعا فرماتے۔ دُعا سے قبل برتن نہ اُٹھانے دیتے، جب دُعا ہو جاتی پھر برتن اور دستر خوان اُٹھانے کے لئے حکم فرماتے کسی کو دستر خوان پر پاؤں نہ رکھنے دیتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے۔ آخر میں محفل سے اُٹھتے وقت پھر میزبان کے لئے خصوصی دُعا فرمایا کرتے۔ اگر کوئی غریب آدمی آپ کو دعوت دیتا تو آپ اُس کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے۔ آپ کی نشست بڑی تواضع اور انکساری کی نشست ہوتی تھی۔

دورانِ طعام صاحبِ خانہ سے نمک مانگنا:

ایک مرتبہ قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کی دعوت میں تشریف لے گئے۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو کھانا کھانے کے دوران آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک شخص صاحبِ خانہ کو کہنے لگا بھائی نمک لانا۔ آپ سرکار یہ سن کر سخت ناراض ہوئے۔ فرمانے لگے جیسا بھی کھانا تھا تمہیں کھا لینا چاہیے تھا۔ نمک مانگ کر تم نے کھانے میں نقص نکالا ہے اور صاحبِ خانہ کو یہ احساس دلایا کہ تم نے سالن میں نمک تھوڑا ڈالا ہے، تمہیں کھانا پکانا نہیں آتا۔ حالانکہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے تیز نمک والی کھیر کھائی اور خاموش رہے۔

مسافر کے لئے کھانا:

آپ نے اپنے گاؤں شریف کی مسجد میں اعلان کر رکھا تھا کہ جو کوئی مسافر یہاں آئے گا اُس کو میں اپنے گھر سے کھانا دوں گا۔ ایک روز آپ نے مغرب کی نماز کے بعد پوچھا کہ کوئی مسافر ہے تو ایک شخص بولا کہ میں مسافر ہوں۔ آپ نے ایک لڑکے سے فرمایا: اِسے ہمارے گھر لے جاؤ اور گھر والوں سے کہنا کہ اِسے کھانا کھلائیں۔ گھر والوں نے اُسے کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد اُس مسافر نے اجازت چاہی اور دروازے سے باہر نکلتے ہی فضا میں اُڑتا ہوا چلا گیا۔ وہ نوجوان گھبرا گیا اور بھاگتا ہوا مسجد میں آپ کے پاس آیا اور پھولے ہوئے سانس سے عرض گزار ہوا۔۔۔ باباجی! باباجی! وہ مسافر تو ہوا میں اُڑ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا' بیٹا وہ شخص وقت کا ابدال تھا۔

اِستقامت:

ساری زندگی آخری دن تک نماز تہجد کی ادائیگی اور نماز پنجگانہ کے قیام پر پابند رہے اور پابندی کی تاکید فرماتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے جو درویش، تین دن تک تہجد کی نماز نہ پڑھے اُس کا نام درویشوں کی فہرست سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

ولیٔ کامل:

''ولی'' کی جمع ہے اولیاء۔ ''ولی'' عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے۔ اِس کے بنیادی معنی ہیں ''کسی کے قریب اور نزدیک ہونا''۔ قرب کے اِعتبار سے ''الولی'' دوست اور مددگار کو کہتے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں ''ولی'' کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً مالک، آقا، صاحب، سردار، سرپرست۔ محافظ، مربی، دوست۔ یار۔ مددگار، متصرف

جب کہا جاتا ہے ''ولی اللہ'' تو معنی ہوتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوست، محبوب الٰہی، اللہ جل جلالہ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا مقرب، عابد، زاہد،

پرہیزگار، نیک بخت، عارف، صابر، شاکر، بزرگ، برگزیدہ بندہ۔

یقیناً اولیاء اللہ سے مراد وہ بندے ہیں جو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی اطاعت اور پیروی کر کے مقربِ بارگاہِ خداوندی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ مومنین اور مومنات جو ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' کی شان رکھتے ہیں یعنی ایمان اور اعتقادی درستگی اور اعمال کی صحت رکھتے ہیں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا تاج جن کے حسنِ اعمال کی روشنی کو دوبالا کرتا ہے۔ وہ ''اولیاء اللہ'' ہیں۔ اس میں کسی رنگ و نسل، ملک و قوم، خاندان اور قبیلے، زبان اور خطے کا تعلق نہیں، کوئی بھی شخص یہ مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ بس جو ''ایمان'' اور ''تقویٰ'' جیسی بنیادی شرائط کو پورا کرے گا وہ اس منصبِ عظیم کا حق دار ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ ......۳۵؎
''بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے یہاں عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے''۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۴ میں مزید وضاحت کر دی گئی ہے: اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ''اُس کے اولیا تو متقی (پرہیزگار) ہیں مگر اُن کا اکثر کو علم نہیں''۔

معلوم ہوا کوئی کافر و فاسق ولی نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ ہر بھنگی، چرسی کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ بھی دھوکا ہے۔ ولایت اور تقویٰ کا تقاضا ہے کہ چند چیزوں سے بچا جائے:

(۱) کفر سے۔ (۲) گناہوں سے۔ (۳) مشکوک چیزوں اور شبہات سے اور (۴) ربِ ذوالجلال سے غافل کرنے والی چیزوں سے۔

ایمان، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی محبت اور عشقِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا تقاضا کرتا ہے اور ہر اُس کام سے بچنے اور رُکنے کی تلقین کرتا ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور پیارے کریم آقا ﷺ نے بچنے اور رُکنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ہر اُس کام کے کرنے کی تلقین کرتا ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و

۳۵؎ الحجرات: ۱۳۔

بے حد اور رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا ہے۔ قربِ الٰہی اور ربِّ کائنات کی دوستی تبھی نصیب ہو سکتی ہے۔ جب رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی تعلیمات اور اداؤں کو عملی صورت میں اپنایا جائے گا۔ اِس لئے ربِّ کائنات جل وعلا نے فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ...... ۳۶

"(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) اِن کو فرما دیں (اے لوگو) اگر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کو دوست رکھتے ہو (اور اُس کے محبوب بننا چاہتے ہو) تو میرا (یعنی رسولِ کریم ﷺ) کا اِتباع کرو۔ (میرے نقشِ قدم پر چلو میری غلامی اِختیار کرو) تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمھیں اپنا دوست، اپنا محبوب اور اپنا ولی بنا لے گا"۔

بزرگانِ دین، اولیاء اللہ نے اِتباعِ سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں بڑی اِحتیاط فرمائی ہے۔ کشف المحجوب شریف میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ ولایت کی تحقیق کے باب میں لکھتے ہیں:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ارشادِ عظیم ہے: وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَ یَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ اَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ ۳۷

۳۶ آل عمران: ۳۱۔ ۳۷ بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳ (باب التواضع)، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۴۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۸۸، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۱۷، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۷۹۵۔

''میرا بندہ اُس وقت تک میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک میری فرض کی ہوئی چیزوں (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) پر عمل نہیں کرتا۔ پھر میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادات سے میرا اِتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں اُس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شئے میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں مگر مومن کی جان نکالتے وقت مجھے تردد ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور مجھے بھی اُسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ ۳۸

''بے شک جب اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اُس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔

۳۸ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۸۹۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۳، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۶۱، جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۶۱، مشکوٰۃ ص ۴۲۵۔

اے آسمان والو! تم بھی اُس سے محبت کرو پھر آسمان والے (فرشتے) بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اُس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ جاتی ہے"۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: ولی کا نام اُس شخص کے لئے جائز ہے جس میں ولی کے اوصاف موجود ہوں اور وہ ظاہر و باطن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوست اور اُس کے احکام کا پابند ہو۔

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں ربّ ذوالجلال والاکرام نے اولیاء کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ رحمٰن کے بندے (اولیاء) وہ ہیں جو

(۱) زمین پر عاجزی اور آہستگی سے چلتے ہیں۔
(۲) وہ جاہلوں سے کج بحثی نہیں کرتے۔
(۳) رات اپنے ربّ کے حضور قیام اور سجدے میں گزارتے ہیں۔
(۴) وقتِ دُعا جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔
(۵) بے اسراف نہیں کرتے۔
(۶) بخل سے کام نہیں لیتے۔
(۷) اعتدال پسند ہوتے ہیں۔
(۸) اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق نہیں جانتے۔
(۹) کسی کو قتل نہیں کرتے۔
(۱۰) بدکاری نہیں کرتے۔
(۱۱) اگر اُن سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوری طور پر توبہ کر لیتے ہیں۔
(۱۲) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔
(۱۳) بُری مجلس سے گزر ہو تو اپنا دامن بچاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔
(۱۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیاتِ مبارکہ میں غور و فکر کرتے ہیں۔
(۱۵) اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب سے اپنی ازواج اور اولاد کی طرف سے آنکھوں

کی ٹھنڈک اور متقین کی امامت کا اعزاز چاہتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جب کسی کو اپنا ولی بنا لیتا ہے پھر اُسے علم لدُنی بھی عطا فرماتا ہے۔ بزدل اللہ تبارک وتعالیٰ کا ولی نہیں ہوتا۔ یہ **لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** کی شان کا حامل ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سُنا جس آدمی میں مندرجہ ذیل تین اَوصاف ہوں تو یقین کرلو کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ولی ہے۔

(۱) اُس کی سخاوت سمندر کی طرح ہو۔

(۲) شفقت، آفتاب کی شفقت ومہربانی کی طرح ہو۔

(۳) تواضع زمین کی خاکساری اور عاجزی کی سی ہو۔

سمندر کی سخاوت سے ہر کوئی فیض یاب ہو رہا ہے۔ سورج کی شفقت و مہربانی وعنایت سے کوئی محروم نہیں۔ زمین کی عاجزی و انکساری اُس کے صبر وتحمل سے جانی جاسکتی ہے۔ کوئی جیسا بھی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے' اُس سے حاصل کر رہا ہے۔ حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُن تمام اَوصاف کے حامل تھے جو ایک ولی کامل میں ہونے چاہئیں۔

ذِکرِ اولیاء اور فراستِ نظر:

حضرت باباجی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب اولیاء اللہ کا ذکر خیر فرمایا کرتے اور اُن پر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عنایات بیان فرماتے تو پیرِ پیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی ﷺ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" کے آخری کلمات بیان فرمایا کرتے۔

وَقِيْلَ إِذَا طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ أَعْطَاكَ مِرْآةً تُبْصِرُ

فِيْهَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ''اور کہتے ہیں جب صدقِ دل سے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی طلب کرو گے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تمہیں آئینہ عطا فرمادے گا (یعنی تمہارے دل کو صاف فرمادے گا) جس میں دنیا وآخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کروگے''۔

پھر کچھ واقعات بھی سناتے جن میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ''غنیۃ الطالبین'' شریف سے ہی سُنایا کرتے تھے۔

واقعہ:

حضرت ابوموسیٰ دیبلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے (انہی کا واقعہ ہے) فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ سے توکل کی کیفیت پوچھی تو اُنہوں نے فرمایا: ''اگر تم اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈال دو اور کلائی تک اُس کے منہ میں اُتر جائے تب بھی اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کا خوف ہو اور کوئی خوف نہ کرو۔ حضرت ابوموسیٰ دیبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں نے جواب سُنا تو دیبل سے شہر بسطام حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے توکل کی کیفیت پوچھنے کے لئے حاضر ہوا: وَدَقَقْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ ''میں نے اُن کے دروازے پر دستک دی'' تو آپ نے دروازہ کھولے بغیر جواب دیا: يَا أَبَا مُوْسٰى مَا كَانَ لَكَ فِيْ جَوَابِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِنَ الْقَنَاعَةِ حَتّٰى تَجِيْءَ وَتَسْأَلَنِيْ ''اے ابوموسیٰ (دیبلی رحمہ اللہ تعالیٰ) کیا تجھے (حضرت) عبد الرحمٰن (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے جواب سے تسلی وتشفی نہیں ہوئی جو میرے پاس پوچھنے آیا ہے۔ (حضرت ابوموسیٰ دیبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: يَا سَيِّدِيْ اِفْتَحِ الْبَابَ ''اے میرے آقا دروازہ تو کھولئے''۔ تو آپ نے جواباً فرمایا:

لَوْ جِئْتَنِيْ زَائِرًا لَفَتَحْتُ لَكَ الْبَابَ خُذِ الْجَوَابَ مِنَ الْبَابِ فَانْصَرِفْ ''اگر تم زیارت کی نیت سے آتے تو میں تمہارے لئے دروازہ

کھول دیتا' اب تم دروازے سے ہی جواب سن لو اور واپس چلے جاؤ'' پھر (حضرت خواجہ) بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) نے فرمایا: فَلَوْ اَنَّ الْحَيَّةَ الَّتِیْ هِیَ الْمُطَوَّقَةُ بِالْعَرْشِ هَمَّتْ بِكَ لَمْ تَخَفْ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا ''سو اگر وہ اژدہا عرش (عظیم) پر حلقہ کئے ہوئے ہو اور تم پر حملہ کرے تو اپنے دل میں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کے ساتھ اُس کا خوف دل میں نہ لاتا۔

(حضرت ابو موسیٰ دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں (یہ جواب سن کر) میں واپس دبیل شہر لوٹ آیا۔ شہر دبیل میں ایک سال تک ٹھہرا رہا ثُمَّ اعْتَقَدْتُ الزِّيَارَةَ فَخَرَجْتُ اِلٰی اَبِیْ يَزِيْدَ فَلَمَّا وَصَلْتُ ''پھر میں (ایک سال کے بعد) زیارت کا قصد کر کے (حضرت خواجہ) بایزید (بسطامی قدس سرہ العزیز) کے پاس آیا''۔ (حضرت ابو موسیٰ دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں: پھر (حضرت خواجہ) بایزید بسطامی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مجھے فرمایا:۔ اَلْاٰنَ جِئْتَنِیْ زَائِرًا مَرْحَبًا بِالزَّائِرِ اُدْخُلْ ''مرحبا خوش آمدید اندر تشریف لے آئیں اب آپ زیارت کی نیت سے آئے ہیں''۔

فرماتے ہیں، پھر میں ایک ماہ تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور کیفیت یہ تھی کہ لَا يَقَعُ لِیْ شَیْءٌ اِلَّا اَخْبَرَنِیْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اَسْاَلَهٗ ''جو اندیشہ اور خیال میرے دل میں پیدا ہوتا تو بغیر اُس کے دریافت کئے (یعنی مجھے کوئی سوال کرنے ضرورت نہ ہوتی) آپ خود ہی جواب ارشاد فرما دیتے''۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے، اللہ والے آنے والوں کی نیتوں سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ یہ سب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فیضان ہے' آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کی باتیں بتا دیا کرتے تھے اور انہیں بیان کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ آپ سرکار کریم آقائی الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کے عطا کردہ نورِ عرفان اور نورِ نبوت سے آسمانوں اور قبروں کے بھید بتا دیتے، دل تو بہت قریب ہے۔

خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا مجھے اجازت دیں کہ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں جاؤں، آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کروں اور آپ ﷺ سے سوال کروں کہ میری اور میری والدہ کی بخشش کیلئے دُعا فرمائیں۔ (فرماتے ہیں) میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی یہاں تک کہ نمازِ عشاء بھی ادا کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے آستانہ مقدسہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ! قَالَ مَا حَاجَتُکَ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ وَلِاُمِّکَ "میری آواز کو سنا اور فرمایا یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پھر) فرمایا: تجھے کیا حاجت ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تیری بخشش فرمائے اور تیری ماں کی بھی بخشش فرمائے"۔ پھر فرمایا:

اِنَّ هٰذَا مَلَکٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَ يُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۳۹

"یہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس نے اپنے ربّ (کریم جل جلالہ) سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام پڑھے اور مجھے بشارت دے کہ (حضرت) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں اور (حضرات) حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔

۳۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۸، کنز العمال شریف حدیث نمبر ۳۴۱۵۸، مشکوٰۃ ص ۵۷۱، ۸، مسند احمد جلد ۵، ص ۳۹۲۔۳۹۱۔

مستجاب الدعوات بزرگ ہستی

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم جب کسی کو اپنا دوست بناتا ہے تو اُسے دو اہم نور عطا فرماتا ہے ایک اپنی اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت کا نور، دوسرے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِتباع کا نور۔ ایسے برگزیدہ اور عظیم اِنسان ہر صدی اور ہر دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اِن کے آنے سے دُنیا سکون پاتی ہے اور جب ایسی محبوب شخصیات اِس دنیا کو داغِ مفارقت دیتی ہیں تو زمین و آسمان اِن کی محبت میں روتے ہیں۔

ایک ایسی ہی عظیم روحانی شفیق شخصیت جس نے اپنے روحانی فیض سے کثیر تعداد میں لوگوں کو نوازا اور ۱۹۲۲ء سے ۱۹۸۹ء تک اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط و بے حد جل جلالہٗ کی محبت کے نور اور نبی آخر الزماں محبوبِ کائنات ﷺ کے عشق سے قلوب کو آباد فرمایا۔ آسمانِ روحانیت کے چمکتے ہوئے اِس تابناک ستارے کو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی دُنیا میں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدنی قطبِ جلی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

آپ نے لوگوں کو محبت' شفقت' درگذر' ہمدردی اور اِخلاص کی تعلیم کے حسن سے آراستہ فرمایا۔ آپ عشق ومحبت کا بہت بڑا خزانہ تھے۔ لوگوں کو آپس میں پیار اور محبت کی تعلیم دیتے تھے نہ لوگوں سے لڑتے تھے اور نہ لڑنے دیتے تھے اگر کوئی نادان لڑتا تھا اُس کی صلح کروا دیتے تھے۔ آپ کا ہر جذبہ اور کام اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت' اِطاعت اور رضا میں ہوتا تھا۔

آپ کی یہ خوبی تھی کہ آپ دو اُلجھنے والے حضرات میں سے بڑے کو معاف کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے چھوٹے غلطی کرتے ہیں اور بڑے درگذر اور

معافی سے کام لیتے ہیں۔ آپ کے پیشِ نظر یہ نظریہ ہوتا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب والوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ عظیم ترین اور بزرگ ترین وحدہٗ لا شریک ہے وہ بھی مخلوق کو معاف فرماتا ہے۔ اِس ضمن میں آپ بڑی محبت' درد اور شفقت سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کا یہ فرمان سناتے:... اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ..... (النور:۲۲) ''کیا تم اِسے محبوب رکھتے ہو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) تمہیں بخشش عطا فرمائے''۔ تو سننے والا عرض کرتا' ہاں حضور! میں تو ہر وقت چاہتا ہوں کہ میرا مالکِ حقیقی مجھے بخش دے تو فرماتے.... وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا..... (النور:۲۲) ''اور تم معاف کرو اور درگزر کرو''۔

اچھی تاویل:

آپ باتوں کی بڑے اچھے انداز میں تاویل فرماتے اور اُلجھے ہوئے معاملے کو سلجھا دیتے۔ ایک مرتبہ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کے ایک دوست سیّد صفدر حسین شاہ صاحب مرحوم غریب خانہ میں تشریف لائے اور اُنہوں نے لڑکپن اور لا اُبالی انداز کی وجہ سے دروازے پر کھڑے ہو کر بلانے کے لئے عجیب سی آوازیں نکالیں۔ بندۂ ناچیز نے کہا آپ یہ کیا حیوانوں کی طرح بول رہے ہیں تو بندۂ ناچیز کے اِتنا کہنے پر وہ ناراض ہو گئے کہ تو نے مجھے حیوان کہہ دیا ہے۔ سیّد صفدر حسین شاہ صاحب مرحوم حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے بڑے مداح اور محب تھے۔ جب ایک موقعہ پر آپ سرکار علیہ الرحمہ لاہور تشریف لائے تو شاہ صاحب زیارت کے لئے موجود نہ تھے تو آپ نے بندۂ ناچیز سے فرمایا پتر منیر' شاہ صاحب کہاں ہیں؟ بندۂ ناچیز نے عرض کیا' حضور وہ ناراض ہیں۔ آپ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو میں نے محولہ بالا بات عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں شاہ صاحب کو کہنا چاہئے تھا کہ کیا آپ ''حیوانِ ناطق'' نہیں ہیں۔ حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے شاہ صاحب کو بلایا اور اُن سے شفقت فرمائی اور ناراضگی ختم ہو گئی۔

کیا تم دوست نہیں ہو؟

ایک برادرِ طریقت نے آپ کی جناب میں شکایت کی کہ میرا فلاں دوست مجھے نہیں ملتا۔ تو حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کیا تو اُس کا دوست نہیں ہے' عرض کیا جی حضور' ہوں۔ تو فرمایا پھر تم اُس کو جا کر مل لو۔

آپ ہر مسئلہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے بیان فرماتے۔ ایسے حضرات کو دوستوں کے پاس جانے کے فضائل بیان فرماتے۔

مثلاً حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّـهُ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ قَالَ هَلْ لَّکَ عَلَیْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ ؎ ''ایک شخص نے اپنے (ایمانی مسلمان) بھائی کی زیارت کا قصد کیا جو دوسری بستی میں رہتا تھا اللہ (ﷻ) نے اُس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ اُس نے پوچھا (اے جانے والے) کہاں کا اِرادہ ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ اُس دوسری بستی میں میرا ایک دینی بھائی رہتا ہے میں اُس کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا کیا تیرا اُس پر کوئی احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں' بجز اِس کے کہ میں اُس سے اللہ (ﷻ) کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ تو اُس نے فرمایا' میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا فرشتہ ہوں اور تمہیں بتانے آیا ہوں کہ اللہ ﷻ تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو نے اُس سے محبت کی ہے''۔

واقعہ شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کا:

پیر بھائی شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کی فیصل آباد کے راستے ''پنواں

؎ مسلم حدیث نمبر ۲۵۶۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۹۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۷' مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۱۔

اڈے" پر مٹھائی کی دُکان تھی' کاروباری مسائل اور تنگی کی وجہ سے وہ لوگوں سے قرض لیتے رہے لیکن کاروباری خسارے کی وجہ سے قرض ادا نہ کر سکے اور کام کاج چھوڑ کر کراچی کی طرف چلے گئے۔ لوگ اِن کے بڑے بھائی پیرِ طریقت شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم کے واقف تھے۔ وہ پیرِ طریقت شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم سے شیخ عبدالکریم صاحب کی لی ہوئی رقم کا مطالبہ کرنے لگے۔ اُنہوں نے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے اپنے بھائی عبدالکریم یوسفی صاحب کی شکایت کی کہ وہ لوگوں کے پیسے دیئے بغیر کراچی چلا گیا ہے اور لوگ مجھے تنگ کر رہے ہیں کہ تمہارا بھائی ہے' ہماری رقم واپس کرو۔ تو حضرت باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیٹا تم اپنے بھائی کا قرض بھی ادا کرو اور اُسے کام بھی کرواؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں بہت کچھ عطا فرمائے گا۔ چنانچہ پیرِ طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے بھائی عبدالکریم یوسفی صاحب کا قرض بھی ادا کر دیا اور اس کے کام میں معاونت بھی کی۔ اللہ جل مجدہٗ الکریم نے پیرِ طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب علیہ الرحمہ کو بہت نوازا۔

پکے مکان دیکھ رہا ہوں:

برادرِ طریقت شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں ہم لوگ بہت تنگ دست تھے۔ ایک مرتبہ آپ لکی رسول پور جناں تشریف لے گئے تو میں نے عرض کیا حضور دُعا فرمائیں' اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مشکلات ختم فرمائے تو آپ فرمانے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ تمہاری مشکلات ختم فرما دے گا اور تمہیں نظر نہیں آ رہا جبکہ میں تمہارے پکے مکان دیکھ رہا ہوں۔ برادرِ طریقت شیخ عبدالرحیم یوسفی صاحب فرماتے ہیں اُبھی آپ سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے دُنیا سے پردہ نہیں فرمایا تھا کہ ربِ ذوالجلال والاکرام نے محلہ محمد پورہ گلی نمبر ۲ مکان نمبر ۳/۲۷ نزد نثار میڈیکل سٹور چونگی امر سدھو لاہور میں ہمیں مکان عطا فرما دیا۔ آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے ابھی مکان کی ایک منزل بنی تھی آپ نے فرمایا: بیٹا! اِس پر

ایک منزل اور ڈال لینا اور ایک اور ڈال لینا۔ فرماتے ہیں آپ تین منزلہ اپنی رہائش آپ کی دُعاؤں سے عطائے ربّ ذوالجلال والاکرام ہے۔

حافظ محمد اِسماعیل صاحب مرحوم کا واقعہ:

چک نمبر ۲۲۰ فیض پور تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ایک بچی جنات کی گرفت میں تھی اُن کے گھر والوں نے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے دُعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اپنے گھر میں کوئی فرد ایسا ہے تو جو "اورادِ فتحیہ شریف" پڑھ سکے تو گھر والوں نے کہا' مذکورہ بچی ہی پڑھ سکتی ہے۔ آپ نے اُس بچی کو اورادِ فتحیہ شریف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اُس بچی نے اورادِ فتحیہ شریف کا ورد شروع کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے فضل وکرم سے اُس بچی اور گھر کو جنات سے نجات مل گئی۔ فیض پور کے لوگ اِس واقعہ کے بعد جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آستانہ عالیہ پہلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ ے اگ۔ب میں حاضر ہونے لگے۔

حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم بھی آپ سے دُعا کروانے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب آپ نے حج بھی کرنا ہے آپ کی شادی بھی ہوگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو تین بیٹے بھی عطا فرمائے گا نوردین' خیردین اور بشیر احمد۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا حیلے کے ساتھ وسیلہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب نے تین سو چوزے خریدے۔ اُن کو پالنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ جب یہ بڑے ہو جائیں گے تو انہیں بیچ کر حج کی رقم جمع کرلوں گا اور حج کر آؤں گا۔ ہوا یہ کہ بارش کے موسم میں زبردست بارش ہوئی تو وہ ڈیرہ جہاں چوزے رکھے ہوئے تھے اُس کی چھت یعنی چھپر گر گیا اور سارے چوزے مرگئے اور پھر پانی کے بہاؤ سے تالاب میں بہہ گئے۔ وہ روتے ہوئے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور اپنے نقصان کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا حافظ جی گھبراؤ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ نے چاہا کہ بیچارہ حافظ اندھا ہے خدمت کرتا تھک جائے گا ہم ایک ہی مرتبہ میں پیسے

عطا فرمادیں گے اور یہ حج کرآئے گا۔ دوسرے تم امام مسجد ہو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہو مرغیوں کی بیٹھوں سے تمہارے کپڑے خراب ہو جائیں گے فکر نہ کریں۔ صبر کریں اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کا صلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان، فیض پور چک نمبر ۴۴ کے نمبردار میاں اصغر علی کی والدہ عائشہ بی بی نے حافظ صاحب کو کہا حافظ جی میں بوڑھیا اور کمزور ہوں حج کا ارادہ ہے لیکن حج نہیں کرسکتی تو تم میری طرف سے حج کرآؤ۔ حافظ صاحب حضرت قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عائشہ بی بی نے مجھے حج پر جانے کے لئے پیشکش کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا حافظ صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی ہے اور لوگوں نے بھی آپ کی بہت خدمت کی۔ تحفے تحائف دیئے اور نقدی کی صورت میں کافی روپے پیسے جمع ہو گئے۔ حافظ صاحب حج کے لئے روانہ ہو گئے اور واپسی میں اس ارادے سے زیورات بھی خرید کرلائے کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ حج بھی کرنا اور شادی بھی ہوگی۔

جب شادی کا پروگرام بنا تو لوگوں نے کہا آپ کا اپنا مکان نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے مکان کے سلسلے میں دعا کی گذارش کی آپ نے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے مکان بھی تعمیر ہو گیا۔ حافظ صاحب فیض پور کی بڑی مسجد میں امامت کرواتے تھے۔ حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا حضور دعا فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ میرے گھر کو چوروں سے بچائے تو آپ نے دعا فرمائی ''میریا ڈھول سپاہیا تینوں رب دیاں رکھاں''۔

ایک روز لیہ میں راجن پور کے علاقہ سے شادی کے سلسلہ میں ایک رشتہ آیا عورت بیوہ تھی جس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب ٹھیک ہے شادی کرلو یتیم بچوں کی پرورش کروگے رب خوش ہوگا اور اللہ ﷻ کے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں یتیموں کو پالنے والا جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا۔ جیسے دو انگلیاں۔ چنانچہ آپ کے حکم سے حافظ صاحب نے شادی کرلی۔

حافظ صاحب نے اُس عورت کے دونوں بچوں محمد افضل اور محمد اکرم اور دونوں بیٹیوں کی شادی بھی کی اور حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دُعا کی برکت سے آپ کو تین بچے نور دین' خیر دین اور بشیر احمد عطا فرمائے۔ پھر حافظ صاحب نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ سے عرض کیا حضور "پیٹ کروڑی" بھی ہو جائے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے لڑکی عطا فرمائی۔ حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: حافظ صاحب' آپ اگر پیٹ کروڑا کہتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرماتا۔

بے خوف وخطر صحیح تبلیغ کا نسخہ:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو ایک روز فرمانے لگے دین کی تبلیغ بے خوف وخطر وہی شخص کر سکتا ہے جس کا کاروبار' مکان' مسجد اور مدرسہ اپنا ہو۔ جو شخص مسجد کی اِنتظامیہ کمیٹی کے دست نگر ہو گا وہ کوئی خوش نصیب اور حریت کا علمبردار شخص ہو گا تو بے خوف وخطر حق وسچ کی تبلیغ کرے گا۔ جب آپ نے یہ بات اِرشاد فرمائی تو اُسی دن سے یہ تمنا رکھ لی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ اپنا مکان' اپنا کاروبار اور اپنی مسجد و مدرسہ عطا فرمائے جس میں لوگوں کی محتاجگی نہ ہو۔ چنانچہ حضرت سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی نصیحت و دُعا کی برکت اور فیضان سے محلے داروں کی اِمداد کے بغیر برادرانِ طریقت' مریدین اور خصوصی اَحباب کے تعاون سے جامع مسجد نگینہ بلاک بی III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور میں تعمیر کی گئی۔ مسجد کا اِنتظام چلانے کے لئے اپنے ہی برادرانِ طریقت بے خوف وخطر مصروف عمل ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کا اِتنا اثر ہے کہ اِس وقت ماشاء اللہ مکان بھی اپنا ہے' کاروبار بھی اور مساجد و مدارس بھی اپنے ہیں۔ لاہور' ملتان اور حویلی لکھا میں چار مساجد' دس مدرسے' ایک نگینہ ہسپتال' ایک نگینہ ماڈل سکول اور ایک کمپیوٹر سینٹر قائم ہے۔ الحمد للہ!

حضرت قبلہ باباجی حاملِ علمِ لدنی:

علم (عَلِمَ - یَعْلَمُ) کسی چیز کو کما حقہٗ جاننا' پہچاننا' حقیقت کا اِدراک کرنا' یقین حاصل کرنا' محسوس کرنا' مُحکم طور پر معلوم کرنا ہے۔ علم کا درجہ معرفت اور شعور سے زیادہ بلند ہے۔ علم اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط و بے حد کی شان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد عالم حقیقی اور علیم حقیقی ہے۔

علم نورِ الٰہی ہے۔ اگر کسی بشر سے حاصل ہوتا ہے تو کسبی علم کہلاتا ہے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط و بے حد کے کرم سے حاصل ہوتا ہے تو علم لدُنی کہلاتا ہے۔

علم لدُنی کے چند ذرائع ہیں۔ مثلاً وحی' الہام' فراست اور دل میں بات ڈالنا' وغیرہ۔ وحی انبیاء کرام علیہم السلام سے خاص تھی۔ الہام اولیاء اللہ سے اور فراست ہر مومن کو بقدر ایمان نصیب ہوتی ہے اور دل میں بات ڈالنا ہر قسم کی مخلوق کو نصیب ہو سکتی ہے۔

وحی: اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ [۱]

"بے شک (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی جیسے نوح (علیہ السلام) اور اُن کے بعد کے پیغمبروں (علیہم السلام) کو وحی بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کو وحی کی اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور (شریف) عطا فرمائی"۔

الہام: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ

---

[۱] النساء: ۱۶۳۔

فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ ۳۲

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو الہام کیا کہ اسے (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو) دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو (کہ فرعون اسے قتل کر دے گا) تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول (علیہ السلام) بنائیں گے"۔

اکثر ترجمہ کرنے والوں نے یہاں وحی کا ترجمہ الہام کیا بعض نے حکم اور وحی بھی کیا ہے اور جنہوں نے وحی کیا ہے اُنہوں نے ساتھ تشریح میں لکھ دیا ہے کہ یہاں وحی سے مراد الہام ہے اور وہ وحی مراد نہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام پر فرشتے کے ذریعے نازل کی جاتی تھی۔ ۳۳

فراست: یہ وہ نور ہے جو ربِّ کریم اہلِ ایمان کو بقدرِ ایمان نصیب فرماتا ہے۔

واقعہ: هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ دَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَقَدْ رَاٰی اِمْرَاَةً فِی الطَّرِیْقِ فَتَاَمَّلَ مَحَاسِنَهَا فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: یَدْخُلُ عَلٰی اَحَدِکُمْ وَ اَثَرُ الزِّنَا ظَاهِرٌ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ: اَوَحْیٌ بَعْدَ رَسُوْلِ ﷺ فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ تَبْصِرَةٌ وَّ بُرْهَانٌ وَّ فِرَاسَةٌ صَادِقَةٌ ۳۴

"یہ (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن کے پاس دوستوں میں سے ایک دوست آتے ہیں۔ جنہوں نے راستے میں ایک عورت کو دیکھا تھا اور اُس کے حسن و جمال میں غور کر رہے تھے (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عثمان رضی اللہ عنہ نے بغیر نام لئے فرمایا: بعض لوگ اس حالت میں میرے پاس آ جاتے ہیں کہ زنا کا اثر اُن کی آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا "کیا رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے بعد بھی وحی جاری ہے؟ فرمایا! نہیں بلکہ یہ تو بصیرت، برہان اور سچی فراست ہے"۔

---

۳۲ القصص: ۷۔ ۳۳ فی الحال یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں صرف اشارۃً اور مفہوم بیان کرنا مقصود ہے۔ ۳۴ کتاب الروح لابن القیم الجوزی ص ۳۲۱ (عربی)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا ہے: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ قَالَ لِلْمُتَفَرِّسِيْنَ [۲۵] ''مومن کی فراست سے بچو یا ڈرو کیونکہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ یعنی ''یقیناً اِس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے (جو خداداد صلاحیتوں کی بناء پر) نشان لگانے والے ہیں یعنی فراست والے ہیں''۔

بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی فراستِ نظر:

بندۂ ناچیز کو ابھی بیعت ہوئے کچھ عرصہ گذرا تھا اور حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی ہر جمعۃ المبارک کا خطاب سننے کے لئے فیصل آباد شریف جایا کرتا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے جب کچہری بازار فیصل آباد پہنچا تو خیال آیا کہ گرمی بہت ہے، معلوم نہیں کہ حضور قبلہ بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کچھ کھلائیں پلائیں گے یا نہیں۔ چنانچہ جوس کی دُکان سے آم کا جوس پیا۔

بعد ازیں جامع مسجد دستگیری نزد سول کوارٹرز فیصل آباد میں پہنچا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ فرماتے فرماتے اچانک اپنی بات کا رخ موڑ کر فرمانے لگے، ارے لوگو! دیکھو میں تمہیں ایک بات بتاؤں آج کل کے مرید جب اپنے شیخ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں پتا نہیں پیر ہمیں کھلائیں پلائیں گے بھی یا نہیں؟ اور چوکوں میں شربت پیتے ہیں وہ بھی کھڑے ہو کر۔

جب میں نے آپ کا یہ خطاب سنا تو حیران رہ گیا، اُس دن سے میں نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ آج کے بعد جب بھی اپنے کامل پیر و مرشد کے پیارے

---

[۲۵] ترمذی جلد ۲ ص ۱۴۵، ابواب تفسیر القرآن (تفسیر سورۃ الحجر: ۷۵)، حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۹۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۱۰۲، ابن کثیر جلد ۲ ص ۴۸۰، درمنثور جلد ۵ ص ۹۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۷۳۰، فتح الباری جلد ۱۲ ص ۳۸۸ ـ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۸۔

آستانے پر حاضری دوں گا تو جب تک باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ خود نہ کھلائیں پلائیں گے نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوؤں گا۔

منیر احمد اور بشیر احمد نام کیوں رکھتے تھے؟

اکثر لوگ حضور قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آتے اور یہ خوشخبری سناتے کہ اللہ کریم نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اُس کا نام رکھ دیں تو آپ فرماتے منیر احمد رکھ لو، ایسے کئی واقعات جب دیکھنے میں آئے تو بندۂ ناچیز کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ منیر احمد نام کیوں رکھتے ہیں؟ کیا مجھ سے بہت پیار ہے کہ ہر بچے کا نام منیر احمد ہی رکھتے ہیں یا آپ کے اپنے بیٹے مجمع انوار نگینہ صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی ہیں اُن سے بہت پیار ہے لیکن کبھی پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر ایک دن یہ عقدہ حل ہو گیا، جب بندۂ ناچیز کا پہلا بچہ فوت ہو گیا تو دُعا کے لئے آستانہ عالیہ جو "مائی دی جھگی" فیصل آباد میں ہے حاضر ہوا، آپ نے دُعا فرمائی اور تسلی دی، نیز فرمایا بیٹا! بیری کو جتنے پھول لگتے ہیں اگر اتنے بیر لگ جائیں تو بیری کی ٹہنیاں ٹوٹ جائیں۔ صبر کرو اُسی کا مال تھا وہ لے گیا۔ پھر فرمایا: بیٹے کا نام کیا رکھا تھا۔ بندۂ ناچیز نے عرض کیا وہ تو پیدا ہونے کے تین دن بعد فوت ہو گیا تھا، نام رکھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ فرمانے لگے تمہیں معلوم ہے کہ میں بچوں کا نام منیر احمد کیوں رکھتا ہوں؟ عرض کیا سرکار مجھے تو علم نہیں آپ ارشاد فرمائیں۔ فرمانے لگے جس بچے کا نام منیر احمد رکھا جائے اُس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد ایک بیٹا اور عطا فرماتا ہے تو میں نے عرض کیا حضور اِس وصال شدہ بچے کا نام کیا رکھا جائے جبکہ میرا اپنا نام منیر احمد ہے۔ تو فرمایا کہ اُس کا نام بدر منیر رکھ لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہیں ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا اُس کا نام بشیر احمد رکھ لینا۔ پھر ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا اُس کا نام خلیل احمد رکھ لینا پھر ایک اور ہوگا۔ چنانچہ مستجاب الدعوات کامل پیر و مرشد نے جیسا فرمایا تھا اللہ تبارک

وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے ویسے ہی عطا فرما دیا۔

جمعۃ المبارک کے وعظ میں بشارت کا ذکر:

جس دن آپ نے بندۂ ناچیز کو دو بیٹوں کی بشارت دی اُس کے بعد جمعۃ المبارک کے موقع پر بندۂ ناچیز نے اس کا ذکر جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں جمعۃ المبارک کے وعظ میں کیا کہ میرے شیخ مرشدِ کامل نے مجھے دو بیٹوں کی بشارت دی ہے۔ حسنِ اتفاق سے اُسی جمعۃ المبارک میں سورۂ آل عمران کے چوتھے اور تیسرے پارے کے بارھویں رکوع کا درس تھا اس رکوع میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ اُن کا واقعہ سنانے کے ساتھ بندۂ ناچیز نے کامل پیر و مرشد حضرت بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی بشارت کا ذکر کیا۔ اس جمعۃ المبارک میں لنڈا بازار لاہور کی یونین کے صدر صاحب بھی موجود تھے اُنہوں نے یہ واقعہ سُنا بڑے حیرت زدہ ہوئے۔

خیر! کافی عرصہ گزر گیا۔ تقریباً تین سال کے بعد لنڈا بازار جاتے ہوئے لنڈا بازار کی یونین کے صدر صاحب سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے بندۂ ناچیز سے کہا حضرت آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ میں نے کہا نہیں، وہ کہنے لگے تین سال پہلے آپ نے جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں وعظ میں اپنے پیر و مرشد نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت بیان کی تھی کہ اُنہوں نے آپ کو دو بیٹوں کی بشارت دی ہے اور نام بھی رکھ دیئے ہیں۔ وہ دونوں بیٹے پیدا ہوئے یا نہیں۔ بندہ نے عرض کیا اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے نعلین پاک کا صدقہ حضور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کی برکت سے دونوں بیٹے پیدا ہوئے ہیں اور اُن کے نام بھی وہی رکھے ہیں جو آپ نے فرمائے تھے۔

حضور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دھوبی:

بندۂ ناچیز کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بندہ آپ کے دھوبی کا کام بھی سرانجام

دیتا رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بھی آپ ہی کی مہربانی تھی کہ آپ نے بندہ کی اس گذارش کو قبول فرمایا کہ بندہ آپ کے کپڑے دھو کر لایا کرے گا۔ چنانچہ بندہ ناچیز جمعۃ المبارک کے دن حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آنے سے پہلے جامع مسجد جھنگیری (فیصل آباد) پہنچ جاتا تھا جب آپ تشریف لاتے، غسل فرماتے اور کپڑے تبدیل فرماتے۔ وہ کپڑے جو آپ اُتارتے بندہ ناچیز انہیں لے لیتا اور تھیلے میں ڈال لیتا پھر وہ اگلے جمعۃ المبارک کو انہیں دھو کر اور استری کر کے لاتا۔

تفسیرِ قرآن

قرآنِ مجید کی تفسیر سے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے کہ قرآنِ مجید کی اوّل تفسیر قرآنِ مجید اور پھر اَحادیثِ مبارکہ کے حوالہ سے کرنی چاہیے۔ نیز اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تفسیری مضامین میں بیان کرنے چاہئیں۔ اپنی مرضی سے قرآنِ مجید کی تفسیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ

مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ فَقَدْ كَفَرَ [1] ''جس نے قرآنِ مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ [2] ''جو قرآنِ مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے''۔ اور ایک روایت میں ہے مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ [3] ''جو قرآنِ مجید میں علم کے بغیر کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے''۔

ایک اور روایت میں ہے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:۔

---

[1] مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۳۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۶، قرطبی جلد ۱ ج ۱ ص ۲۵ حدیث نمبر ۲۳ [2] [3] مشکوٰۃ ص ۳۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۱، ۲۹۵۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹، ۳۲۳، جلد ۳ ص ۲۲۱، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۰ (طبع جدید)۔

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاءَ ۲؎ "جو قرآنِ مجید میں اپنی رائے سے کہے، پھر ٹھیک بھی کہہ دے، تب بھی خطا کر گیا۔"

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد وہی تفسیر پسند فرماتا ہے جو اُس کی اور اُس کے پیارے محبوب کریم ﷺ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہو۔ آپ اِس سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں لاہور آیا۔ میں نے ایک قلفی فروش کو آواز لگاتے ہوئے سنا کہ لے لو قلفیاں دو آنے دی وہ بڑے راگ اور سُر میں کہہ رہا تھا دو دو آنے بھئی دو دو آنے دیاں۔ قلفی دو دو آنے دی بھئی دو دو آنے دیاں۔ آپ کے ساتھ چھوٹے بچے بھی تھے۔ اُنہوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں قلفیاں لے دیں آپ نے ایک آنہ نکالا اور قلفیوں والے سے فرمایا کہ دو قلفیاں دے دو۔ قلفی فروش نے کہا باباجی دو آنے کی ایک قلفی ہے۔ آنے کی دو قلفیاں نہیں آتیں۔ فرماتے تھے: میں نے اُس قلفی فروش سے کہا تم خود ہی تو آواز لگا رہے ہو کہ لے لو دو دو آنے دیاں" دو دو آنے دیاں۔ تو کہنے لگا نہیں باباجی میں دو آنے کی ایک قلفی بیچ رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں دو دو آنے بھئی' یعنی دو آنے کی ایک قلفی آپ نے اُس قلفی فروش کی بات سے بہت ذوق لیا اور فرماتے تھے قلفی فروش اپنی بات کا غلط ترجمہ اور تفسیر اور مطلب پسند نہیں کرتا حالانکہ وہ اِنسان ہے۔ تو کیا خالقِ کائنات اپنی کتاب کی تفسیر اپنی مرضی کے خلاف قبول فرمائے گا؟

اِسی لئے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد ہے جس نے اپنی رائے سے قرآنِ مجید کی تفسیر کی اُس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے۔

حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ میں تفرقہ کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

نبی میرا عربی میں عجمی جان دا
بڑا فرق ہُندا اے یارو ملکی زبان دا

۲؎ ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۶۳، حدیث نمبر ۱۶۷۲، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۵۲۔

اللہ اِک نبی اِک دین اِسلام اِک
"الف" توں "یٰ" تائیں رب دی کلام اِک

زیر زبر پیش جزم شد مدّ عام اِک
ترجمیاں پائی پھک ہور مکیں میں جان دا

تفسیر یوسفی

آپ نے "تفسیرِ یوسفی" لکھنے کا پروگرام مرتب فرمایا تھا۔ اُس کا خاکہ بھی ترتیب دیا تھا مگر تدبیر پر تقدیر غالب آئی اور یہ کام مکمل نہ ہوسکا۔ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور میں "تفسیرِ یوسفی" کے اقتباسات سلسلہ وار چھپتے رہتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے پہلے پارے کی تفسیر کو ترتیب دے دیا ہے۔ انشاءاللہ العزیز پہلے پارے کی تفسیر عنقریب منظرِ عام پر آجائے گی۔ اِس کی اِشاعت کا اعزاز انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کے نصیب میں نظر آرہا ہے۔ یہ تفسیر اپنی مثال آپ ہوگی۔

اِس کے اقتباسات حاصل کرنے کیلئے ادارہ کے دفتر واقع جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III، گجر پورہ چانہ سکیم لاہور سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈوھڑہ

ایسے ڈولے ایمان سن کوڑیاں دے آپے ای تھوک گئے قول اقرار اُتوں
ذرا جتاں وی جے کر ایمان ہندا جاناں وار دے تخت سردار اُتوں
لاکے یاری جو اَدّھ وچکار چھڈن ڈگ پیندے اُوہ عشق مینار اُتوں
یوسف ایہوا ای شرط وفا دی اے سرنوں وار دیناں سوہنے یار اُتوں

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنافی المصطفیٰ، پروانۂ توحید ورسالت، امینِ علمِ لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہ العزیز

کے

تحقیقی کام

کے

چند نمونے

یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید سے ۵۷ آیات مبارکہ ایسی بیان فرمائی ہیں جن میں یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ کا بیان ہے اور جن کا اطلاق بتوں پر ہوتا ہے لیکن خوارج نے اُن کا اطلاق اَنبیاء کرام علیہم السّلام اور اَولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ پر کیا ہے اور یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ کا ترجمہ ''پکار'' کرتے ہیں۔ آپ نے مختلف تراجم اور تفاسیر کے حوالہ جات سے خوارج کے نمائندہ باطل فرقوں کی تردید کی ہے جس کا ایک نمونہ اِس وقت پیش کیا جاتا ہے۔ (تفصیل ''یوسفِ مصرِ محبت'' حصہ اول میں شائع ہوگی)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۙ[1]

''یہ کہ شرک والے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے سوا نہیں پوجتے مگر عورتوں کو اور نہیں عبادت کرتے مگر سرکش شیطان کی''۔

پوجا اور پکار معنوں کے اعتبار سے دو مختلف چیزیں ہیں۔ پوجا کو انگریزی میں Worship کہتے ہیں جبکہ پکار کو Call۔ پوجا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی ہے مگر پکار مخلوق کو بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک شرط ہے کہ مخلوق کو الٰہ یا الٰہ کا شریک یا الٰہ جیسا سمجھ کر نہ پکارا جائے کیونکہ غیرِ خدا کو الٰہ یا الٰہ کا شریک سمجھ کر پکارنا بھی جائز نہیں بلکہ شرکِ عظیم ہے۔

ابتدائے آفرینش سے آج تک صرف اور صرف ایک ہی ذات 'پوجا یعنی عبادت کے لائق ہے جس کا اِسمِ ذات ''اللہ'' (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی ذات

---

[1] سورۃ النسآء: ۱۱۷۔

ازل سے وحدہٗ لاشریک ہے کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی اُس کا شریک نہیں۔ ماسوا اللہ یعنی ذات وصفات ربِّ ذوالجلال والاکرام کے کائنات کی ہر چیز مخلوق ہے اور مخلوق کا کوئی فرد اُس کا شریک نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم وبیش انبیاء کرام علیہم السلام اُس کے عظیم، پیارے، برگزیدہ، معصوم عن الخطاء اور مخلوق میں سب سے ارفع واعلیٰ نمائندے اور بندے ہیں، جنہوں نے خدائے وحدہٗ لاشریک کی اُلوہیت کا چرچا کیا۔ ہر رسول اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رسالت اور نبوت کا اعلان فرمایا اور ربُّ العالمین کی بندگی کی تعلیم دی اور فرمایا: اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ [۱] "یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو"۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضور سیّد المرسلین خاتم الانبیاء حبیب کبریاء جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک ہر عظیم اور پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معبودانِ باطل کی زبردست اور بھرپور انداز میں تردید فرمائی۔

سیّد الانبیاء محبوبِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جب مبعوث فرمائے گئے تو اُس وقت کے لوگ تقریباً ۳۶۰ جھوٹے خداؤں کی پرستش کرتے ہوئے شرک کے عظیم گناہ میں مبتلا تھے۔

اُنہوں نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے سجا رکھا تھا اور اُن بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے معبودانِ باطل کو بیخ وبن سے اُکھاڑ پھینکا۔ بیت اللہ شریف کو پاک صاف فرمایا اور لوگوں کو معبودِ برحق اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد کی اُلوہیت اور وحدانیت سے روشناس کرایا۔ دعوت وپیغامِ حق سے لوگوں کے سینوں میں محبتِ الٰہی اور اپنی اطاعت وغلامی اور عشق کے نور سے منور فرمایا۔

سرکارِ کائنات ﷺ کا مشرکینِ مکہ مکرمہ کے ساتھ یہی مقابلہ تھا کہ مشرکین لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کو بھی "الٰہ" مانتے تھے جب کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ الٰہ وحدہٗ لاشریک اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد کی

---

[۱] ھود: ۲۶۔

اُلوہیت کا چرچا فرماتے تھے اور معبودانِ باطل کو رد فرماتے تھے۔

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی معبودانِ باطل اور اُن کے پجاریوں کا ذکر فرمایا گیا ہے اُن سے مراد وہ لوگ ہیں جو لکڑی اور پتھر کے بتوں کو معبود سمجھتے تھے اور یہی وہ جرم ہے جو تمام جرموں سے بڑا جرم ہے۔ جس کی کسی بھی صورت میں بخشش نہیں' تاوقتیکہ یہ جرم کرنے والا مرنے سے پہلے تائب نہ ہو جائے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی اُلوہیت اور رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کو نہ مان لے۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ..... ؎ "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) اِس (جرم عظیم) کو نہیں بخشتا کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اُس کے سوا کتنے ہی جرائم کیوں نہ ہوں' بخش دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے"۔

یاد رہے کافر اور مشرک دونوں ہی ناقابلِ بخشش لوگ ہیں۔ کافر انکارِ نبی ﷺ کی وجہ سے اور مشرک انکارِ نبی ﷺ اور انکارِ توحید باری تعالیٰ کی وجہ سے۔

قرآنِ مجید کی ایسی آیات جن میں ربِّ کائنات نے مشرکین کے شرک کا رد فرمایا ہے وہاں تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ کے الفاظ اِرشاد فرمائے ہیں۔ جن سے مراد لامحالہ وہی لکڑی اور پتھر کی مورتیاں اور بت ہیں جن کو مشرکین اِلٰہ سمجھتے ہیں اور اپنا معبود سمجھ کر پوجتے تھے یا معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔ اگر کسی نے کسی نیک بندے کا بت بنا کر اُس کی پرستش کی تو ربِّ کائنات ﷻ نے اُس بت' مورتی اور اُس کے ماننے والے کی تردید فرمائی نہ کہ اپنے برگزیدہ بندوں کو ہی اپنی بندگی سے خارج کر دیا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے مکالمہ سے (سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۱۱۶ سے ۱۱۷ تک) وضاحت موجود ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

؎ النسآء: ۱۱۶۔

اَتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ ......[۱] ”اور جب اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) فرمائے گا، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کیا تو نے لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کے سوا معبود بنا لو؟ تو (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے، تیری ذات (ہر شریک سے) پاک ہے۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ میں نے تو اُن سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے“۔

لیکن مقامِ افسوس ہے کہ جو آیاتِ مبارکہ، اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد وحدہٗ لاشریک نے لکڑی اور پتھر کی مورتیوں اور اُن کے پجاریوں کے خلاف نازل فرمائی ہیں۔ آج کل بے خوفی اور ظلم سے اُنہیں آیاتِ مبارکہ کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔

ایسے پُرفتن دَور میں جب لوگ دینِ برحق کی سچائی کو بیان کرنے کی بجائے غلط عقائد و نظریات کا چرچا کرنے میں مصروف ہیں اور آیاتِ قرآنیہ کو غلط معنی پہنا کر اپنے مشن کی تکمیل کے خواب دیکھ رہے ہیں، ایسے حالات میں حقائق کو واضح کرنے کے لئے حضرت باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید سے ۵۷ آیاتِ مبارکہ کی وضاحت کی ہے۔ جن سے خوارج، اُمتِ مسلمہ کو مشرک بنا رہے ہیں اور اولیاء

[۱] المائدہ: ۱۱۶۔

کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بتوں کی صف میں کھڑا کر رہے ہیں۔ اِس صورت حال کے پیشِ نظر حضور قبلہ بابا جی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید، احادیثِ مبارکہ اور تفاسیر کی روشنی میں حقائق بیان کیے ہیں۔

اِس سلسلہ میں سب سے پہلے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۷ پیش کی جاتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۙ (سورۃ النساء:۱۱۷)

پہلے اِس آیتِ مبارکہ کے مختلف مترجمین کے تراجم ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ”نہیں پکارتے سوائے اُس کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو“۔ (شاہ رفیع الدین)

۲۔ ”اُس کے سوائے پکارتے ہیں سو عورتوں کو اور اُس کے سوائے پکارتے ہیں سو شیطان سرکش کو“۔ (شاہ عبد القادر)

۳۔ ”اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو“۔ (محمود الحسن)

۴۔ ”اللہ کے سوا عورتوں کو پکارتے ہیں اور شیطان مردود کو پکارتے ہیں“۔ (ثناء اللہ امرتسری)

۵۔ ”یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے بھی ہیں تو بس زنانی چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں تو بس شیطان سرکش کو“۔ (عبد الماجد دریا بادی)

۶۔ ”اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ عورتیں ہی ہیں بلکہ (درحقیقت شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں“۔ (نواب وحید الزماں حیدر آبادی)

۷۔ ”(یہ مشرک) خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں یعنی بس شیطان سرکش (کے کہنے میں آ کر اُن) کو پکارتے ہیں“۔ (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

۸۔ ”یہ مشرک اللہ کے سوا عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور یہ مشرک بس سرکش

شیطان ہی کو پکارتے ہیں"۔ (عاشق الٰہی صاحب میرٹھی)

مذکورہ بالا تمام مترجمین نے اِس آیتِ مبارک میں یَدْعُوْنَ کے معنی پکارنا کیا ہے۔ یہ بات یاد رہے محض پکارنے سے شرک نہیں ہوتا ہاں جب کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مقابلے میں یا اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے ساتھ شریک جان کر یا غیر خدا کو الٰہ اور معبود سمجھ کر پکارا جائے گا تو یہ شرک ہوگا۔ رہی بتوں کی بات تو اِسلام میں اِن کی گنجائش ہی نہیں بتوں کو محض بت سمجھ کر پکارنا بھی شرک ہے۔ یہ نہیں جن مترجمین اور مفسرین نے اِس آیتِ مبارک کی حقیقت کو جانا اور سمجھا ہے اور سیاق وسباق کو پیشِ نظر رکھا ہے اور اُنہوں نے غیر مبہم اور صحیح ترجمہ کیا ہے۔

اہلِ مکہ مکرمہ لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی عبادت کرتے تھے اور اُنہوں نے اُن کے نام عورتوں جیسے رکھے ہوئے تھے جیسے لات، عزیٰ، منات، نائلہ اور اساف وغیرہ۔

ایسے مترجمین اور مفسرین نے یَدْعُوْنَ کا ترجمہ یَعْبُدُوْنَ (یعنی پوجتے ہیں) کیا ہے۔

(۱) مَایَعْبُدُ اَھْلُ مَکَّۃَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَصْنَامًابِلَا رُوْحِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَمَنَاۃَ مَا یَعْبُدُوْنَ (اِلَّا شَیْطَانًا مُّرِیْدًا) مُتَمَرِّدًا شَدِیْدًا (تفسیر ابن عباس ص ۶۵)

"یعنی اہلِ مکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے سوا بے روح بتوں لات، عزیٰ اور منات کی عبادت کرتے تھے اور شیطان مردود کی عبادت کرتے ہیں"۔

(۲) اَیْ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ عَزَّوَجَلَّ (تفسیر ابو سعود جلد ا ص ۲۳۳)

(۳) اَیْ مَایَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ (تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۳۷)

(۴) اَیِ الْمُشْرِکُوْنَ وَھُوَ بِمَعْنٰی یَعْبُدُوْنَ (تفسیر روح البیان جلد ا ص ۴۸۶)

(۵) نمی پرستند از غیر حق مگر بتاں را و نمی پرستند مگر شیطان را کہ رانده شده است۔ (شیخ سعدی شیرازی)

(۶) مشرکان نمی پرستند بجز خدا مگر بتانے را کہ بنام دختران مسمی کرده اند و نمی پرستند مگر شیطان دُور رفتہ از حد۔ (شاہ ولی اللہ)

(۷) یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی)

یہ بات خوش آئند ہے کہ اس آیت مبارک کا ترجمہ درج ذیل فرقہ پرست مترجمین نے بھی صحیح کیا ہے جو کئی ایسے ہی دوسرے مقامات پر روایتی فرقہ واریت کا مظاہرہ کر گئے ہیں۔

(۱) ''وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں''۔ (تفہیم القرآن جلد اص ۳۹۷)

(۲) ''یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے''۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

(۳) ''یہ جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں تو عورتوں ہی کی اور پکار کرتے ہیں تو شیطان سرکش ہی کو''۔ (فتح محمد جالندھری دیوبندی)

تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲ ص ۲۶۰ پر پکارنے اور پوجنے کو ایک معنی دیا گیا ہے۔ چونکہ صاحب مواہب الرحمان سید امیر علی نے اپنی تفسیر میں قرآنی آیات کے تحت شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ لکھا ہے اس لئے مجبوراً ویسا ہی لکھنا پڑھا مگر جب تفسیر کی تو لکھتے ہیں۔ ''یدعون پکارتے ہیں (ف) یعنی پرستش کرتے ہیں یہ مشرک لوگ یعنی اہل مکہ جو اس وقت میں مشرک تھے۔ (جلد ۲ ص ۲۶۰)

مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ ''اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہیں پکارتے تھے اناث کو (ف) عورت کو جن کا نام لات، عزیٰ ومنات ہے اس واسطے کہ یہ نام مؤنث ہیں اور جن لوگوں کا نام بتلاتے ہیں، وہ بھی

عورتیں تھیں۔ ایسا ہی ابی بن کعب و عائشہ و ابو سلمہ اور عروہ و مجاہد و ابو مالک و سدی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتوں کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور شکلیں بنا کر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے ہیں۔ (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث ہر بے جان چیز مانند لکڑی و پتھر کے جس میں روح نہ ہو۔ (رواہ ابن حاکم عن ابن عباس، حسن بصری) ابی بن کعب ﷺ نے کہا ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ تھی۔ (راوہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اُسی شیطانہ کو پوجتے تھے اِسی واسطے فرمایا: وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اور نہیں پوجتے مشرک لوگ اِلَّا شَیْطَانًا مَّرِیْدًا مگر شیطانہ مرید کو (ف) جس نے اُن کو بت پرستی پر آمادہ کیا یہی شیطان کو پوجنے کی وجہ ہے کیونکہ بت پوجنے میں درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں"۔ (تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲ص ۱۶۱ من وعن)

صاحب "مواہب الرحمان" نے جو تشریح کی ہے اُسے تفسیر "دُرِ منثور" سے نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابی بن کعب ﷺ فرماتے ہیں:۔

(الف) مَعَ کُلِّ صَنَمٍ جَنِیَّةٌ (ہر بت کے ساتھ شیطانہ تھی)۔

(ب) کُلُّ شَیْءٍ مَّیِّتٌ لَیْسَ فِیْهِ رُوْحٌ مِثْلُ الْخَشْبَةِ الْیَا لِسَتَه مِثْلُ الْحِجْرِ یَابِسٌ۔ (درمنثور جلد ۲ص ۶۸۷، ابن کثیر جلد ۱ص ۴۷۷)

(ج) وَاَخْرَجَ عَبْدٌ وَّابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ فِیْ قَوْلِهٖ (یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اِنَاثًا) قَالَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی وَمَنَاتُ کُلُّهَا مُؤَنَّثٌ (درمنثور جلد ۲ص ۶۸۷)

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنَ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الضَّحَاكِ فِیْ قَوْلِهٖ (اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اِنَاثًا) قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: اِنَّ الْمَلَائِکَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاِنَّمَا نَعْبُدُهُمْ لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی! قَالَ اتَّخَذُوْا اَرْبَابًا وَ

صُوَرُهُنَّ صُوَرُ الْجَوَارِیْ مَحَلُّوْا وَقَلَّدُوْا وَقَالُوْا هٰٓؤُلَاءِ یَشْبُهْنَ بَنَاتُ اللّٰهِ الَّذِیْ نَعْبُدُهٗ یَعْنُوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ۔ (درمنثور جلد۲ص ۲۸۷)

''مشرک کہتے تھے فرشتے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) کی بیٹیاں ہیں۔ ہم انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) کے پاس نزدیک کردیں۔ اور اُن کی تصویریں عورتوں کی شکل میں قائم کرتے تھے پھر حکم کرتے تھے اور تقلید کرتے تھے اور کہتے تھے یہ صورتیں فرشتوں کی ہیں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) کی بیٹیاں ہیں''۔

بُرا ہو جہالت' تعصب اور فرقہ پرستی کا۔ عقلِ انسانی جب مخالفت برائے مخالفت سے اندھی ہو جاتی ہے تو حقائق اور سچائیاں اُس کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ تمام تفاسیر اِس بات کی وضاحت کر رہی ہیں کہ مشرکین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) کے فرشتوں کو اُس کی بیٹیاں سمجھتے تھے اور اپنے تصور میں اُنہوں نے لکڑی اور پتھر کے بت بنا کر اُنہیں عورتوں جیسے نام دے کر پوجنا شروع کر دیا اور پرستش کا مقصد بھی بیان کر دیا۔ لیکن اِس دور میں ایسا مبہم اور غیر واضح انداز اختیار کیا گیا ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کو مشرکینِ مکہ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اُمّتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ مقامِ غور ہے جن مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جائے کیا وہ فتوے لگانے والے کے ساتھ متحد ہو سکتے ہیں۔

مشرکین مکہ مکرمہ تو کہتے تھے ''ہم اِن بتوں کی عبادت اِس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں''۔

کوئی صاحبِ ایمان کسی نبی علیہ السلام یا ولی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوجا تو نہیں کرتا مگر ظلم کی اِنتہا ''فوائد سلفیہ مسمّی بہ اشرف الحواشی مرتبہ مولوی محمد عبدہ الفلاح'' میں زیرِ آیت.... مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.... (الزمر:۳) لکھا ہے۔ ''ہمارے زمانے میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو موحد مسلمان

کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں اُن کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اُن کے نام کی نذر نیاز مانتے ہیں یا دُعا میں اُن کا بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں۔ اِن سب باتوں سے غرض اُن کی یہ ہوتی ہے کہ اِن بزرگوں کے ذریعہ اُنھیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے اُن کی سفارش کر سکیں"۔

کہاں معبودانِ باطل اور کہاں بزرگانِ دین؟ یہ لوگ کیسی غلط اور خلافِ قرآنِ مجید و حدیث تفسیر کرتے ہیں کہ جن کی محبت و معیت اور جن کی پیروی و سفارش کل قیامت کے دن کام آئے گی اُنھیں معبودانِ باطل کے ساتھ ملا دیا ہے۔

پیچھے آپ مودودی صاحب کا ترجمہ بھی پڑھ آئے ہیں۔ مودودی صاحب نے گو بحث کا ترجمہ درست کیا ہے مگر تفسیر کرتے ہوئے ایسی بات کہہ دی جو صریحاً روحِ اِسلام کے خلاف ہے۔

ملاحظہ ہو:-

"شیطان کو اِس معنی میں تو کوئی معبود نہیں بناتا کہ اُس کے آگے مراسم پرستش ادا کرتا ہو اور اُس کو اُلوہیت کا درجہ دیتا ہو۔ البتہ اُسے معبود بنانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور جدھر جدھر وہ چلاتا ہے اُدھر چلتا ہے۔ گویا یہ اُس کا بندہ ہے وہ اُس کا خدا"۔ یہ عبارت لکھنے کے بعد ایسی ٹھوکر کھائی کہ عظمتِ اِسلام اور مقصدِ اِسلام کو فراموش کر دیا۔ لکھتے ہیں۔

"اِس سے معلوم ہوا کہ کسی کے احکام کی بے چون و چرا، اِطاعت اور اَندھی پیروی کرنے کا نام ہی "عبادت" ہے اور جو شخص اِس طرح کی اِطاعت کرتا ہے وہ دراصل اُس کی عبادت بجالاتا ہے"۔

شاید موصوف نے غور نہیں کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون و چرا اور اَندھی پیروی کرتے تھے اور یہی بے چون و چرا اور اَندھی پیروی اِطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لازمی جزو ہے اور اِسی پیروی سے کلمہ گو مقربِ بارگاہِ خداوندی بنتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مودودی صاحب کے اپنے پیروکار اُن کی بے چون و چرا اطاعت اور اندھی پیروی کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ بے چون و چرا مودودی صاحب کی اطاعت اور اندھی پیروی کرتے ہیں (بقول اُن کے کیا وہ دراصل اُن کی عبادت کرتے ہیں؟)

آیئے صراطِ مستقیم کی طرف اور غور و فکر سے مطالعہ کریں کہ زیرِ بحث آیت مبارک میں مشرکینِ مکہ کی حماقت اور سفاہت کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ اگر خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں تو کس کو؟ اُن لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کو۔ اُن کے معبودوں کو اناث (عورتیں) کہا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُن کے بیشتر معبودوں کے نام عورتوں کے سے تھے۔ لات، منات، عزّیٰ، نائلہ وغیرہ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ جس بت کی پرستش کیا کرتا تھا اُسے انثیٰ بت فلاں کہا جاتا تھا۔ A

تیسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ بے جان مورتیاں تھیں اس لئے انہیں اناث سے تعبیر کیا گیا کیونکہ مؤنث ہی انفعال پذیر ہوا کرتی ہے۔ یعنی دوسرے کا اثر قبول کرتی ہے اور کسی میں اثر نہیں کرتی۔ اسی طرح یہ لکڑی اور پتھر وغیرہ بھی مؤنث کی طرح صرف منفعل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، فاعل نہیں ہوتے۔ اس لئے انہیں اناث کہا گیا ہے۔ (بیضاوی بحوالہ ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۹۳)

یہاں "یَدْعُوْنَ" کا فاعل کفار و مشرکین عرب ہیں۔ دُوْنِہٖ کی ضمیر اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کی طرف ہے۔ دُوْنَ بمعنی سواء کے ہے یا بمعنی مقابل کے۔ کیونکہ ربّ کائنات خالقِ ارض و سما خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا جس کی عبادت کی جائے اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مقابل مان لیا جاتا ہے۔ مشرکینِ عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں سمجھ کر پوجتے تھے اور جو بت مردوں کے نام کے تھے جیسے ہبل، ود، سواع، ذوالخلصہ انہیں بھی

A تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۱۵۱، تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۵ ص ۳۸۷، ابن جریر جلد ۳ جز ۵ ص ۱۹۶، کشاف جلد ۱ ص ۵۸۳، تفسیر کبیر جز ۱۱ ص ۳۶۔

عورتوں کی طرح زیوروں سے آراستہ کرتے تھے۔ نیز وہ پتھروں' چاند سورج' ستاروں کو عورت سمجھ کو پوجتے تھے۔ نیز بے جان' بے عقل چیزوں کو بھی عربی مثل عورت کے مانا جاتا ہے اسی لئے اُن کی طرف ضمیر مؤنث لوٹتی ہے۔ اب بھی ہندو رام چندر کرشن کو زیور پہناتے ہیں۔ کالی دیوی کو عورت مانتے ہیں، زمینِ ہند کو بھارت ماتا کہتے ہیں۔

لہٰذا یہ آیتِ کریمہ برحق ہے کہ یہ بے عقل مرد ہو کر عورتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی الٰہ، معبود یا اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا شریک نہیں مانتا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے رسولوں علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اُس کے مقرب اور پیارے محبوب بندے مانتا ہے۔ اِس لئے کہ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مقرب اور برگزیدہ محبوب بندے ہی ہیں جن کی پیروی اور اِطاعت بلکہ اُن سے سچی محبت جزوِ ایمان ہے۔ اُن پر بتوں والی آیات کا اِطلاق تحریفِ قرآن و ظلمِ عظیم اور کفر ہے۔

بوقتِ حاجت اور ضرر

یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) پکارنا

جب آدمی ضد اور تعصب کا شکار ہو جاتا ہے تو سچائی کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ سچائی کا اِنکار صرف ایک فرد کو گمراہی کے گڑھے میں نہیں پھینکتا بلکہ جتنے لوگ دیوانہ وار بے سوچے سمجھے اُس کے پیچھے چلتے ہیں وہ ظلمت و گمراہی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں اور ایک گروہ اِنسانیت تباہ ہو جاتا ہے۔ ایک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد)، ایک رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن (اور اُس کی تفسیر) حدیث پاک کو ماننے والے ایک جماعت تھے۔ مگر دیکھتے دیکھتے چشمِ فلک حیران ہو گئی کہ دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔ لوگوں نے جماعت کی عظمت کو پارہ پارہ کرنے کی طرح طرح کی

سازشیں کیں اور اُمتِ مسلمہ کو کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کر کے صحابہ کے مخالفوں کا فرقہ بنا لیا۔ کسی نے سرکارِ کائنات ﷺ کی رفعتوں کا منکر بن کر فرقہ بنا لیا۔ کسی نے اولیاء اللہ سے دشمنی کا ٹھیکہ سنبھال لیا۔ کسی نے صلوٰۃ وسلام سے ضد لگا لی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اِن تمام مخالفینِ اسلام نے طرح طرح کی مَن گھڑت تاویلیں کر کے اُمتِ مسلمہ میں رخنہ پیدا کر دیا۔ خواہ مخواہ شرک و بدعت کے فتوے لگا کر مسلمانوں سے نفرت پیدا کر لی۔ یہ نفرت صرف مسلمانوں سے ہی نہیں بلکہ دینِ اسلام اور داعیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے دُوری کا سبب بن گئی اور یہ نفرت اِن غیر مہذب اور ناعاقبت اندیش لوگوں کو یہاں تک لے گئی ہے کہ اِنہوں نے اَحادیثِ مبارکہ سے رسولِ پاک ﷺ کا نام بھی کاٹنا شروع کر دیا۔ جہاں چاہتے ہیں حدیث شریف کاٹ دیتے ہیں۔ اُردو میں اپنی مرضی کا ترجمہ کر کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے رشحاتِ قلم میں سے ایک خوبصورت تحریر قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہی ہے۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ لوگ دین میں خیانت کرتے ہوئے کہاں تک جا چکے ہیں۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار حدیث نابینا کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) سے دُعا فرمایئے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دُور ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا کروں اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ ﷺ دُعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے اُس کو حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھی طرح سے وضو کرو اور اِن کلمات کے ساتھ دُعا

کرو۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کو فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا کر اور یوں دُعا کر۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ
الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ
لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۱؎

"اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میں تیری بارگاہ میں تیرے رحمتوں والے نبی (ﷺ) کے وسیلہ سے سوال عرض کرتا ہوں اور متوجہ ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ (ﷺ) کے وسیلہ سے اپنی اِس حاجت کے سلسلہ میں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی طرف متوجہ ہوں کہ میری یہ حاجت پوری کی جائے۔ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میری اِس حاجت میں اپنے نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی شفاعت قبول فرما"۔

۱؎ ابن ماجہ عربی ۱۰۰، المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۸ (۳ سندیں)، جامع صغیر جلد ۱ ص ۵۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۲۲۵، ۲۲۶، ابن السنی ص ۲۲۲، تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۰، حصن حصین عربی ص ۹۷، شفاء السقام ص ۱۲۵، کتاب الاذکار نووی ص ۱۵۷، حلبی کبیر ص ۴۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸، ۷۰۱، مستدرک تلخیص ذہبی جلد ۱ ص ۳۵۸، خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۰۱، اصابہ ابن حجر ص ۱۶۳، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹۳، روح المعانی جلد ۳ ص ۱۳۵، ۱۶۳، نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۸۰، تاریخ حبیب الٰہ ص ۱۸۹، کتاب الشفاء اردو ص ۲۳۱، شرح شفا ملا علی قاری جلد ۲ ص ۱۰۶، نسیم الریاض جلد ۳ ص ۱۰۶، ۳۹۸، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۱۶۱، ۱۶۲، اغنیۃ الطالبین جلد ۱ ص ۱۲ مصری چھاپ، حجۃ اللہ علی العالمین عربی ص ۳۳۱، ۷۹۸، ۸۱۲، انوار محمدیہ ص ۳۸۵، سیرت النبی جلد ۳ ص ۶۳۱، الدرر السنیہ ص ۸، شمس التواریخ ص ۱۱۹، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات اردو ص ۱۳۹، مطالع المسرات ص ۳۶۳، جذب القلوب فارسی ۲۱۹، باب الصلوٰۃ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۳، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ ص ۱۵۹ تا..... ۱۵۳، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۵، ۲۷۵ .... ۲۶۴، ۳۲۳، ۳۲۴، تاریخ بخاری جلد ۲ ص ۲۰۹، الفتوحات ربانیہ فی شرح الاذکار النوویہ عربی ص ۳۰۳، بہار شریعت جلد ۴ ص ۳۰، تحفۃ الاحوذی ص ۸۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۸ ص ۲۸۱، وفا الوفا سمہودی جلد ۲ ص ۴۳۰۔

تمام محدثین نے مذکورہ بالا روایت ترمذی شریف، نسائی شریف اور مستدرک حاکم شریف کے حوالے سے نقل کی ہے۔ نیز ابنِ ماجہ شریف کے حوالے سے بھی اِسے نقل کیا گیا ہے اور اِسے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابنِ تیمیہ کے مقلدین اہلحدیث اپنا امام مانتے ہیں) نے "تحفۃ الذاکرین" صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اُس نابینا نے دُعا کی اور کھڑا ہوا تو اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پرانے محدثین نے ترمذی شریف کے حوالے سے اِس حدیث پاک کو نقل کیا ہے مگر موجودہ ترمذی شریف سے "یا محمد" کا جملہ غائب ہے۔ اِسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں یہ حدیث پاک نہیں ملتی جبکہ پہلے محدثین نے بحوالہ نسائی شریف اِس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

اِن کتابوں کے نام قارئین کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لئے پچھلے صفحے پر حاشیہ نمبر ا میں پیش کئے گئے ہیں جن میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔

اِس دُعا کو اُس وقت کیا گیا جب حضور نبی کریم ﷺ ظاہرہ زمانۂ حیات میں تھے۔

جب آپ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے پیشِ نظر گیا لیکن امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔

چنانچہ اِس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا فکر نہ کرو، تازہ وضو کرو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دُعا کرو۔ اِس سائل کو وہ دُعا بتائی جو آپ پچھلے صفحہ پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پھر کہا اب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔

اِس کے بعد وہ شخص امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی

ﷺ کے پاس لے گیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین ﷺ نے بڑی محبت کے ساتھ اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا بھئی کیا بات ہے؟ اُس شخص نے اپنی حاجت بیان کی، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین ﷺ نے فوراً اُسے حل کیا اور بہت عزت سے رخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن حنیف ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مجھے ملا میرا شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اُس سے کہا بھئی یہ دُعا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک نابینا کو سکھائی تھی اور میں اُس وقت موجود تھا۔ (اس میں ظاہری حیات کے بعد توسل اور ندائے غائبانہ کا ذکر ہے)

مذکورہ بالا واقعہ جن کتب میں موجود ہے۔ حاشیہ میں اُن کے نام پڑھ لیں ؎

ابنِ تیمیہ نے اپنی "کتاب الوسیلہ" اور "فتاویٰ ابنِ تیمیہ" میں ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے حدیثِ نابینا کو نقل کیا ہے۔ نیز ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ اِس حدیث شریف کو بیہقی وغیرہ نے "دلائل النبوۃ" میں بیان کیا ہے، ابنِ تیمیہ نے اِس حدیث کو نقل کر کے فتاویٰ جلد ا ص ۲۶۶ میں اپنا غلط قول اور دعویٰ لکھا ہے کہ اِس حدیث میں دُعائے مصطفیٰ ﷺ سے وسیلہ لیا گیا نہ کہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے حالانکہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ، میں "بِنَبِیِّکَ" کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکارِ کائنات ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے وسیلہ لیا گیا ہے۔ تمام محدثین کرام اور دینی کتابوں کے مصنفین نے حدیثِ نابینا کو من وعن نقل کیا ہے اور ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ اور بیہقی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔

؎ المعجم الکبیر للطبرانی ص ۱۰۳، انجاہ الحاجہ حاشیہ ابنِ ماجہ ص ۱۰۰، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء السقام عربی ص ۱۲۷، ۱۶۸، الدرر السنیہ بحوالہ طبرانی وبیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۹، ۲۲۰، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷، فتاویٰ ابنِ تیمیہ جلد ا ص ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۷۲۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ''مناجات مقبول'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اور اِس حدیث پاک کو صفحہ نمبر ۲۶۰ کے ''تتمہ'' میں مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ کے عنوان سے نقل کیا ہے۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ''يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ '' تک حدیث پاک کو کاٹ دیا ہے اور حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ ''اِخْتَصَرْتُهٗ لِاَنَّ النِّدَاءَ الْوَارِدَ فِيْهِ لَا دَلِيْلَ عَلٰى بَقَائِهٖ بَعْدَ حَيَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ'' نبی کریم ﷺ کی حیات کے بعد چونکہ اَب ندا کی کوئی دلیل نہیں اِس لئے میں نے حدیث کو کاٹ دیا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ حدیث پاک مصطفیٰ ﷺ کی اور کاٹتے ہیں مولوی تھانوی صاحب، اِس سے بڑھ کر فتنہ، ظلم اور خیانت در دین کیا ہو سکتی ہے؟

اِسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ ایک ایڈیشن میں حدیث پاک کاٹی اور حاشیہ لکھ دیا۔ جبکہ دوسرے ایڈیشن میں کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۱ میں حدیث پاک بھی کاٹی اور اپنا ہی لکھا ہوا حاشیہ بھی کاٹ دیا تا کہ اہل ایمان کو پتا نہ چل سکے کہ مولوی صاحب نے سرکار مدینہ ﷺ کی حدیث پاک میں خیانت کر کے حدیث پاک کاٹ دی ہے۔

اِن دونوں ایڈیشنوں کی فوٹو کاپی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے:

اور اِس کے ساتھ دوسری کتابوں سے بھی فوٹو پیش کئے جا رہے ہیں جن میں صفحہ نمبر ۲۲۷ والی حدیث پاک بغیر قطع و برید کے موجود ہے' ملاحظہ ہو۔

جن لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک محمد ﷺ اور صفتِ مبارک رسول اور نبی اور حبیب (ﷺ) کے ساتھ حرف ندا "یا" لگانے یا لکھنے سے بڑی پریشانی ہوتی ہے اُنہوں نے اپنی قلبی بیماری کے اظہار کیلئے نہ صرف کتابوں سے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کاٹا ہے بلکہ مساجد سے بھی کاٹ دیا ہے اور اب تو ایسی مساجد دیکھنے میں آتی ہیں جہاں اسم اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے ساتھ بھی حرف "یا" کو لکھنا گوارا نہیں کیا جاتا۔ جب لوگوں کی ذہنی پستی یہاں تک پہنچ گئی ہو پھر وہاں عروج کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے اَسمائے حسنٰی بڑی برکتوں والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عطا سے نبی مختار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اَسمائے مبارکہ بھی برکتوں والے ہیں۔

حضور نبی محترم ﷺ کے اسم ذات اور اسم صفت (حضرت) محمد (ﷺ) کی برکت حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الادب المفرد" ص ۱۴۲ میں تحریر فرمائی۔

لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی دوست نے اُن سے کہا آپ کسی ایسے محسن انسان کا ذکر کریں جن کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہو تو اُنہوں نے کہا "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) تو سویا ہوا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ معلوم ہوا پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی ایسا عظیم برکتوں والا ہے کہ جو بھی "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) پکاریں تو تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔

مقام غور ہے۔ ایک وہ ہیں جو "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) پکاریں تو اُن کو شفاء ملتی ہے اور تکلیفیں دُور ہوتی ہیں، دوسرے وہ نصیبوں کے مارے ہیں جنہیں "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اپنی اپنی سوچ، فکر اور ایمان ہے۔ ایک وہ ہیں جو صحابہ کرام ﷺ کی پیروی پر کاربند ہیں اور پریشانی، ضرر اور مصیبت کے وقت "یا محمد" "یا رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ لیتے ہیں اور

دوسرے وہ بھی ہیں جو مخالفتِ صحابہ ﷺ اور عناد اُمت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے محولہ بالا واقعہ کو لکھتے ہوئے عنوان دیا ہے (باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله) یعنی ”جس آدمی کا پاؤں سن ہو جائے وہ کیا کہے“

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی کتاب الادب المفرد اور دیگر وہ کتابیں جن میں مذکورہ بالا واقعہ نقل کیا گیا ہے اُن کے فوٹو کاپی قارئین کرام کیلئے شائع کیے جا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

قیامت کے علم کے بارے میں عقیدہ

قیامت کے علم کے بارے میں آپ کا عقیدہ قرآنِ مجید و حدیث مبارکہ کے مطابق یہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اپنے پیارے حبیب، محبوبِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے جسے آپ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حکم سے چھپایا تھا۔ ہاں! البتہ کئی نشانیاں بتادی ہیں اور خاص ''سن'' کہ کس ''سن'' میں قیامت بپا ہوگی اُس کے بارے میں نہ بتایا۔ عام طور پر جلسوں میں فرمایا کرتے اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ فیصل آباد کا راستہ بتائیں تو وہ شخص کہے گا، لاہور سے شیخوپورہ، شیخوپورہ سے مانانوالہ، مانانوالہ سے شاہ کوٹ اور شاہ کوٹ سے کھڑیانوالہ اور پھر وہ خاموش ہو جائے تو آپ فرماتے جس نے کھڑیانوالہ تک راستہ بتادیا ہے۔ اُسے آگے فیصل آباد کا بھی پتا ہے۔ کھڑیانوالہ کہہ کر خاموش ہو جانے کا مطلب یہ نہیں اُسے فیصل آباد کا علم نہیں۔

اتنا فرمانے کے بعد فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے قیامت کی تمام نشانیاں بتادی ہیں پھر یہاں تک فرمایا کہ محرم الحرام کا مہینہ ہوگا، دس تاریخ ہوگی، جمعۃ المبارک کا دن ہوگا، صبح کا وقت ہوگا، اور جب تک ایک ایمان والا بھی دنیا میں ہے قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت کافروں پر آئے گی۔ (المختصر)۔ علاوہ ازیں علم قیامت کی دلیل میں آپ بے شمار دلائل دیتے تھے اور کئی آیاتِ مبارکہ پیش فرماتے:

اِس سلسلہ میں قرآنِ مجید سے آپ کے دلائل میں یہ اہم نکتہ بھی تھا کہ قرآنِ مجید میں جہاں جہاں اکاد، یکاد کا دوا آیا ہے وہ واقع نہیں ہوا۔

یکاد، **کود** سے بنا ہے جس کے معنی قریب ہوتا ہے اور یہ وہاں ارشاد ہوتا ہے جہاں کام ہوا تو نہ ہو مگر اس کے ہونے کی قوی امید ہو۔ **کاد (کود)** کا

اِستعمال بطور فعل مقارب کے ہے۔ یعنی فعل کے قریب الوقوع ہونے کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور اِس سے صرف ماضی اور مضارع آتے ہیں دوسرے نہیں آتے۔ اِس کے معنی ہوتے ہیں وہ کسی کام کرنے کے قریب ہو گیا اِس لئے اِس کو فعل مقارب کہتے ہیں۔ مثلاً "کادیفعل" "قریب تھا کہ وہ اِس کام کو کر گزرتا یعنی کرنے والا تھا مگر کیا نہیں۔

مثالیں:

(۱) یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ ..... ۱؎ "بجلی یوں محسوس ہوتی ہے کہ اُن کی نگاہیں اُچک لے جائے گی"۔

(۲) جب بنی اسرائیل کے مال دار شخص عامل کو اُس کے عزیز نے قتل کر کے دوسری بستی میں ڈال دیا کہ اُس کا خون بہا بھی لے اور میراث بھی۔ پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جائے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا ایسی گائے ذبح کرو جو نہ بوڑھی ہو نہ بچی ہو بلکہ دونوں کے درمیان ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اُس کا رنگ بتائیں تا کہ ہم گائے ذبح کریں۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) نے فرمایا، وہ چمکیلے رنگ کی ہے اُس سے نہ تو خدمت لی گئی ہے اور نہ ہی ہل چلانے اور کھیتی کو پانی لگانے کا کام لیا گیا ہے۔ بلکہ بے داغ ہے۔ بالآخر انہوں نے کہا:

.... قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ۲؎ "بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اُسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے"۔

(۳) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سے واپس لوٹے اور قوم کی حالت کو دیکھا تو سامری پر سخت غصہ اور جھنجلاہٹ آئی اور اُس کا اِظہار حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "تو حضرت ہارون علیہ السلام نے: ...... قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ

۱؎ البقرہ:۲۰ ۲؎ البقرۃ:۷۱۔

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ز .... ؎۳ ''کہا اے میری ماں کے بیٹے قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں''۔

(۴) مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد) کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے والے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن مہاجرین اور انصار (رضی اللہ عنہم) پر جنہوں نے ہر مشکل کی گھڑی میں اُن کا ساتھ دیا۔ اِس کے بعد كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ط .... ؎۴ ''قریب تھا کہ اُن میں کچھ لوگوں کے دِل پھر جائیں پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا''۔ (یعنی گھبرا کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں مگر ایسا نہ ہوا)۔

(۵،۶) قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وفد رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر ہماری تین باتیں مان لیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں گے (۱) ہم نمازیں پڑھیں گے مگر رکوع وسجود نہیں کریں گے۔ (۲) ہم اپنے معبودوں کی عبادت نہیں کریں گے مگر سال میں ایک مرتبہ اُن کے چڑھاوے اور نذرانے وصول کریں گے اور (۳) ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہیں توڑیں گے۔ آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں جو دوسروں کو نہ بخشی ہے اور اگر غریب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آکر اِس کی وجہ پوچھیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد کا حکم ایسا ہی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں نامنظور فرمائیں تو اُس موقعہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد نے فرمایا: وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ق ط وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا o وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا o ؎۵ ''اور وہ تو قریب تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجی کہ تم

؎۳ الاعراف: ۱۵۰ ؎۴ التوبہ: ۱۱۷ ؎۵ بنی اسرائیل: ۷۳، ۷۴۔

ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے"۔

(۷) عرب کے مشرکین نے چاہا کہ سب مل کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو عرب سے باہر کر دیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے وہ اِس پر قادر نہ ہوئے۔ اِس پر ربّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ ؂ "اور بے شک قریب تھا کہ وہ آپ (ﷺ) کو اِس زمین سے نکال دیں اور اِس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ آپ (ﷺ) کے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا"۔

(۸) کافروں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی بھی اولاد ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے بہت بڑی گستاخی کی تب اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ٥ ؂ "قریب ہے کہ آسمان اُس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ڈھ کر گر جائیں"۔ (مگر ایسا نہیں ہوا)

(۹) قرآنِ مجید میں ہے:

"اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا ہوا روشن تارا ہے برکت والے پیڑ، زیتون سے جو نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا"۔

......يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط...... ؂ "قریب ہے کہ اُس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے"۔

(۱۰) "کیا تم نے دیکھا اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے

؂ بنی اسرائیل: ۷۶۔ ؂ مریم: ۹۰۔ ؂ النور: ۳۵۔

حد) بادل کو نرم نرم چلاتا ہے۔ پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر انہیں تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں، ان میں سے کچھ اولے، پھر انہیں جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔ یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ؕ۹ "قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے"۔

(بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے گی)

(۱۱) مشرکین کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ (ﷺ) کو دیکھتے ہیں تو آپ (ﷺ) کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ کیا یہ ہیں جن کو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) نے رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا؟ پھر کہتے ہیں اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ.... ۱۰ "قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیتے اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے" (مشرکین رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کلام اور معجزات کے قوی اثر کو جانتے تھے وہ کہنے لگے ہم ضدی نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے معجزات اور کلام کی برکت سے کبھی کے کفر سے ہٹ گئے ہوتے مگر وہ کفر سے پیچھے نہ ہٹے۔)

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جب اندیشہ ہوا کہ کہیں فرعون میرے بیٹے کو قتل نہ کرا دے تو حکمِ الٰہی سے اُسے دریا میں ڈال دیا اور فرعون اور اس کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابوت کو دریا سے نکالا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اُن کے دلوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈال دی۔ اگلے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۱۱ "ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا

۹ النور: ۴۳۔ ۱۰ الفرقان: ۴۲۔ ۱۱ القصص: ۱۰۔

حال کھول دیتی اگر ہم اُس کے دل پر ڈھارس نہ بندھاتے کہ اُسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے"۔ (مطلب یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دل کا حال نہ کھولا)۔

(۱۳) "جنتی لوگ آپس میں دنیا کی باتیں بھی کریں گے، ایک جنتی دوسرے سے کہے گا میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا تم اُسے سچ مانتے ہو (کہ قیامت کے دن حساب وکتاب، سزا وجزا ہوگی ہم نے تو دیکھا ہے سزا وجزا تو دنیا ہی میں ملتی ہے) کیا ہم جب مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہمیں جزا وسزا دی جائے گی؟ کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے؟ (دوزخ میں کہ میرا ہم نشین کس حال میں ہے؟ یہ کہہ کر جنت کے ساتھی اُٹھیں گے) اور دوزخ میں جھانکیں گے تو اُسے بھڑکتی آگ میں دیکھا۔ (جب اُسے دوزخ کی بھڑکتی آگ میں دیکھا) تو قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝ ۱۲؎ "کہا اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے"۔ (مگر بچاؤ ہو گیا)

(۱۴) فرعونی لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بولے اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کریں اس عہد کے سبب جو اُس کا تیرے پاس ہے۔ بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت ٹال دی جبھی وہ عہد توڑ گئے اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں کہ میرے (محلوں کے) نیچے بہتی ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں (فرعون کہنے لگا) میں بہتر ہوں اس سے کہ یہ عزت نہیں رکھتا۔ (نعوذ باللہ) وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ ۱۳؎ "اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا"۔

کیونکہ اُن کی زبان میں لکنت ہے جو بچپن شریف میں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی، وہ پرانے خیال میں تھا۔ مگر رب نے آپ کو شفاء دی تھی آپ کی طور والی دُعا سے: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ ۱۴؎ "اور میری زبان کی گرہ کھول دے"۔

(۱۵) دوزخ کی کیفیت اور حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا "اور جنہوں نے اپنے

۱۲؎ والصافات: ۵۶۔ ۱۳؎ الزخرف: ۵۲۔ ۱۴؎ طٰہٰ: ۲۷۔

رَبّ کے ساتھ کفر کیا اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی بُرا انجام ہے۔ جب اُن میں ڈالے جائیں گے اُس کا ریکنا سُنیں گے کہ جوش مارتی ہے" اور تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ .... ۱۵؎ "معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی"۔

(۱۶) اپنے پیارے محبوب ﷺ سے فرمایا: وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ .... ۱۶؎ "اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی نظر بد لگا کر آپ (ﷺ) کو گرا دیں گے"۔ (مگر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اُن کی نظر بد سے محفوظ فرمایا)۔

(۱۷) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بطن نخلہ سے واپس آتے وقت مقام تجون میں ٹھہرے، آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو جنات نے تلاوت کلام پاک سنی اُن جنات کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ اُن کے ٹھٹھ لگنے کے قریب ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد نے فرمایا: وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ ۱۷؎ "اور یہ کہ جب اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کے بندے (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ) اُس کی بندگی کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب تھا کہ وہ جن اُن پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں"۔ (قریب ہے اِس لئے فرمایا کہ اُن کے ٹھٹھ لگے نہیں کیونکہ جنات تھوڑے تھے)

آپ نے اِس دعویٰ میں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علم عطا فرمایا، دلائل کے طور پر قرآن مجید کے ۱۶ مقامات سے مختلف واقعات سے متعلق آیات پیش کیں۔ جن میں بالترتیب اِن باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) قریب تھا کہ بجلی اُن کی بینائی اُچک لے۔

(۲) وہ گائے ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔

(۳) قریب تھا کہ وہ مار ڈالتے۔

۱۵؎ الملک:۸۔ ۱۶؎ القلم:۵۱۔ ۱۷؎ الجن:۱۹۔

(۴) قریب تھا کہ اُن لوگوں کے دل پھر جائیں۔
(۵) قریب تھا کہ وہ لغزش دیتے۔
(۶) قریب تھا کہ آپ ﷺ اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔
(۷) قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو اس زمین سے نکال دیں۔
(۸) قریب تھا کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے۔
(۹) قریب تھا کہ تیل بھڑک اُٹھے۔
(۱۰) قریب تھا کہ بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے۔
(۱۱) مشرکین نے کہا قریب تھا کہ ہمیں (ہمارے جھوٹے خداؤں سے) پھیر دیں)۔
(۱۲) قریب تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ، دل کا حال کھول دیتیں۔
(۱۳) قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دے۔
(۱۴) بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا تھا۔
(۱۵) قریب تھا کہ دوزخ غضب سے پھٹ جائے۔
(۱۶) قریب تھا کہ وہ اپنی نظر بد لگا دیں۔
(۱۷) قریب تھا کہ جن ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔

حضرت قبلہ پیر طریقت، قطبِ جلی، امین علم لدنی علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِستدلال تھا کہ محولہ بالا تمام واقعات میں تکاد، یکاد، کادوا اور کادت کا ذکر ہے۔ اور جہاں یکاد، تکاد، کادوا آیا ہے وہ بات وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ ایسے ہی ربِّ کائنات نے قیامت کے بارے میں فرمایا: اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا [۱۸] "بے شک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں (اُس کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں"۔

جس طرح دوسری چیزیں جن میں تکاد، یکاد کا ذکر آیا ہے وہ واقع نہیں

۱۸؎ طٰہٰ: ۱۵۔

ہوئیں۔ اِسی طرح یہ بات بھی واقع نہیں ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اپنے محبوب کریم ﷺ پر قیامت کا علم چھپایا نہیں۔ وقت اور دیگر تمام باتوں کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطا فرما دیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بھی وقت خاص کو پوشیدہ رکھا۔ بعض لوگ جھٹ سے کہہ دیتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگوں کی بے خبری کی بات ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللطیف صاحب مجددی مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد غوثیہ گول باغ شادباغ لاہور نے ایک دن یہ بات بتائی کہ پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ انفرادی اعزاز ہے کہ قیامت کے علم کے بارے میں اُنہوں نے قرآنی آیات مبارکہ سے استدلال فرماتے ہوئے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے قیامت کا علم اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے نہیں چھپایا اور اِس سلسلہ میں فرمایا کہ جن آیات میں اکاد، یکاد کے لفظ آئے ہیں وہ باتیں وقوع پذیر نہیں ہوئیں۔ جس طرح دوسری باتیں وقوع پذیر نہیں ہوئیں ایسے ہی اِس آیت کی بات بھی وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا [۱۹] ''بے شک قیامت آنے والی ہے، قریب ہے کہ ہم اِسے چھپائیں''۔ اِس میں ''اَكَادُ اُخْفِیْهَا'' کا جملہ غور طلب ہے۔ عربی کے عام مفہوم کے اعتبار سے اِس کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے اُسے مخفی رکھنا چاہا تھا مگر ایسا نہ کیا۔ مگر قیامت کی آمد، علامات اور حالات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے بتا دیئے گئے تا کہ لوگ اِس کی تیاری کر لیں۔ قیامت کے وقوع کا دن، تاریخ اور مہینہ تو بتا دیا لیکن سن نہ بتایا تا کہ راز بالکل فاش نہ ہو جائے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہاں تک فرما دیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح پڑوسی ہیں یعنی جس طرح پڑوسی کو پڑوسی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہمیں بھی قیامت کی خبر ہے۔

---

۱۹ طٰہٰ: ۱۵۔

ڈسکہ میں جماعتِ اسلامی کے ٹیچر سے گفتگو

سیّدی مرشدی حضرت باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ اکثر ڈسکہ شہر تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے ڈسکہ میں جماعتِ اسلامی کے ایک ٹیچر سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ دورانِ گفتگو اُس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ترجمہ کیا کہ "کوئی حاکم نہیں مگر اللہ"۔ آپ نے فرمایا الٰہ کا مطلب تو "معبود" ہوتا ہے۔ اُس نے اپنے علم کے مطابق اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے درج ذیل آیاتِ مبارکہ پیش کیں:۔

(۱) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط (الانعام:۵۷) "حکم نہیں مگر اللہ (ﷻ) کا"۔

(۲) اَلَا لَهُ الْحُكْمُ قف (الانعام:۶۲) "سنتا ہے اُسی کا حکم ہے"۔

(۳) وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ز وَلَهُ الْحُكْمُ...... (القصص:۷۰) "اور وہی اللہ (عزّ وجل) ہے اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اُس کی تعریف ہے اوّل و آخر اور اُسی کا حکم ہے"۔

اِن آیاتِ مبارکہ کو پیش کرنے کے بعد اُن صاحب نے یہ آیت مبارکہ پیش کی:

.....مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ز وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○

(الکہف:۲۶) "اُس کے سوا کوئی والی نہیں اور اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

وہ صاحب کہنے لگے چونکہ حکم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا ہے اِس لئے وہی حاکم ہے لہٰذا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ترجمہ کوئی حاکم نہیں مگر اللہ درست ہے۔ پہلے تو آپ نے اُن صاحب کو فرمایا اِن آیاتِ مبارکہ کی سچائی میں کوئی شک نہیں لیکن اِن آیاتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ حقیقی حاکم اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق

وبسیط و بے حد ہے اور حقیقی حکم بھی اُس کا ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ الہ کا معنی حاکم کیا جائے۔

آپ نے مذکورہ صاحب کو قرآن مجید کی دیگر آیاتِ مبارکہ پیش فرمائیں جن میں خالقِ کائنات نے خود ہی مخلوق کو "حاکم" فرمایا ہے اور "حکم" نافذ کرنے کا اِذن فرمایا۔ آپ نے مزید فرمایا اگر یہ کہا جائے کہ کوئی "حاکم" نہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد تو پھر ان آیاتِ مبارکہ سے کیا مراد ہے۔ آپ نے آیاتِ مبارکہ بیان فرمائیں:-

(۱) نبی آخرالزماں حضور کریم آقا ﷺ کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ..... (النسآء:۶۵)

"تو (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) کے رب کی قسم وہ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں آپ (ﷺ) کو حاکم نہ بنائیں"

(۲) وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ.... (النسآء:۳۵)

"اور اگر تمہیں میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے بھیجو"۔

(۳) وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ.... (النسآء:۵۸)

"اور جب لوگوں کے درمیان حکم کرو (فیصلہ کرو) تو انصاف کے ساتھ حکم کرو"۔

(۴) وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا.... (الانبیاء:۷۴)

"اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو حکم (حکومت) اور علم عطا فرمایا"۔

(۵) فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ.... (الانبیاء:۷۹)

"ہم نے وہ معاملہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھایا اور اُن دونوں کو حکم (حکومت)

اور علم عطا فرمایا"۔

(۶) خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ ○ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ○

قرآنِ مجید میں ربّ العالمین نے پانچ آیاتِ مبارکہ میں اپنے آپ کو خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ ○ اور اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ○ فرمایا ہے۔

وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ ○ (الاعراف: ۸۷، یونس: ۱۰۹، یوسف: ۸۰)

"اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) سب حاکموں سے بہتر حاکم ہے"۔

وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ○ (ہود: ۴۵)

"اور تو سب سے بڑھ کر حاکم ہے"۔

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ ○ (التین: ۸)

"کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے"۔

جب آپ نے ماسٹر صاحب کو محولہ بالا آیاتِ مبارکہ پیش فرمائیں تو ربّ کائنات نے اُس کی شرح صدر فرمائی۔ چنانچہ اُس نے تسلیم کیا کہ "اِلٰہ" کا ترجمہ "حاکم" درست نہیں۔ "اِلٰہ" کا ترجمہ "معبود" ہی صحیح ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حاکموں کا حاکم تو ہے۔ لیکن معبودوں کا معبود نہیں۔ اِس لئے کہ معبودِ برحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام ہے "اللہ" جل جلالہ۔

حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا غور و فکر کیا آخر بعض لوگ "اِلٰہ" کا ترجمہ "حاکم" کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے قرآنِ مجید کے مختلف تراجم دیکھے تو پتا چلا کہ شاہ عبدالقادر اور محمود الحسن دیوبندی نے قرآنِ مجید کی ۲۱ آیاتِ مبارکہ میں "اِلٰہ" کا ترجمہ "حاکم" کیا ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

الٰہ کا ترجمہ حاکم

نمبر شمار	سپارہ	سورت	آیت نمبر	عربی الفاظ
۱	۱۲	ھود	۱۴	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
۲	۱۲	ھود	۵۰	مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
۳	۱۲	ھود	۶۱	مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
۴	۱۵	بنی اسرائیل	۴۲	لَوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ
۵	۱۷	الانبیاء	۸۷	لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
۶	۱۷	الانبیاء	۲۲	لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا
۷	۱۸	المومنون	۲۳	مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
۸	۱۸	المومنون	۳۲	مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
۹	۱۸	المومنون	۹۱	وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ
۱۰	۱۸	المومنون	۱۱۶	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
۱۱	۱۸	المومنون	۱۱۷	وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
۱۲	۱۸	الفرقان	۳	وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً
۱۳	۲۰	القصص	۸۸	وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

۱۴	۲۲	فاطر	۳	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
۱۵	۲۳	یٰسٓ	۷۴	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
۱۶	۲۳	الصّٰٓفّٰت	۸۶	اَئِفْکًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ
۱۷	۲۳	صٓ	۶۵	وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ
۱۸	۲۴	حٰمٓ السجدہ	۶	اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
۱۹	۲۵	الزخرف	۴۵	اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ۠
۲۰	۲۵	الجاثیہ	۲۳	اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ
۲۱	۲۷	الطّور	۴۳	اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ ؕ

جب سکول ٹیچرز اور دین سے بے خبر طلباء ایسے تراجم پڑھیں گے تو انہوں نے ''الٰہ'' کا ترجمہ ''حاکم'' ہی کرنا ہے۔ یہ تو اللہ والوں کا کام ہے کہ وہ دیانت داری سے لوگوں کی صحیح صحیح راہنمائی کرتے ہیں۔ ایسے اللہ والوں کی فہرست میں حضور قبلہ بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نور کی طرح روشن ہے۔

رُباعی

ککھی قوم رجاوَن لئی نبی یوسف رُخ اُتوں نقاب سرکا چھڈیا
صدقے جاواں محمد رسول ﷺ اُتوں کائنات نوں جنہیں رجا چھڈیا
لبھ پئی ہنھیرے چوں سوئی جس دم کملی ﷺ والے تبسم فرما چھڈیا
لشکر ہویا پیا ساتے اُنگلیاں چوں یوسف سوہنے نے چشمہ چلا چھڈیا

وصال سے تین ماہ پہلے

وصال سے تین ماہ پہلے کی بات ہے کہ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ کی تفسیر کا خاکہ ارشاد فرمایا اور حکم فرمایا اِس کو لکھ کر لاؤ۔ بندۂ ناچیز نے آپ ہی کے فیضِ کرم سے پورے مضمون کو ترتیب دیا۔ وصال سے دو ماہ قبل یعنی اکتوبر ۱۹۸۹ء کو بندہ نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور پورا مضمون سنایا۔ آپ نے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ پر لکھے گئے تفسیری مضمون کو سُنا اور شاباش دی اور پنجابی میں فرمانے لگے۔ ''پُتر منیر میری گل تیرے دل وچ آگئی اے، انشاء اللہ ہن سب کچھ باہر آجاوے گا''۔

آپ کی دنیوی زندگی میں ہی ''تفسیر یوسفی'' کا خاکہ تیار ہو چکا تھا۔ مذکورہ حصّہ کو ''سیدھا راستہ'' میں شائع کیا گیا۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ ۔۔۔ ۱ ''بے شک زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ) کے لئے ہے''۔ (یعنی ربّ کائنات جلّ جلالہٗ کی مِلک ہے)

اِرشادِ خداوندی ہے: قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۲

''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرما دیجئے کس کے لئے ہے، (یعنی کس کی مِلک ہے) زمین اور جو کچھ اِس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔ سب کہیں گے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے ہے''۔

یعنی زمین حقیقی طور پر اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے

---

۱ الاعراف: ۱۲۸۔ ۲ المؤمنون: ۸۵-۸۴۔

حد) کے لئے ہے۔ وہ مالکِ حقیقی ہے۔ چند مقامات پر اَرْضُ اللّٰہِ بھی فرمایا گیا ہے۔

(۱) وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ اُن سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے؟ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ اُن سے فرشتے قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ ؎ کہتے ہیں: کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اُس میں ہجرت کرتے"۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اِرشاد فرمایا: اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

(۲) قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ؎

"بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل آئی۔ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی اُونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اِسے چھوڑ دو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی زمین میں کھائے اور اِسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ جس کی (پاداش میں) تمہیں دردناک عذاب آئے"۔

اِسی طرح سورت ہود شریف کی آیت نمبر ۶۴ میں۔ سورۃ الزمر شریف کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی ہے: وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ

"اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد) کی زمین وسیع ہے"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ ؎ "اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو بے شک میری زمین

؎ النساء: ۹۷ ؎ الاعراف: ۷۳۔

وسیع ہے تو میری بندگی کرو''۔

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ میں یہ بات واضح فرمائی گئی ہے کہ زمین حقیقی طور پر اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے ہے (اُسی کی مِلک ہے)۔ لیکن ربّ کائنات مخلوق میں سے جس کو چاہے اِس کا وارث بنادے، غالب فرمائے، مالک بنائے، جس کی طرف چاہے نسبت مجاز بیان فرمائے۔

اِرشادِ خداوندی عزّ وجلّ ہے:

(۱) ....اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ قف ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ....... ۶

''بے شک زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اِس زمین کا وارث بنادے''۔

(۲) وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ....... ۷

''اور ہم نے اِس قوم کو جو دبالی گئی تھی اُس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی''۔

(۳) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ ۸

''اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اِس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے''۔

(۴) اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ.... ۹

''اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اِس کے وارث ہوئے انہیں اِتنی ہدایت نہ ملی کہ ہم چاہیں تو انہیں اُن کے گناہوں پر آفت پہنچائیں''۔

۵ العنکبوت:۵۶ ۔ ۶ الاعراف:۱۲۸ ۔ ۷ الاعراف:۱۳۷ ۔ ۸ الانبیاء:۱۰۵ ۔ ۹ الاعراف:۱۰۰

(۵) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ ۱۰

''اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کو ہیں وہ ذات جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اِس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں تو کیا ہی اچھا ثواب ہے عمل کرنے والوں کا۔'' مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ربّ کائنات کے بندے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عطا سے دنیا و آخرت کی زمین کے وارث اور مالک ہیں اور دُنیا و آخرت کی زمین اُن کے لئے ہے۔

قرآنِ مجید میں (حقیقی) مالکِ ارض وسماء نے زمین پر مجازی غلبہ بھی لوگوں کو عطا فرمایا جس کا ذکر ذیل میں لکھی ہوئی آیاتِ مبارکہ میں ہو رہا ہے۔

(۱) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ...... ۱۱

''کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں انہیں ہم نے زمین میں جماؤ دیا (غالب فرمایا) جو تم کو نہ دیا''۔

(۲) وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ ۱۲

''اور بے شک ہم نے ضرور تمہیں زمین میں جماؤ دیا (غلبہ عطا فرمایا)''۔

(۳) سورۂ یوسف میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اور مصر کے جس شخص نے اُسے (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو) خریدا وہ اپنی عورت سے بولا۔ اِنہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں'' پھر فرمایا: وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۱۳

''اور اِسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو اِس زمین (یعنی مصر کی زمین) پر جماؤ دیا۔ (غلبہ وقبضہ دیا)''۔

---

۱۰ الزمر ۳۹:۷۴۔ ۱۱ الانعام ۶:۶۔ ۱۲ الاعراف ۷:۱۰۔ ۱۳ یوسف ۱۲:۲۱۔

(۴) سورۂ یوسف کے دوسرے مقام پر مطلق حقیقی مالکِ ارض وسما نے اِرشاد فرمایا ہے:۔ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ ۱۴ (حضرت یوسف علیہ السلام نے) فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں"۔ پھر ربِّ حقیقی نے اِرشاد فرمایا: وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْھَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ ۱۵

"اور یوں ہی ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو اِس زمین پر قدرت بخشی اِس میں جہاں چاہے رہے"۔

یہ عطائی اور مجازی ملکیت حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ہے۔

(۵) سورۃ الکہف میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد نے اِرشاد فرمایا ہے:

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْهُ ذِکْرًا ۝ؕ اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۝ ۱۶

"اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ (ﷺ) فرمائیں میں تمہیں اُس کا مذکورہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ بے شک ہم نے اُسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا"۔

اہلِ ایمان کو زمین پر قدرت بخشنے اور نظامِ حکومت کے قیام کے سلسلہ میں اِصلاحات اور اِنقلابی اقدامات کرنے کے بارے میں اِرشاد فرمایا:

(۶) اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ ۱۷

"وہ لوگ کہ اگر اُن کو زمین پر قابو دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے سب کاموں کا انجام ہے"۔ یعنی اُن مومن نمازیوں کی مدد اُن

---

۱۴ یوسف:۵۵۔ ۱۵ یوسف:۵۶۔ ۱۶ الکہف:۸۳،۸۴۔ ۱۷ الحج:۴۱۔

لوگوں کا ذمہ ہے جو سلطنت پا کر زمین پر قابو پانے کے بعد شہوات میں مشغول نہیں ہوتے بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کی زمین کو جس پر انہیں قدرت بخشی گئی ہے۔ معبودِ برحق کی عبادت سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں اور لوگوں کو اِس سے عبرت پکڑنی چاہیے وہ سوچیں کہ اُنہوں نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد دین کی کیا خدمات انجام دی ہیں؟۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی قوم کے لئے ارشاد فرمایا:

(۷) وَنُرِيدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ؀ ۱۸

''اور ہم چاہتے تھے کہ اُن کمزوروں پر احسان فرمائیں اور اُن کو پیشوا بنائیں اور اُن کے ملک ومال کا اُنہیں وارث بنائیں۔ اور اُنہیں زمین پر قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں اُن کی طرف سے خطرہ ہے''۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد نے اپنی زمین پر مخلوق کے عطائی قبضہ وکنٹرول اور قدرت کا ذکر ہے۔ اَب نسبتِ مجازی کی وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں زمین پر مخلوق کی خلافت ونیابت کا ذکر آتا ہے۔ مالکِ حقیقی تو خالقِ کائنات ہی ہے مگر زمین پر خلافت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے زمین کو مخلوق کے حوالے کر دیا۔

آغاز اِس بات سے ہوتا ہے کہ مالکِ ارض وسماء نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا:

(۱) اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۱۹

''میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں''۔

(۲) وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ ۲۰

۱۸ القصص:۵۔۶۔ ۱۹ البقرہ:۳۰۔ ۲۰ الانعام:۱۶۶۔

سورۂ فاطر میں فرمایا خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ [۲۱]
''اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب کیا''۔

(۳) حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی قوم نے عرض کیا:

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ [۲۲]

''بولے ہم ستائے گئے ہیں آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے تشریف لانے کے بعد۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ قریب ہے کہ تمہارا رب دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا تمہیں وارث بنائے۔ پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو؟''۔

اس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عطائی یا مجازی علم غیب کا اظہار بھی ہے۔ اور مخلوق کو زمین کا وارث بنانے کا بھی ذکر ہے۔

سورۂ یونس شریف میں ارشادِ خداوندی ہے۔

''اور بے شک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں۔ جب وہ حد سے بڑھے اور ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے۔ ہم یوں ہی مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں''۔

(۴) ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ [۲۳]

''پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو؟''۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(۵) يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ..... [۲۴] ''اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں

[۲۱] فاطر: ۳۹۔ [۲۲] اعراف: ۱۲۹۔ [۲۳] یونس: ۱۳-۱۴۔ [۲۴] ص: ۲۶۔

میں سچا حکم کرے"۔

سورۃ النور میں مطلقاً واضح فرمادیا۔

(۶) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔۔۔۔۔ ۲۵

"اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور اُنہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی اُن سے پہلوں کو عطا فرمائی"۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں خالقِ کائنات عزّ وجلّ نے اپنے بندوں کو زمین کی خلافت یا نیابت عطا فرمانے کا ذکر فرمایا ہے۔ دوسرے معنوں میں زمین اُن کی ہے جن کی خلافت یا نیابت ہے اور یہ مجازی معنوں میں ہے۔

اَب مزید چند آیات پیش کی جارہی ہیں جس میں ربِ ذوالجلال نے اپنے کلام میں مخلوق کی طرف زمین کے بارے میں نسبتِ مجاز کو بیان فرمایا ہے۔

(۱) وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۔۔۔ ۲۶

"اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائی اُن کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے اَبھی قدم نہیں رکھا۔"

سورۃ الاعراف میں ارشادِ ربانی ہے۔

"پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو اُنہوں نے اُن نشانیوں کا انکار کر کے اُن پر زیادتی کی۔ فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا فوراً ایک اژدہا (کی صورت میں) ظاہر ہوا۔ (پھر) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا۔ فرعون کی قوم کے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے"۔

۲۵ النور: ۵۵۔ ۲۶ الاحزاب: ۲۷۔

...یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ ۲۷؎

''تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے''۔

سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِکَ یٰمُوْسٰی ۝ ۲۸؎

''بولا کیا تم ہمارے پاس اِس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکالو''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهِمَا.... ۲۹؎

''بولے بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں''۔

سورۃ الشعراء میں بھی اِسی طرح کا ذکر ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حارث بن عثمان نوفل بن عبد مناف نے عرض کیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا دین سچا ہے لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم ایمان لے آئیں تو

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ ۳۰؎

''اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہماری زمین سے ہمیں اُچک لے جائیں گے''۔

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔ رب العالمین زمین کا حقیقی مالک ہے۔ یعنی حقیقی معنوں میں زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) کے لئے ہے اور مجازی معنوں میں زمین مخلوق کے لئے ہے یہ شرک نہیں۔ بلکہ عطائے ربی اور مجازاً ہے۔ جو چیزیں اللہ ربّ العزت کے لئے حقیقی اور ذاتی

۲۷؎ الاعراف: ۱۱۰۔ ۲۸؎ طٰہٰ: ۵۷۔ ۲۹؎ طٰہٰ: ۶۳۔ ۳۰؎ القصص: ۵۷۔

معنوں میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر وہی چیزیں مخلوق کے لئے ہوں تو وہ عطائی اور مجازی معنوں میں ہوتی ہیں۔ اس کو شرک کہنا کم علمی اور نافہمی کی دلیل ہے۔ عطا کو شرک کہنے والوں میں ابنِ تیمیہ صاحب (فتاویٰ) اور محمد اسماعیل دہلوی (تقویۃ الایمان) میں سر فہرست ہیں۔

ارض کا حقیقی اطلاق اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے اور مجازی اطلاق مخلوق کے لئے بیان کیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کے محبوب بندے تو بڑی بات ہے عام بندے گنہگار بندے بلکہ ربّ کائنات کے نہ ماننے والے بھی قطعۂ زمین کے مجازی مالک ہوتے ہیں جیسا کہ پچھلے صفحات میں قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ سے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن محبوبانِ خدا کی مجازی ملکیت کی شان صرف یہی نہیں کہ وہ صرف خود ہی مالک ہوتے ہیں بلکہ عطائے ربّ ذوالجلال والاکرام سے، اگر وہ چاہیں تو دوسروں کو بھی عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اسرار رموز" ۳۱ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی المعروف بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرید و پیش دست کو جو آپ کی محبت کے جام سے سرشار تھا، بازار بھیجا۔ اُس شہر کا گورنر گھوڑے پر سوار آ رہا تھا۔ اُس کا غلام اور چوب دار اُس کے ساتھ تھا۔ چوب دار نے اُس فقیر کو آواز دی کہ گورنر کے لئے راستہ مت روکو، راستہ سے ہٹ جاؤ۔ وہ درویش اپنے خیالات کی دنیا میں مستغرق مخلوق سے بے نیاز دیوانہ وار چلا جا رہا تھا۔ چوب دار جو کہ تکبر کے جام سے مست تھا، اُس نے درویش کے سر پر ڈنڈا مار دیا۔

فقیر آزردہ، ناخوش، افسردہ اور شکستہ دل، گورنر کے راستے سے ہٹ گیا اور حضرت بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اشکبار آنکھوں سے فریاد کی۔ فقیر کی شکستہ حالی بجلی بن کر گری۔ آپ نے اپنے منشی سے فرمایا کہ فقیر (بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بادشاہ کو لکھو کہ:

---

۳۱ کلیات اقبال ص ۲۶ چھاپ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

بندہ ام را عاملت بر سر زدہ است

''میرے غلام کے سر پر تیرے عامل نے مارا ہے اور متاعِ جان پر چنگاری چھینکی ہے۔''

باز گیر ایں عامل بد گوہرے
ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے [۳۲]

''اِس بدگوہر عامل کو معزول کرو ورنہ تمہارا ملک دوسرے آدمی کو بخش دوں گا''۔

''ارض'' (یعنی زمین) کے بارے میں کتابوں میں ایک بڑی عجیب بحث موجود ہے جس میں بعض لوگوں نے ایک قول کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کئی اقوال بغیر صحیح سند اور حوالہ کے نقل کئے ہیں۔ ایک مولوی صاحب نے تو پورا ایک رسالہ اِس قول کو درست ثابت کرنے کے لئے لکھ دیا۔

وہ قول کیا ہے اور کس کا ہے اور کس آیتِ مبارک کے تحت بیان کیا گیا ہے اُس کی تفصیل اِس طرح ہے۔

آیتِ قرآنی ہے:-

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ [۳۳]

''اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) وہ ذات ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں''۔

''تفہیم القرآن'' میں وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کا ترجمہ کیا گیا ہے [۳۴]

''اور زمین کی قسم سے بھی اُنہی کی مانند'' پھر اس پر حاشیہ نمبر ۲۳ کے تحت اِسی صفحہ پر لکھا ہے۔

''اُنہی کی مانند کا مطلب یہ نہیں کہ جتنے آسمان بنائے اُتنی ہی زمینیں بھی

---

[۳۲] کلیاتِ اقبال ص ۲۶ چھاپ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ [۳۳] الطلاق: ۱۲۔ [۳۴] تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۵۸۱۔

بنائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے متعدد آسمان اُس نے بنائے ہیں ویسی ہی متعدد زمینیں بھی بنائی ہیں"۔

یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ مودودی صاحب کا یہ قول نص قطعی کے خلاف ہے۔ قرآنِ مجید میں صاف اور واضح طور پر لفظ "سَبۡع" آتا ہے۔ جس سے نہ تو کوئی ذی فہم انکار کرسکتا ہے اور نہ سَبۡع کے معنی "متعدد" کرسکتا ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے بھی لکھا ہے" بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اِسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اِس اقرار میں کچھ وقعت نہ ہوگی نہ کسی آیت سے تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا اثر معلوم اِس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں"۔۳۵

قاسم نانوتوی صاحب کا یہ قول مودودی صاحب کی طرح آیت قرآنی کی نفی کرتا ہے اور حدیث صحیح کے خلاف ہے۔

صحیح بخاری کتاب المظالم کے باب اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْاَرْضِ میں ہے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ۳۶

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ زمین بطریق ظلم چھین لی تو اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا"۔

اِسی طرح حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو خبر دی کہ اُن کے اور لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا تھا اور اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا:

اے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ زمین سے بچو! کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ

---

۳۵ تحذیر الناس ص ۲۴ چھاپہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱۔ ۳۶ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲۔

ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ۳۷؎
''جس نے بالشت برابر زمین میں سے ظلم سے لی اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔

اِسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔

مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ ۳۸؎ ''جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کر لی اُس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا''۔

آیتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں۔ بعض لوگوں نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہے اور سات سے مراد زمین کے سات اقلیم ہیں۔ ابنِ کثیر نے اِس کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ اُنہوں نے بے فائدہ بھاگ دوڑ کی ہے اور اِختلاف بے جا میں پھنس گئے ہیں اور بلا دلیل قرآنِ مجید وحدیثِ مبارکہ کا صریح خلاف کیا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب کسی قریہ میں داخل ہونا چاہتے تو اُس کو دیکھتے وقت فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ سَبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيٰطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَضْلَلْنَ اِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَنْ فِيْهَا ۳۹؎

۳۷؎ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲، روح البیان جلد ۱۰ ص ۳۴۱ ـ ۳۸؎ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲، مسلم جلد ۲ ص ۳۲، جامع صغیر جلد ۲ ص ۱۶۱، روح البیان جلد ۱۰ ص ۴۴، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۶۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۲۹۹، فتح الباری جلد ۶ ص ۳۰ ـ ۲۹ ـ ۳۹؎ روح البیان جلد ۱۰ ص ۵۳، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۴۴۶، جلد ۲ ص ۱۰۰، قرطبی جلد ۳ جز ۸ حدیث نمبر ۱۷۵۔

حضرت ابن جرجان علیہ الرحمہ نے ''اسمائے حسنیٰ'' کی شرح میں نام پاک ''الملک'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اِس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی کو خوب معلوم ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اِس زمین کے نیچے ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بعد اِس ہوا کے کیا ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول اللہ ﷺ ہی کو خوب معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد ایک زمین دیگر ہے۔ اِس طرح بعد زمین دوم کے ہوا پھر زمین سوم۔ اِس طرح آپ نے سات زمینیں بیان فرمائیں۔

اِسی بحث کے ضمن میں حضرت امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (۳۸۴۔۴۵۸ء) نے ''کتاب الاسماء والصفات'' صفحہ ۲۸۰ میں روایت کیا ہے بطریق عطا بن السائب عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس آیت مذکورہ کی تفسیر میں (سَبْعَ اَرْضِیْنَ) کہ ''سات زمینیں ہیں''۔ (فِیْ کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ وَاٰدَمُ کَاٰدَمَ وَنُوْحٌ کَنُوْحٍ وَّاِبْرَاھِیْمُ کَاِبْرَاھِیْمَ وَعِیْسٰی کَعِیْسٰی) ہر زمین میں ایک نبی تمہارے نبی ﷺ کے مانند ہے اور ایک آدم مانند تمہارے آدم کے اور نوح مانند نوح کے ابراہیم مانند ابراہیم کے اور عیسیٰ مانند عیسیٰ کے ہے۔

پھر حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِس کی اسناد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک صحیح ہے۔

ولیکن بالکلیہ شاذ ہے؂ میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے ابوالضحیٰ کی متابعت کی ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کوئی شاگرد اِس کو روایت نہیں کرتا سوائے ابوالضحیٰ کے اگرچہ ابوالضحیٰ ثقہ ہیں۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ

؂ اگر ثقہ راوی کسی ایسے راوی کے خلاف روایت کرے جو اُس سے ارجح اور زیادہ ثقہ ہے تو اُسی حدیث شریف کو شاذ کہیں گے۔

تعالٰی نے یہاں فقط راویوں کے ثقہ ہونے کا نام صحیح کہا۔ حالانکہ معروف صحیح میں یہ شرط ہے کہ شاذ نہ ہو۔

علامہ السید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن شاذ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نے ابوالضحٰی کی متابعت کی ہو۔ ۱؎

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب نے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالٰی کا حوالہ دیا ہے کہ "وہ اپنی تفسیر میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کو صحیح ماننے میں نہ عقلاً کوئی چیز مانع ہے اور نہ شرعاً"۔ لیکن اس سے پہلے والی عبارت کو چھوڑ دیا ہے یا اس کے لکھنے میں خیانت کی ہے۔ ۲؎ اور اس کو ابوحیان نے "بحر المحیط" میں الحبر سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ واقدی کذاب کی روایات میں سے ہے۔ ۳؎

"تفہیم القرآن" ۴؎ میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالٰی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ "مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جو ایک اصل کی طرف اسی طرح راجع ہوتی ہے جس طرح بنی آدم ہماری زمین میں (حضرت) آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہوتے ہیں اور ہر زمین پر ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاں دوسروں کی بہ نسبت اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح ہمارے ہاں (حضرت) نوح علیہ السلام ممتاز ہیں"۔ ۵؎ (من وعن)

اس سے پہلے تفسیر روح المعانی میں یہ عبارت بھی لکھی ہے کہ ہر زمین میں اللہ (عز وجل) کی مخلوق ہے جس کی حقیقت اللہ (عز وجل) جانتا ہے اور یہ قول جمہور

۱؎ روح المعانی جلد ۱۲ جز ۲۷ ص ۱۴۳، علامہ آلوسی کی روح المعانی دلیل نہیں ہے۔ ۲؎ تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۵۸۲۔ ۳؎ بحر المحیط جلد ۸ ص ۲۸۷۔ ۴؎ تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۵۸۲۔ ۴؎ تفسیر روح البیان جلد ۱۲ جز ۲۷ ص ۱۴۳۔ ۵؎ یہ تاویل ہے جو اپنے ذہن کے مطابق کی گئی ہے یہ قول علامہ آلوسی ہے اور تائید مودودی صاحب ہے۔

ہے۔ ۶۶ (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا قول ہے کہ وہ یا ملائکہ ہیں یا جنات۔

ابن کثیر نے کہا ہے کہ ایسے اقوال جب تک پیغمبر معصوم ﷺ کی جانب منسوب نہ ہوں اُس وقت تک کوئی جس کا قول ہوگا قول قبول نہ ہوگا۔ بلکہ اُسی کو پھیر دیا جائے گا۔ اور واضح ہو کہ اسناد صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ اسناد بھی صحیح ہوتی ہیں اور متن میں ایسی علت ہوتی ہے جو اس کی صحت کے مانع ہے۔ یہ قسطلانی کا قول ہے۔ ۶۷

''تحذیر الناس'' میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے نبی کنبیکم کی تشریح کرتے ہوئے اپنا قول پیش کیا ہے۔ (یعنی سات زمینیں اور ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی کی مثل)'' کہ در صورت تسلیم اراضی دیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے ہی نبی پاک کی جلوہ گری ہوگی۔ اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہوں گے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اِس میں جو فضیلت ہے' در صورت اِنکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی صفحہ ۳۱ پر قول نانوتوی صاحب ہے۔ ''ہر زمین میں اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول ﷺ اُن سب کے خاتم۔ آپ کو اُن کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ جیسے ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اِسی وجہ سے اُسے بادشاہ کہا۔ آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہو۔ ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے ہر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع۔ ۶۸

---

۶۶ روح المعانی جلد ۱۴ جز ۲۷ ص ۱۳۲۔ ۶۷ مواہب الرحمان جلد ۸ ص ۱۷۱۔ ۶۸ تحذیر الناس ص ۳۹ (من و عن) چھاپہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ا۔

یہ بھی قول مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا ہے۔ جس کی کوئی سند نہیں۔ یہ قیاس اور یہ تاویل قائم کرنے کے لئے خواہ مخواہ وقت کو ضائع کیا گیا ہے اور اُمت مسلمہ کو انتشار کا شکار کیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں" جیسے بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اِس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اُتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی کہ بادشاہان اَقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت فقط اِس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔

بقول مولوی نانوتوی صاحب" کسی صاحب کو یہ وسوسہ حیران کرے کہ اگر اور چھ زمینوں کے بطور معلوم ہونے میں حضرت خاتم النبیین (صلعم) کی فضیلت کو یہ افزائش ہے تو اور چھ خداؤں کے تسلیم کرنے میں مثلاً اِس طور پر خدا کی خدائی کو بقدر معلوم افزائش ہوگی (من وعن)"۔ سو ہر چند یہ شبہ انہیں لوگوں کو ہو تو ہو جو رسول اللہ ﷺ کو خدا کے برابر اور آپ کی نبوت کو خدا کی خدائی کے برابر سمجھتے ہیں۔ یعنی اُس کی تعدد اور اُس کی وحدت سے اُس کی وحدت پر ایمان لانے کو تیار ہوتے ہیں، سوایسے لوگوں سے ہمارا کلام بھی نہیں۔ ہم تو کس شمار میں ہیں وہ تو خدا کو بھی نہیں مانتے ۲۸"۔

یہ من گھڑت مفروضہ اور گمان بلکہ بہتان "تفہیم القرآن" کے اُس مفروضے اور بہتان سے بالکل مطابقت اور مماثلت رکھتا ہے کہ مثلاً بعض لوگ جو نبی کی بشریت کے منکر ہیں آیت مبارک اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں اِنَّمَا کو اِنَّ مَا پڑھتے ہیں اور اِس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔" کہ اے نبی! کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا"۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک نہ برابر اور نہ ضدوند۔ لیکن جس طرح کوئی اور خدا نہیں اِسی طرح اور کوئی خاتم الانبیاء نہیں اور نہ ہی مختلف خاتمین ہیں۔ بالفرض اگر اور خاتمین ہوں تو پھر حضور خاتم خاتمین ٹھہرے حالانکہ

ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں ہمارے آقا ﷺ کے سوا کوئی خاتم نہیں۔

تحذیر الناس میں ہے۔ "عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کا مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ ختم نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے۔۔۔۔ اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس صف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ بہر طور پر آپ پر مختتم ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو کہ عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو گیا تو پھر سلسلہ عمل و علم کیا ہے؟ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ۹ ۳ ؎

اس بات کو مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے تقویۃ الایمان میں اس انداز میں لکھا ہے کہ "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کُنْ سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے"۔

حضور ﷺ کے برابر پیدا کرنا محال ہے، ناممکن ہے کیونکہ سچا رب سچی کتاب میں فرما چکا ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط۔

اَب آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہوگا۔ اور جو کوئی دعویٰ نبوت کرے یا کہے کہ نبی ہو سکتا ہے اُس کے کافر اور مردود ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں۔ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے بھی صاحب بحر المحیط اور دیگر علماء مفسرین کی طرح اس حدیث نبی کنبیکم کو موضوع کہا ہے۔ موضوعات کبیر میں حدیث مذکورہ (فِیْ کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ وَاٰدَمُ وَنُوْحٌ کَنُوْحٍ وَّاِبْرَاهِیْمُ کَاِبْرَاهِیْمَ وَعِیْسٰی کَعِیْسٰی) کو موضوع کہتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر یہ حدیث ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہی کی روایت ہے تب بھی اسرائیلیات میں سے

---

۹ ۳ ؎ عبارت تحذیر الناس ص ۳۴ من وعن۔

ہے۔اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایہ میں کہا کہ بر تقدیر صحت نقل کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِس قول کو بنی اسرائیل وغیرہ سے لیا ہے۔ "مقاصد حسنہ" میں بھی ایسا ہی جواب دیا ہے۔اور تفسیر روح البیان میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو قول روایت کیا گیا ہے اگر وہ صحیح ہو تو بھی اس کی تاویل لازم ہے بلکہ پہلے تو یہ کہا جائے گا کہ یہ فقط حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذاتی قول ہے دوم یہ کہ شاذ ہے اور بر تقدیر صحت وہ اُمت پر حجت نہیں ہوتا یہی خلاصہ بیہقی میں اور نووی کی شرح مسلم میں مذکور ہے۔

اور علامہ خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں اور ہر زمین میں اُس کی مخلوق ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے اور نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش، اُن کی شکل وناموں کے بیان میں ایک فصل طویل لکھی ہے ہم نے اُس کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اِس لئے کہ ایسی روایات مبارکہ کا کچھ اِعتماد نہیں ہو سکتا۔ (انتہیٰ) اور کعب اَحبار و وہب یمانی وغیرہ سے اِس کے بارے میں جو روایات مبارکہ آئی ہیں وہ اُنہوں نے بنی اسرائیل کی کتابوں سے بیان کی ہیں۔اُن پر کچھ اِعتماد نہیں ہے۔

اِس حدیث شریف کو حافظ ابن کثیر نے اپنی سند سے اور ابن مردویہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے اور اس سے بھی قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ساقط ہوتا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت،
زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ مصطفٰی، فنا فی المصطفٰی، پروانۂ
توحید ورسالت، امینِ علمِ لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہ العزیز

کے

”واقعات“

اور

”کرامات“

۳۹ گ ۔ ب نزد ستیانہ کے لوگ صحیح العقیدہ سُنّی کیسے ہوئے؟

ایک مرتبہ حضرت قبلہ باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۳۹ گ ۔ ب نزد ستیانہ میں گیارھویں شریف کی محفل میں ''چالیسواں'' اور ''ایصالِ ثواب'' کے موضوع پر ایک خوبصورت تقریر فرمائی جس سے غیر مقلدین صحیح العقیدہ سنی ہو گئے۔ دورانِ تقریر آپ نے فرمایا کہ ''ایک ہے فرض اور ایک ہے نفل''۔ فرض کی پابندی اور ادائیگی ہر ایک کو کرنی ہے جبکہ نفل کی ادائیگی فرض کی طرح نہیں، جو ادا کرے گا اُسے ثواب ہوگا بلکہ جو باقاعدگی سے نوافل ادا کرے گا اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کا قرب بھی حاصل ہوگا اور جو ادا نہیں کرے گا اُس پر کوئی فتویٰ نہیں۔ ہاں البتہ نیکی اور ثواب سے محروم رہے گا۔ نفل نہ پڑھنا اگرچہ سود مند نہیں مگر نفل ادا کرنے والے پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانا ناجائز ہے۔ نفل ادا نہ کرنا گھاٹے کا سودا ہے۔ نفل بھی ایک نیکی ہے اور نیکی سے روکنے والا شیطان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (المائدہ:۹۱) ''شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان بغض اور دشمنی ڈال دے، شراب اور جوئے کے سبب اور تمہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کی یاد اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آئے''۔

آپ نے قرآنِ مجید و احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے دلپذیر اور مدلل خطاب فرمایا۔ جلسہ کے سامعین میں غیر مقلدین بھی حاضر تھے۔ آپ نے ''گیارھویں شریف'' اور ''چالیسواں'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ نفلی عبادات ہیں، جن کا مقصد بزرگانِ دین کے حالات بیان کرنا اور ثواب پہنچانا ہے۔ نفلی عبادات سے اللہ تبارک

وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے کسی مسلمان کو منع نہیں کیا۔ آپ نے نوافل کے فوائد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کے نفل کل قیامت کے دن فرضوں کی جگہ گنے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث شریف بھی سنائی جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا تو ہمارا پروردگار فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کی نماز کامل ہے یا ناقص (یعنی جب اس پر فرض ہوئی تھیں مرنے تک پوری ہیں یا کم) اگر کامل ہو گی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اور جو ناقص ہو گی تو اللہ (جل جلالہ) فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں؟ تو فرضوں (کی کمی) نفلوں سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا"۔

(یہ حدیث شریف صحیح الاسناد ہے اور شرط مسلم پر صحیح ہے۔)

دوسری کتابوں میں دوسرے الفاظ کے ساتھ اسی طرح کی روایت میں ایسا ہی مضمون ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز ٹھیک ہو گئی تو بندہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا اور اگر نماز بگڑ گئی تو بندہ محروم رہ گیا اور نقصان میں پڑ گیا۔ اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہو گئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں تو ان سے فرضوں کی کمی پوری کر دی جائے پھر بقیہ اعمال اسی طرح ہوں گے"۔[1] (مستدرک حاکم میں یہی روایت حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے)۔

اس حدیث شریف کو بیان فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا اس حدیث شریف میں جس طرح فرمایا گیا ہے کہ فرض نمازیں کم ہونے کی صورت میں نفل نمازیں فرضوں

---

[1] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۸۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۹۴ مختصراً، درمنثور جلد ۱ ص ۲۰۵ تا ۲۰۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۴۲، قرطبی جلد ۹ جزء ۱۷ ص ۱۴۳، نسائی جلد ۱ ص ۸۱، ترمذی جلد ۱ ص ۹۴۔

کی جگہ گنی جائیں گی۔ اسی طرح اگر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزوں سے اس کی کمی پوری ہوگی اور زکوٰۃ کے نقص کو نفلی صدقات سے پورا کیا جائے گا۔ جیسا کہ صدقات وخیرات و گیارھویں شریف اور چالیسواں وغیرہ نفلی عبادات ہیں۔ یہ بھی کل قیامت کے دن فرضوں کی جگہ شمار کی جائیں گی۔ محفل میں موجود غیر مقلدین حضرات نے جب تفصیل سے نفلوں کی اہمیت اور قیامت کے دن فرضوں کی جگہ شمار کئے جانے کو صحیح احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے سنا تو اپنے غیر مقلد مولوی صاحب سے محولہ بالا احادیث مبارکہ کے بارے میں پوچھا تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ احادیث تو صحیح ہیں۔ غیر مقلد لوگوں نے اپنے غیر مقلد مولوی صاحب سے کہا تم نے کبھی بھی ہمیں یہ احادیث مبارکہ نہیں سنائیں۔ وہ غیر مقلدین اپنے ناقص عقائد سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے اور حضرت باباجی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست ہدایت پر بیعت کر لی۔ اگلے سال پھر اسی مقام پر جلسہ ہوا اور باقی لوگوں نے بھی مذہب مہذب اہلسنت کو اپنا کر دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کر لیں۔ آپ کے روحانی علمی تصرفات سے ہزاروں لوگ غلط عقائد سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہوئے۔

گھنگ شریف میں تقریر اور پھلے ڈاکو کی توبہ:

گھنگ شریف، یہ بستی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ''شریف'' کہلاتی ہے ورنہ کسی وقت یہ ڈاکوؤں کی بستی مشہور تھی۔ انہی حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک مرید نے حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بیٹے کی پیدائش کے موقعہ پر تقریر کیلئے بلایا۔ جب آپ گھنگ شریف پہنچے تو وہاں بلانے والے صاحب کے سالے نے تماشا کھڑا کر دیا۔ وہ کہنے لگا۔ وعظ وتقاریر تو ہم سنتے رہتے ہیں مگر آج خوشی کا موقعہ ہے ہم گھوڑے نچانا چاہتے ہیں اور لوگ بھی اس کے ساتھ مل گئے اور کہنے لگے آج تو ہم نے جشن منانا ہے۔ جس شخص نے آپ کو دعوت

دی تھی وہ بھی برادری کے دباؤ اور بہاؤ میں بہہ گیا۔ اس نے بھی کہہ دیا میں کیا کروں برادری نہیں مانتی۔ آپ واپس چلے جائیے۔ راستہ میں حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید بہادر علی ماچھی نے دیکھ لیا۔ حال احوال اور خیریت دریافت کی۔ آپ نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اگرچہ آپ واپس جانا چاہتے تھے۔ مگر بہادر علی آپ کو مجبور کر کے حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لے آیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پتا چلا تو اپنے مرید سے سخت ناراض ہوئے اور آپ سے فرمایا ہم آپ کا وعظ سنیں گے۔ جلسے کا اعلان ہو گیا۔ بڑی مخلوق جلسے میں آئی۔ اسی مجمع میں "پھلا" نامی مشہور ڈاکو بھی وہاں موجود تھا۔ آپ نے جب اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شان و عظمت اور محبت کا ذکر فرمایا تو وہ ڈاکو جو اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ ڈاکے کی نیت سے کھنگ شریف آیا تھا' اس پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی وجدانی حالت میں نعرہ مارتا ہوا کھڑا ہو گیا اور "میری توبہ، میری توبہ" کہتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ میں سچی توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ابھی بیعت کرنے کی اجازت نہیں، اس لئے میں مرید نہیں کر سکتا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو جاؤ۔ لیکن وہ بڑے اصرار کے بعد عرض کرنے لگا۔ آپ مجھے جن بزرگوں کی مرضی بیعت کروا دیں۔ مگر مرید میں آپ ہی کا رہوں گا۔

چنانچہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے "پھلے ڈاکو" کو حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید کروا دیا اور اس کے سارے ساتھی بھی تائب ہو گئے۔ یہی شخص بعد ازیں بہت زیادہ نیک اور پرہیزگار ہو گیا۔ دینی جلسوں میں شامل ہوتا اور نعتیں پڑھا کرتا۔ ایک شعر پر لوگ دل کھول کر اسے داد تحسین دیتے۔ وہ شعر یہ ہے:

ورلا کوئی جانے کی شان ولی دا
کتا وی ولی ہوندا اے ولیاں دی گلی دا

جن سے ملاقات:

ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے موقع پر غلام محمد آباد میں ایک شخص حضور قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس نماز جمعہ پڑھنے آیا۔ نماز کے بعد سلام پڑھا گیا پھر دُعا ہوئی تو دُعا کے بعد عرض کرنے لگا مجھے قرآن پاک لینا ہے، حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اچھا قرآن پاک لینا ہے؟ تو پھر ایسے کرو نگینہ کتب خانہ وَن پورہ لاہور منیر احمد کے پاس چلے جانا، وہاں سے رعائتی قیمت پر قرآن پاک مل جائے گا، وہ شخص یہ سن کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تب آپ نے بندۂ ناچیز کو فرمایا ''پتر منیر'' یہ جن تھا قرآن پاک لینے آئے گا اس کو قرآن پاک دے دینا اور ہدیہ میں رعایت کرنا۔

جنوں کا وعدہ:

مجمع انوار نگینہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب نے بندۂ ناچیز کو گتی اسٹیشن (نزد فیصل آباد) کے گاؤں کا واقعہ سُنایا یہ واقعہ اگرچہ بندۂ ناچیز نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی سُنا تھا۔ لیکن بندۂ کو جگہ اور موقعہ یاد نہیں تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا: گتی اسٹیشن کے گاؤں کے رہائشی باؤ یوسف نے آپ کو جلسہ میں تقریر کے لئے بلایا، بہت بڑا اجتماع تھا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں' حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' جب میں مذکورہ اسٹیشن کی حدود میں پہنچا تو میرے دل کو درد شروع ہو گیا۔ طبیعت بہت بے چین ہو گئی بڑی فکر لاحق ہوئی طبیعت بحال ہونے کو نہیں آ رہی تھی کچھ دیر بعد باؤ یوسف میرے پاس ایک بچہ لے کر آیا اور کہنے لگا حضرت صاحب میں نے آٹھ دن محنت کر کے اس بچے کو قید کیا ہے' یہ جن کا بچہ ہے آپ اسے لے لیں مگر آپ نے لینے سے اِنکار کر دیا اور فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ جنات کو گرفتار کرتے ہیں وہ لوگ جنات کے ہاتھوں ہی مارے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا جب ہمارے بچے آزاد ہیں تو ہم دوسروں کے بچوں کو کیوں قید کریں۔ باؤ

یوسف نے کہا نہیں! یہ آپ کی خدمت کرے گا اور جو کام آپ اس سے فرمائیں گے' جائز و ناجائز یہ سب کام کرے گا۔ آپ باؤ یوسف کی بات سُن کر ہنس پڑے۔ باؤ یوسف بضد تھا کہ آپ جن کے اِس بچے کو قابو میں کر لیں۔ خیر! آپ نے جن کا بچہ اُس سے لے لیا۔ اُس بچے کا ماتھا چوما اُس سے پیار کیا۔ بچہ لینے کے بعد اُسے آزاد کر دیا آپ فرماتے ہیں جب میں نے بچہ آزاد کیا تو میرے دل کی تکلیف ختم ہو گی۔

باؤ یوسف نے عرض کیا حضور آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ میں نے بڑی محنت سے اِسے قید کر کے آپ کو دیا تھا آپ نے اِسے رہا کر دیا ہے۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے ہمیں تحفہ کے طور پر دیا ہم نے قبول کیا' اب ہم نے اپنی طرف سے آزاد کر دیا ہے۔

صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں اور بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے بھی حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے سُنا تھا۔ بعد ازیں ایسے ہوا کہ آپ اُسی گاؤں کے مغرب کی طرف قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا جس میں جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین کثرت سے موجود تھے۔ اُن میں سے جو بڑا آدمی تھا' اُس نے عرض کیا حضور ہم جنات ہیں' آپ نے ہمارے بچے کو آزاد فرمایا ہے ہم آپ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ ہم دیکھنے آئے ہیں کہ وہ کیسے شفیق و مہربان بزرگ ہیں جنہوں نے ہمارے بچے کو رہا کیا ہے؟ لوگ تو ہمیں گرفتار کرتے ہیں اور آپ رہا فرماتے ہیں۔ اُن جنات نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور جاتے ہوئے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے مریدوں کو تنگ نہیں کریں گے اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو جب آپ کا نام سنیں گے تو ہم چلے جائیں گے۔ چنانچہ کبھی کبھار ایسے ہوا کہ کسی پیر بھائی پر جنات کا سایہ ہوتا تو آپ کا نام لیا جاتا تو جن چلا جاتا۔

یہ مکرر تحریر ہے کہ جنات کا آپ سے وعدہ تھا کہ ہم آپ کے کسی مرید کو تنگ نہیں کریں گے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم لوگ جنات سے بالکل بے فکر اور بے خوف ہو کر ہر جگہ چلے جاتے ہیں۔ اِس خیال سے کہ حضرت قبلہ بابا جی

سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں اور جنات کا ہمارے کامل پیر و مرشد سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کے مریدوں کو تنگ نہیں کریں گے۔

کتابوں کو جلدیں باندھنے والے جن کا واقعہ:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا میں کتب خانے میں مصروف مطالعہ تھا کہ ایک نوجوان آدمی آیا۔ سلام عرض کیا۔ پھر کہنے لگا آپ کا کتب خانہ بہت وسیع ہے اگر آپ حکم فرمائیں تو میں اِن تمام کتابوں کی جلدیں کر دوں۔ آپ نے فرمایا، بھائی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں کہ تم سے جلدیں بندھوالوں۔ آخر تجھے گتے، کاغذ اور گوند کی ضرورت ہوگی۔ پھر تیری مزدوری بھی۔ اُس نے کہا کہ آپ کپڑا گتہ اور گوند لا دیں۔ میں آپ کی کتابوں کو جلدیں فی سبیل اللہ کر دوں گا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے جلدوں کے پشتوں پر کپڑا لگانے کیلئے اپنے ہاتھوں سے کھدر تیار کر دیا۔ گتہ اور کاغذ لا دیا گیا۔ جلدیں بننا شروع ہو گئیں۔

اِس آدمی کی بڑی لمبی لمبی مونچھیں تھیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز جمعۃ المبارک کے دن خط و حجامت وغیرہ بنواتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن حجام خط بنانے کیلئے آیا۔ آپ نے حجام کو فرمایا کہ راجہ جی اِس کی مونچھیں بھی کاٹ دو۔ وہ بولا مونچھیں تو مردوں کی ہوتی ہیں' عورتوں کی نہیں ہوتیں۔ میں مرد ہوں اِس لئے میں مونچھیں نہیں کٹواؤں گا۔ آپ نے راجہ جی سے فرمایا، راجہ جی رہنے دو۔ بعد ازیں آپ نے گھر والوں کو فرمایا کہ جب تک یہ آدمی یہاں کام کرتا رہے یہ میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔

حدیث پاک میں ہے "مومن کے جوٹھے میں شفا ہوتی ہے"۔ اور پھر اللہ والوں کا جوٹھا تو برکت ہی برکت ہے۔ آٹھ دن تک مذکورہ صاحب آپ کے ساتھ کھانا کھاتے رہے۔ برکتوں سے بھرپور اِس کھانے اور آپ کی خصوصی توجہ سے دِل کی دُنیا تبدیل ہوتی رہی۔ وہ شخص جو ایک ہفتہ قبل کہتا تھا، مونچھیں مردوں کی ہوتی ہیں'

عورتوں کی نہیں ہوتیں۔ دوسرے جمعۃ المبارک کو جب حجام حجامت بنانے کیلئے آیا اور حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا خط بنانے لگا' تو آپ نے حجام سے فرمایا' راجہ جی اِس آدمی کی مونچھیں نہ کاٹ شاید یہ مرد ہے ہماری مونچھیں کاٹ دو ہم مرد نہیں ہیں۔

ہفتہ بھر کی توجہ اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا کام کر گیا۔ اُس نے عرض کیا کہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اگر آپ میری مونچھیں کٹوا کر راضی ہیں تو کٹوا دیں اور کہنے لگا' بابا جی سرکار اگر آپ مرد نہیں ہیں تو پھر مرد کوئی بھی نہیں ہے، مردانِ خدا تو بس آپ اور آپ جیسے لوگ ہیں۔ پھر صرف مونچھیں ہی نہیں کٹوائیں بلکہ داڑھی بھی رکھ لی۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے انہی دنوں کتب خانہ کا کمرہ بنانے کا ارادہ کیا۔ تو اُس نے کہا میں بنا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ خود کھیتوں میں کام کرنے کیلئے تشریف لے گئے اور اُس نے اکیلے ہی کام شروع کر دیا۔ خود ہی گارا بناتا۔ خود ہی اینٹیں اُٹھا کر لاتا اور دیوار بنانے لگا۔ دیواروں کی تعمیر کے بعد جب چھت کا مرحلہ آیا تو باہر میدان میں بڑے سے درخت کا بڑا سا ایک تنا پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اکیلے ہی اٹھا کر دیواروں پر رکھ دیا۔ گھر والوں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا کہ اکیلا سب کچھ کرنے والا جنسِ انسان نہیں لگتا بلکہ یہ جن لگتا ہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر تشریف لائے تو گھر والوں نے عرض کیا یہ کوئی جن لگتا ہے۔ اِس نے ایسے ایسے کام کیا ہے۔ پہلے تو آپ خاموش رہے پھر آپ نے گھر والوں کو بتا دیا کہ ہاں واقعی یہ جن ہے۔ آپ نے خود ہی اُسے چھپا رکھا تھا۔ آپ نے اُس کو بلایا اور فرمایا کہ چونکہ اب تم ظاہر ہو گئے ہو اور گھر والوں کو تمہارے بارے میں علم ہو گیا ہے اِس لئے اب تمہیں جانے کی اجازت ہے۔

سبحان اللہ! اللہ والوں کے خدمت گار صرف اِنسان ہی نہیں ہوتے بلکہ دوسری مخلوقات بھی ہوتی ہیں اور خدمت کر کے فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ جن جب رخصت ہوا تو باشرع تھا۔ اُس کے ہاتھ کی بنی ہوئی جلدیں آج بھی آستانہ عالیہ پر

موجود ہیں۔ انشاء اللہ العزیز بشرط زندگی وصحت "یوسفِ مصرِ محبت" کے پہلے حصہ میں اُن کتابوں کی فوٹو بھی کتاب میں شائع کی جائے گی۔

تہجد کے وقت جگانے والا کُتا:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر پہرہ داری کیلئے ایک عجیب الخصلت کتا تھا۔ جب رات کا پچھلا وقت ہوتا تو وہ کتا تہجد کے لئے آپ کو جگانے کے لئے آپ کی چارپائی کے نیچے آکر چارپائی ہلاتا۔ جب تک آپ چارپائی سے اُٹھ کھڑے نہ ہوتے تو وہ پیچھے نہ ہٹتا اور جب تہجد پڑھنے لگتے تو آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا رہتا۔

ایک روز آپ کے سب سے بڑے بیٹے مجمع انوار نگینہ پیر طریقت حاجی صاحبزادہ محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی گھر میں آپ کی عدم موجودگی میں آپ کی چارپائی پر لیٹ گئے۔ جب رات کا پچھلا وقت ہوا تو کتا چارپائی کے نیچے آیا اور چارپائی ہلانے لگا۔ آپ کو شروع میں اِس بات کا علم نہیں تھا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اصل بات کو نہ سمجھ سکا اور کتے کو مارا مگر وہ اُس وقت تک وہاں سے نہ گیا جب تک میں نے چارپائی نہ چھوڑ دی۔ بعد میں باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو بات بتائی تو آپ نے اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ یہ تہجد کیلئے اُٹھاتا ہے۔

کیا کتے کو سدھایا ہوا تھا؟

ایک دفعہ کچھ احباب نے یہ خیال کیا کہ کتے کو سدھایا ہوا ہے، اِس لئے وہ وقت پر پہنچ جاتا ہے۔ ڈسکہ سے آئے ہوئے جناب حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اور جناب حاجی محمد سعید صاحب مرحوم وغیرہ نے عرض کیا حضور اگر کتا جلدی آئے اور ہمیں پتا چلے کہ تہجد کیلئے زیادہ سے زیادہ کتنی جلدی اُٹھنا چاہئے تو پھر بات ہے۔ اگلی رات کتا ایک بجے شب آگیا۔ آپ نے مطالبہ کرنے والے سب لوگوں سے نماز تہجد

پڑھنے کے لئے فرمایا لوگوں نے وضو کئے نماز تہجد ادا کی اور نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر بیٹھے اور پھر کروٹیں بدلنے لگے۔ کسی کو نیند آنے لگی کسی کا وضو ٹوٹنے لگا۔ پہلے وہ کُتا فجر کی اذانوں سے ایک گھنٹہ پہلے آتا تھا۔ مگر آج اُن کے مطالبے پر رات کے ایک بجے کتے نے جگا دیا اور فجر کی نماز کے لئے کافی وقت ہونے کی وجہ سے طبیعتیں بوجھل ہونے لگیں تو بھی کہنے لگے کتا ٹھیک وقت پر ہی جگاتا ہے، تہجد بھی پڑھ لی جاتی ہے اور فجر کی نماز بھی آسانی سے ادا ہو جاتی ہے۔

حاجی محمد صادق مرحوم کی عقیدت:

حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اتنی عقیدت کرنے لگے کہ ڈسکہ سے کتے کیلئے گوشت لاتے تھے اور کبھی دیوانگی کے عالم میں کتے کو کندھے پر اُٹھا لیتے تھے مگر جناب قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُن کو روکتے، اُن کے کندھوں سے کتے کو اُترواتے اور شریعت کی پاسداری کیلئے تنبیہ فرماتے۔

کتے کی وجدانی حالت:

جب بھی لوگ آپ کے آستانہ عالیہ پر نعتیں پڑھتے یا ذکر کرتے تو کتے کو وجد ہو جاتا۔ اور آپ لوگوں کو منع فرماتے کہ احتیاط کریں کہیں کتا وجد میں تڑپتا ہوا مر نہ جائے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہے جنہوں نے تہجد کے وقت اُٹھانے والے کتے کو دیکھا ہے۔

اصحاب کہف کے کتے نے صرف خاموش ساتھ دیا ہے۔ مگر سرکارِ کائنات ﷺ کے غلاموں کے پہرہ دار کتے راتوں کو تہجد کیلئے بھی اُٹھاتے ہیں۔ سبحان اللہ!

تابینے مرید کی امداد:

پیر طریقت حضرت حافظ محمد اسمٰعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ "کرم سر" والے ایک روز آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ

میرے مکان کچے ہیں' آپ نے جواباً فرمایا: حافظ جی! میں تمہارے مکان کچے دیکھ رہا ہوں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں، آپ کے اِرشاد فرمانے کی دیر تھی کہ میرے ایک دوست مجھے ملے اور کہا حافظ صاحب میں نے اینٹوں کا بھٹہ شروع کیا ہے۔ آپ جب اپنا مکان بنائیں تو اینٹیں لے جانا۔ حافظ صاحب نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں' تو دوست نے کہا حافظ صاحب آپ اینٹیں لے جائیں' پیسے جب ہوں گے دے دینا۔ فرماتے ہیں میں نے اینٹیں لا کر مکان بنانا شروع کر دیا۔ جب لینٹر کی باری آئی تو حضرت قبلہ باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آ گیا۔ اور عرض کیا باباجی سرکار لینٹر کیلئے پیسے نہیں ہیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فوراً گھر تشریف لے گئے اور اندر سے ایک ''گجا'' لے آئے اُس میں پیسے تھے۔ آپ نے فرمایا حافظ جی جتنے پیسوں کی ضرورت ہے لے لو۔ فرماتے ہیں مجھے گیارہ سو روپے کی ضرورت تھی' میں نے نکال لئے۔ مگر باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اور لے لو۔ میں نے عرض کیا حضرت صاحب اِتنی ہی ضرورت ہے۔ میں وہ رقم لے آیا۔ سبحان اللہ! قربان جائیں آپ نے مجھے کبھی نہ فرمایا کہ حافظ صاحب پیسے تو واپس کرو۔ فرماتے ہیں میں نے کافی عرصہ کے بعد تھوڑے تھوڑے کر کے واپس کئے۔ لیکن شانِ کریمی کہ آپ نے کبھی نہ فرمایا دیر کیوں لگائی۔ بلکہ مزید پیش کش فرماتے رہے۔

عبدالستار صاحب کا واقعہ:

پیر طریقت جناب عبدالستار صاحب چیچوال والے بھی اپنا ایسا ہی واقعہ سناتے ہیں۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک گھوڑی خریدی لیکن پوری رقم نہ بنی۔ کسی جگہ سے رقم کا اِنتظام نہ ہوا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی اور آپ سے شرفِ زیارت حاصل کیا اور کچھ دیر بعد اپنا مقصد بیان کیا۔ میں نے جتنے پیسے مانگے تھے۔ آپ نے اُسی وقت گھر سے منگوا کر مجھے عنایت فرما دیئے۔ ہر کوئی پیسے دیتے ہوئے سوچتا ہے' شاید واپس ملیں نہ ملیں۔ مگر آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بات سوچے بغیر

سائل کو عطا فرما دیتے اور کوئی بھی آپ کے دَر سے خالی نہ جاتا اور کئی ایسے حضرات ہیں کہ ہزاروں روپے لے جاتے اور واپسی کا نام تک نہ لیتے بلکہ اور تمنا رکھتے۔

نیند نہ آنے کا واقعہ:

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت قبلہ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں ایک مائی صاحبہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ سرکار مجھے نیند بہت آتی ہے۔ دُعا کیجئے مجھے نیند نہ آئے۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ وہ مائی چلی گئی۔ رات ہوئی تو اُسے نیند نہ آئی پھر ایک رات، دو راتیں، یہاں تک کہ پندرہ راتیں اُس عورت کو نیند نہ آئی۔ اُس بی بی نے دوبارہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اب تو مجھے نیند نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا' تو نے خود ہی کہا تھا کہ مجھے نیند نہ آئے۔ عرض کی حضور دُعا فرمایئے نیند بھی آئے اور رات کو تہجد کیلئے بیدار بھی ہو جاؤں۔ چنانچہ آپ نے پھر دُعا فرمائی اور جیسے دُعا فرمائی، ربّ ذوالجلال والاکرام نے اُس عورت کے حق میں قبول فرمائی۔

پتر مسعود ماڑا ہے:

پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں' کہ میری بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا تھا میں نے حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ سے دُعا کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: پتر مسعود تو بہت ''ماڑا'' ہے۔ مسعود صاحب فرماتے ہیں' میں نہ سمجھ سکا کہ آپ نے ایسا کس لئے فرمایا ہے' فرماتے ہیں' جب میں گھر گیا تو پتا چلا بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ پھر بات سمجھ میں آئی کہ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ ''پتر مسعود تو بہت ماڑا ہے''۔

دَم کرنے سے شفا:

جناب محمد یوسف صاحب چک نمبر ۲۰۵ والے فرماتے ہیں' ایک دفعہ

میرے کان میں درد کا عارضہ شروع ہوا۔ میں نے بہت علاج کیا لیکن آرام نہ آیا۔ تکلیف زیادہ ہوتی چلی گئی۔ میں بڑا پریشان ہوا اور تنگ پڑ گیا۔ بالآخر حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوا۔ شرف زیارت حاصل کیا۔ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے کان کے درد کا ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ حضور درد کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ جب تک آرام نہیں آئے گا میں نہیں جاؤں گا۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اتنی جرأت سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ جناب محمد یوسف صاحب فرماتے ہیں آپ نے کچھ پڑھ کر میرے کان میں پھونک ماری، تو مجھے اُسی وقت آرام آ گیا۔

تہجد میں سستی کرنے والے پر بارش:

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ، پیر خوشی محمد صاحب (گوجرانوالہ والے) اور میں برج اٹاری ضلع شیخوپورہ میں ایک دوست کے ہاں مقیم تھے۔ رات ہم سو گئے۔ جب تہجد کا وقت ہوا تو حضور قبلہ بابا جی سرکار نے آواز دی کہ اُٹھو اور نماز پڑھ لو۔ پیر خوشی محمد صاحب نے صاحب خانہ کو آواز دی بھائی کیا وقت ہوا ہے؟۔ اُنہوں نے کہا کہ تین بجے ہیں تو پیر خوشی محمد صاحب نے بابا جی سے عرض کیا کہ سرکار ابھی کافی وقت ہے۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ خاموش ہو گئے۔ ہمیں نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ ہم جلدی سے اُٹھ کر اندر چلے گئے۔ قبلہ بابا جی سرکار (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے پوچھا کیا ہوا ہے؟۔ اندر آ گئے ہو، ابھی تو کافی وقت ہے۔ عرض کیا حضور بارش شروع ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا، کہاں بارش ہو رہی ہے؟ پیر خوشی محمد صاحب نے عرض کیا جہاں ہم سو رہے تھے وہاں بارش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو مسجد میں جا کر تہجد پڑھ لو۔

پیر خوشی محمد صاحب فرماتے ہیں جب ہم مسجد کی طرف گئے تو راستے میں بارش کا نام و نشان تک نہ تھا اور نہ ہی آثار نظر آ رہے تھے کہ بارش ہوئی ہے یا ہوگی۔ پھر بات سمجھ آئی کہ تہجد کی نماز پڑھانے کیلئے اُٹھایا گیا ہے۔

آپ کی دُعا اور وظیفے کا اثر:

فیض پور چک نمبر ۴۴۰ تحصیل سمندری کا واقعہ ہے۔ اِس گاؤں کے ایک گھر میں جنوں کا ڈیرہ تھا۔ جنات بڑی خوفناک حرکات کرتے تھے جنہیں صفحۂ قرطاس پر لاتے ہوئے شرم و حیا محسوس ہوتی ہے۔ صاحب خانہ کی بیوی نے بڑے دُکھ اور تکلیف سے واقعہ سنایا۔ حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نے اُن سے گھر کا ایک فرد اوراد فتحیہ شریف پڑھنے کیلئے مانگا۔ آپ کے حکم کی اِطاعت کی گئی۔ آپ نے اوراد فتحیہ شریف پڑھنے اور نمازِ تہجد ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت اور کرم کا صدقہ اور حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کے تصدق اور اوراد فتحیہ شریف کی برکت سے جنات نے اُس گھر کو چھوڑ دیا۔ اہل خانہ نے جب یہ فیض دیکھا تو سب کے سب حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے۔ اِس گاؤں کا تقریباً 1/3 حصہ آپ کا مرید ہے۔

کمرہ روشن ہونا:

ایک دن اتفاقاً آپ مذکورہ بالا گھر تشریف لے گئے اور باتوں ہی باتوں میں اُس عورت سے جو اوراد فتحیہ شریف پڑھتی تھی پوچھا کہ کیا تمہیں کبھی اوراد فتحیہ شریف پڑھتے ہوئے خوف محسوس ہوا؟ تو اُس عورت نے آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایک رات کا واقعہ ہے۔ میں کیا دیکھتی ہوں کہ تہجد کے وقت کمرہ خود بخود روشن ہے اور کمرے میں ہر طرف مرد، عورتیں، بچے، جوان اور بوڑھے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ کچھ لمحہ کیلئے حیرانگی ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے؟۔ خدایا ایسا ہجوم

کیوں ہے؟ اُسی وقت آپ کی بات یاد آگئی کہ آپ نے فرمایا تھا اگر کوئی ایسا ویسا عجیب واقعہ پیش آئے تو ہرگز گھبرانا نہیں۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ شاید یہ جنات ہیں جو ہمارے گھر میں ڈیرہ لگائے ہوئے ہیں۔ خیر! میں نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کس لئے اکٹھے ہوئے ہو؟ تو اُنہوں نے جواباً کہا۔ ہم جنات ہیں اور وظیفہ سننے کیلئے جمع ہوئے ہیں، جو حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پڑھنے کیلئے عطا فرمایا ہوا ہے۔

واقعہ ایک جمعۃ المبارک کا:

جمعۃ المبارک کے دن مجھے باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دُھلے ہوئے اور اِستری شدہ کپڑے لے کر لاہور سے فیصل آباد پہنچنا تھا۔ مگر میرے جسم پر پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں اور اُن پر بہت خارش ہوتی تھی، سوچا طبیعت بہت خراب ہے، فیصل آباد کیسے پہنچوں گا؟ لیکن کپڑے پہنچانے بھی بہت ضروری تھے۔ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کا نام لے کر جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ پہنچا وہاں سے فیصل آباد شریف والی بس پر سوار ہوا۔ بس جب لاہور سے کچھ دُور پہنچی تو راستہ میں مجھے نیند آگئی، جب آنکھ کھلی تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کی شان! میرے جسم پر ایک دانہ بھی نہ تھا اور نہ ہی خارش کی شکایت تھی اور طبیعت میں جو پریشانی تھی وہ ختم ہو چکی تھی۔

پانی میں شفاء:

بندۂ ناچیز کے بیٹے علامہ حافظ خلیل احمد یوسفی کا سارا سر پھنسی پھوڑے سے بھرا ہوا تھا اور پھوڑے پھنسیوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ بندہ اُسے حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس زیارت کے لئے آستانہ عالیہ پر لے آیا آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِس وقت جہاں مزار مبارک ہے وہاں قریب ہی پانی کا ایک ہینڈ پمپ ہوا کرتا

تھا۔ یہاں آج کل پانی کی موٹر لگی ہوئی ہے۔ بندہ نے نلکے کے نیچے حافظ طفیل احمد یوسفی کا سر رکھا اور پانی بہانا شروع کر دیا۔ جہاں پر پانی گرتا جا رہا تھا' پھوڑے پھنسیاں ختم ہوتی جا رہی تھیں۔ جب کچھ دیر اُسے نہلایا گیا تو سر پر پھوڑے اور پھنسیاں مکمل طور پر ختم ہو گئیں اور سر شیشے کی طرح چمکنے لگا۔

محمد طفیل فاروقی صاحب کا واقعہ:

محترم محمد طفیل فاروقی صاحب' شاہ کے نزد کالا شاہ کاکو کے رہائشی ہیں اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں بندہ سے اُن کی دوستی تھی یہ پیر بھائی نہ تھے مگر دین کی محبت کی وجہ سے ایمانی بھائی تھے۔

اُنہوں نے سالانہ محفل میلاد شریف پر آستانہ عالیہ شریف جانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ اُنہیں زبردست پیچش لگے ہوئے تھے، ہر پانچ منٹ کے بعد قضائے حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا۔ بہت پریشان تھے کہ کیا کروں۔ جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو اُنہوں نے بندہ سے فرمایا کہ کیا آپ لوگ راستے میں میرے لئے بس رُوک لیں گے۔ بندہ نے عرض کیا آپ نے آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف جانا ہے پریشان نہ ہوں۔ جب بس چلے تو آخری مرتبہ بیت الخلاء سے ہو آیئے گا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وسیط و بے حد نگہبان ہے۔ خیر! جب بس چلنے لگی تو وہ پھر بیت الخلاء چلے گئے وہاں سے فارغ ہونے کے بعد محمد طفیل فاروقی صاحب بس پر سوار ہو گئے، سارے راستہ میں ایک مرتبہ بھی پاخانہ نہیں آیا، پھر آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف پہنچنے کے بعد صبح کا ناشتہ کیا۔ جب سہ پہر ختم شریف کے بعد لنگر شریف کے لئے اذنِ عام ہوا تو محمد طفیل فاروقی صاحب نے فرمایا: مجھے کیا حکم ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ بے فکر ہو کر لنگر شریف کھائیں، لنگر میں دال پکی ہوئی تھی، محمد طفیل فاروقی صاحب نے لنگر شریف کھایا، پھر محفل میلاد کے اختتام پر دوبارہ لنگر شریف تناول فرمایا، پھر صبح بھی ناشتہ کیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں شاہ کے

جانے کے لئے شاہدرہ اُتر گئے۔ تقریباً سات آٹھ دن کے بعد بندۂ ناچیز سے فاروقی صاحب دوبارہ ملے تو کہنے لگے، کمال ہو گیا، نہ فیصل آباد آتے جاتے ہوئے راستے میں پاخانہ کیا نہ وہاں پورا دن پاخانہ آیا، پھر اگلے دن گھر واپسی پر لاہور تک پاخانہ نہیں آیا۔ جب گھر آیا تو کھل کے پاخانہ آیا، پیٹ صاف ہو گیا اور شفاء بھی ہو گئی۔

ٹی بی کے مریض کو شفا:

ایک دفعہ آپ اپنے آستانہ عالیہ شریف کی طرف جانے کے لئے کیکر والے اڈے پر بس سے اُترے تو ایک صاحب ملے جو ٹی بی کے مریض تھے۔ انہوں نے اپنی تکلیف اور پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی اور اِرشاد فرمایا: بیٹا نماز پنجگانہ ادا کیا کرو۔ داڑھی رکھ لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد صحت عطا فرمائے گا۔ مذکورہ شخص نے آپ سے پانی دم کروالیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی شان اُس شخص نے عمل شروع کر دیا۔ داڑھی شریف رکھ لی اور نماز پنجگانہ جو کہ سرکارِ کائنات ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے کا پابند ہو گیا اور دَم والا پانی پیتا رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے اُسے شفاء حاصل ہو گئی۔

قطب وقت آپ کی بارگاہ میں:

ایک مرتبہ کچھ پیر بھائی تاندلیانوالا کے قریب موضع پنڈی شیخ موسیٰ میں حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر تھے، ایک پیر بھائی نے عرض کیا حضور یہ تو بتائیں آج کل قطب کون ہے؟ قطب کیسا ہوتا ہے؟ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک ایک فقیر آیا اور کہنے لگا بابا اللہ کے نام پر ایک روپیہ دینا، اللہ کے نام پر ایک روپیہ دینا اور بار بار یہ جملہ دہرانے لگا۔ حاضرین میں سے ایک پیر بھائی اُس سائل کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا، بابا تم نے ہماری ساری گفتگو کا مزہ خراب کر دیا ہے۔ یہ

لوایک روپیہ اور جاؤ یہاں سے۔ اُس فقیر نے باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلام کیا اور مسکراتا ہوا چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد دوبارہ وہی گفتگو شروع ہو گئی کہ حضور آج کل قطب کون ہے؟ تو آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے فرمایا قطب دکھا تو دیا ہے اور کیسے دکھاؤں؟ یہ فقیر جو ابھی سلام کر کے گیا ہے یہی تو وقت کا قطب تھا۔

قطب ہونے کی دلیل:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ حسنِ اخلاق کا پیکر تھے، اپنے بیگانے سبھی یہ مانتے ہیں۔ ہر شخص یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند مناظرِ اسلام حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالیٰ نے لاہور میں آپ کے عرس کے موقعہ پر فرمایا کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت صاحب کرماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے۔ جس بزرگ سے ملنے والا کوئی شخص اگر یہ کہے کہ وہ بزرگ میرے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں تو یہ اُس بزرگ کے قطب ہونے کی دلیل ہے"۔

آپ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی نظر میں:

اُن دنوں کا واقعہ ہے جب آپ جامع مسجد دستگیری فیصل آباد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ بندۂ ناچیز بھی آپ کے ملفوظات اور وعظ و تقریر سے فیض یاب ہونے کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ بے شمار مخلوق آپ سے دُعائیں لینے اور دُعائیں کروانے کیلئے آیا کرتی تھی ایسے لوگ بھی کثرت سے آتے تھے جو اپنی شادی کے لئے دُعا کرواتے تھے۔

چنانچہ ایک جمعۃ المبارک میں ایک صاحب نے عرض کیا حضور دُعا فرمائیں کہ میری شادی ہو جائے۔ آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی۔ جب آپ

جمعۃ المبارک اور دیگر پروگراموں سے فارغ ہو کر اپنے آستانہ عالیہ پر پہنچے تو آپ کے گاؤں کی عورت' نذیر احمد ولد بابا شیر محمد کی بیوی' روتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور عرض کیا سرکار دُعا فرمائیں، میرا شوہر گھر سے کہیں چلا گیا ہے وہ واپس آجائے۔ آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا' لو بات کرلو کچھ لوگ شادی کے لئے دُعا کرواتے اور کچھ لوگ بیویاں چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ اُس عورت نے عرض کیا حضور آپ دُعا فرمائیں' میرا شوہر واپس آجائے۔ خیر! آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی اور اُس عورت کا شوہر نذیر احمد اگلے دن واپس گاؤں آگیا۔

وہ شخص سیدھا حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مجمع انوار نگینہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ بھائی نذیر احمد نے حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا سرکار آپ کو مبارک ہو' آپ داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں۔ جونہی آپ نے یہ سُنا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور پوچھا بات بتاؤ کیا ہے؟

اُس نے عرض کیا' سرکار میں گھر والوں سے لڑ کر لاہور چلا گیا' وہاں میں حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ پر حاضر ہوا' وہیں مسجد میں نماز پڑھتا اور رات وہیں سو رہتا گذشتہ رات داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے خواب میں آئے اور مجھے فرمایا' اللہ کے بندے گھر واپس جاؤ تمہاری بیوی "میرے یوسف" کو تنگ کر رہی ہے۔ آپ سُن کر رونے لگے اور آپ کی کیفیت وجدانی ہوگئی۔

داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پر حاضری:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جب لاہور تشریف لاتے تو فرماتے کہ میں جب بھی لاہور آتا ہوں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کی نیت سے آتا ہوں۔ آپ جب داتا دربار تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو نفل تحیۃ المسجد ادا کرتے۔ جتنے برادرانِ طریقت آپ کے ساتھ ہوتے

آپ سب کو فرماتے دو نفل برائے ایصالِ ثواب بایں انداز پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ شریف کے بعد گیاراں بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ بعدازیں اُن نوافل کا تحفہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کریں۔

نوافل کی ادائیگی کے بعد حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے مزار شریف کی چوکھٹ کی طرف سے حاضری دیتے اور چوکھٹ کو بوسہ دیتے پھر مغرب کی جانب بیٹھ کر مراقبہ کرتے کچھ دیر مراقبہ میں بیٹھنے کے بعد دُعا کرتے اور مریدین کو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش فرماتے۔

بندۂ ناچیز کو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی پریشانی ہو تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہو کر میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ (حضرت قبلہ) حاجی محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھیجا ہے۔ اور فرماتے پُتر منیر میں نے تمہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کردیا ہے۔

درخت کا ذِکرِ الٰہی کرنا:

ایک مرتبہ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی سیّدی مرشدی قبلہ باباجی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھا، آپ اپنے عزیز محمد ظفر عاتف صاحب کے گھر واقع سمن آباد فیصل آباد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اُن کے گھر کے باہر ایک نہر چلتی ہے۔ صبح گیارہ بجے کے قریب وہاں درخت کے سائے میں آپ تشریف فرما تھے بندۂ ناچیز آپ کی زیارت کے لئے حاضر تھا۔ سامنے ایک درخت کی ٹہنیاں ہوا میں ہل رہی تھیں۔ تو سیّدی مرشدی قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز سے فرمایا پُتر منیر: اُس درخت کی طرف دیکھو میں نے عرض کیا حضور میں آپ کو دیکھنے آیا ہوں اور آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ امتحان نہیں۔ میں تمہیں ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔ بندۂ ناچیز نے اُس درخت کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: دیکھو درخت کے پتے دائیں، بائیں ہل رہے ہیں۔ میں نے

عرض کیا جی حضور، فرمایا: یہ پتے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کا ذکر کر رہے ہیں اللّٰہ ھو، اللّٰہ ھو۔

محفل میلاد خراب کرنے والے کا انجام:

بندۂ ناچیز نے باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے، اُن کے صاحبزادگان اور اکثر لوگوں سے سنا کہ ماڑی اتاری تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ایک مرتبہ محفل میلاد پاک منعقد ہوئی۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی محفلِ میلاد کے موضوع پر تقریر رکھی تھی۔ جب جلسہ شروع ہوا تو غیر مقلدین کے ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں سے مل کر محفل میلاد کو خراب کرنے کا پروگرام بنایا۔

جب آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ تقریر فرمانے لگے تو اُس شخص نے جلسہ گاہ کے بالکل سامنے گانوں کی ٹیپ لگا دی۔ اُس شخص نے شراب بھی پی رکھی تھی۔ آپ سخت جلال میں آ گئے، فرمانے لگے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں میلاد بیان کر رہا ہوں اور لوگوں نے سامنے گانے لگا دیئے ہیں۔ اُس شخص نے جھگڑا شروع کر دیا، جھگڑا ہنگامے کی شکل اختیار کر گیا، اُن لوگوں نے پولیس کے ساتھ مل کر میلاد شریف کا پروگرام ختم کروا دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کی شان جس شخص نے محفل میلاد النبی ﷺ کے پروگرام کو خراب کرنے کا پروگرام بنایا تھا اُس کا پیشاب، پاخانہ بند ہو گیا۔

اُسے ہسپتال لے جانا پڑا۔ وہ شخص پیشاب کی تکلیف میں کافی عرصہ تک بیمار رہا، مسلسل علاج سے بھی کوئی آفاقہ نہ ہوا، آپریشن بھی ہوا مگر کوئی آفاقہ نہ ہوا اور وہ اِسی تکلیف میں اگلے سال ربیع الاول شریف کا مہینہ آنے سے پہلے مر گیا۔

اگلے سال اُسی جگہ اُسی مقام پر پھر محفل میلاد منعقد کی گئی، آپ اپنی تقریر میں فرمانے لگے کہ اے لوگو! سن لو! اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد، اپنے محبوب کریم، حضور نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کی محفل کو خراب کرنے والوں کا پیشاب، پاخانہ بند کر دیتا ہے۔ دیکھو! محفل میلاد خراب کرنے والے

اپنے انجام کو پہنچے لیکن ذکر مصطفیٰ کریم ﷺ جاری وساری ہے اور رہے گا۔

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے:-

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اِس واقعہ کے بعد ماڑی اٹاری کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔

سُنّتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت:

سلامت پورہ لاہور میں پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب کی شادی پر باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب اور اُن کے گھر والوں میں ایک کشمکش چل رہی تھی۔ پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب کہتے تھے کہ مہمانوں کو بٹھا کر کھانا کھلانا ہے اور اُن کے گھر والے کہتے تھے کہ کھڑے کھانا کھلانا ہے۔

باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ بات سنی تو آپ نے اُن کی والدہ تاج بی بی زوجہ محمد شفیع مرحومہ کو فرمایا کہ اگر مہمانوں کو سُنّت کے مطابق بٹھا کے کھانا نہیں کھلانا تو پھر میں چلا جاؤں گا۔

اِتنے میں بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی شاد باغ سے چھ سات پیر بھائیوں کے ساتھ حاضر ہوا، بندہ نے ماحول میں بے چینی دیکھی تو عرض کیا' باباجی سرکار (رحمہ اللہ تعالیٰ) کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ساری بات سنائی' بندہ نے عرض کیا سرکار آپ حکم فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا' پتر منیر سب مل کر میزیں ہٹادو، چادریں بچھادو اور سب مہمانوں کو سُنّت کے مطابق بٹھا کے کھانا کھلاؤ۔ ہم سب لوگوں نے حکم کی تعمیل کی اور آناً فاناً دسترخوان لگا دیئے گئے۔ پہلے مردوں کو کھانا کھلایا گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ کھانا بھی ضائع نہ ہوا۔ اور لوگ بہت خوش ہوئے کہ ہم نے بڑی تسلی اور سکون سے کھانا کھایا ہے۔ بعد میں آپ نے فرمایا بیٹا! اب عورتوں کے کھانے کے لئے اِنتظام کر دو اور خود

وہاں سے ہٹ جاؤ۔ گھر والی عورتیں انہیں خود ہی کھانا کھلا دیں گی۔ ہم لوگوں نے دستر خوان بچھا دیئے کھانا لگا دیا۔ اور عورتوں نے بھی بڑی تسلی اور سکون سے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو آسمان پر کالے سیاہ بادل اُمڈ آئے اور ہوا چلنے لگی۔ بجلی کڑکنے اور چمکنے لگی۔ سلامت پورہ کے قریب ہی بجلی گری تو حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آج اِس گھر کے لوگ بات نہ مانتے اور کھانا سُنّت رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کھایا جاتا تو یہ بجلی اِسی گھر پر گرنا تھی۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

بذریعہ خواب روحانی تصرف سے مسائل کا حل:

بندۂ ناچیز کے سُسر جناب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم جو بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں سے قطر کی سیمنٹ فیکٹری میں ملازم ہو چکے تھے۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے گذارش کی کہ منیر احمد یوسفی نے آپ سے میری ملاقات کروائی اور میں آپ کی نظرِ کرم سے برسرِ روزگار ہو گیا ہوں تو میں اُس محبت کی وجہ سے جو منیر احمد یوسفی نے میرے ساتھ کی ہے میں اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں۔ حضور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی اُنہوں نے بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں معذرت چاہتا ہوں (یعنی اِنکار کر دیا)۔ جواب میں آپ نے اِرشاد فرمایا: ”تم نے خود ہی اِقرار کیا اور خود ہی اِنکار کر دیا، ہم نے تو اِنکار نہیں کیا“۔ تقریباً ایک سال کے بعد محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم نے بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے معذرت کر لی اور بندہ کے رشتہ کے لئے درخواست کی اور عرض کیا، آپ اُن سے کہیں کہ اپنے گھر میں ایک کمرہ بنالیں۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بیٹا کمرہ بنانے کے لئے رقم ہے، میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود مجھے پانچ ہزار روپے عطا فرمائے اور کچھ رقم کا انتظام جامع مسجد رحیمیہ کی انتظامیہ کمیٹی نے کر دیا جہاں بندۂ ناچیز اُن دنوں جمعۃ المبارک کا خطبہ

دیا کرتا تھا۔ اِس طرح کمرہ بنانے کا اِنتظام ہو گیا۔

جب کمرہ بن گیا تو بندہ کے پیر بھائی' پیرِ طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کے پاس گئے اور کہنے لگے بٹ صاحب کمرہ تیار کر لیا گیا ہے۔ آپ لوگ دن مقرر کر لیں۔ وہ لوگ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے حضور! ہمارا اِرادہ پھر بدل گیا ہے ہم یہ رشتہ نہیں کر سکتے۔ آپ سرکار بہت تحمل کے ساتھ فرمانے لگے تم لوگوں نے پہلے ہاں کی پھر نہ کی۔ پھر ہاں کی اور اب پھر اِنکار کر رہے ہو۔ ہم نے تو اِنکار نہیں کیا۔

اُدھر بندہ کے والدِ گرامی میاں محمد رفیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو میری شادی کی کافی فکر تھی' عمر زیادہ ہوتی جارہی تھی۔ اُنہوں نے ایک رشتہ بھی دیکھ لیا اور وہاں بات طے ہو گئی تھی کہ محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کا بیٹا محمد ارشد بٹ مرحوم آیا اور کہنے لگا کہ میری والدہ آپ کے گھر آنا چاہتی ہیں۔ میں نے جب گھر جا کر بتایا تو میرے گھر والے ناراض ہوئے اور کہنے لگے اِن لوگوں نے پہلے دو مرتبہ اِنکار کیا ہے اَب پھر کس کے لئے آرہے ہیں۔ جب والدِ گرامی کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا چلو! اگر وہ خواہشمند ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

بعد از نمازِ مغرب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کی بیگم، بیٹی اور محمد ارشد بٹ مرحوم بندہ کے گھر آئے اور والد صاحب مرحوم سے معذرت کی مگر بندہ کے والدِ گرامی نے بڑے وقار کے ساتھ اُن سے گفتگو کی۔ بندۂ ناچیز کی (ہونے والی) ساس سے بہن جی' بہن جی کہتے ہوئے فرمایا! ہمیں کوئی ناراضگی نہیں اگر آپ پھر خواہش مند ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، ہم راضی ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ اَب کیا معاملہ ہوا ہے؟ تو میری ساس کہنے لگیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ باباجی صاحب خواب میں تشریف لائے اور سخت ناراضگی کا اِظہار فرمایا آپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ میں نے عرض کیا حضور! کیا آپ ہم سے ناراض ہیں؟ آپ ناراضگی کی حالت میں وہاں سے گزر گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ وہ لڑکا کہنے لگا' باباجی صاحب تم لوگوں

سے سخت ناراض ہیں، فوری طور پر منیر احمد یوسفی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو، اور آپ اُس کا قرضہ بھی تم اُتارو گے کیونکہ اُس نے تمہاری بیٹی کی خاطر قرضہ لے کر مکان تعمیر کروایا اور تم لوگ عین وقت پر انکار کر گئے۔ دوسری طرف محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم نے قطر سے ٹیلیفون کیا کہ میں جب سے انکار کر کے آیا ہوں سخت پریشان ہوں اور ایک دن خواب دیکھا کہ میں پہاڑی سے گر گیا ہوں۔ ایسے لگتا ہے حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ناراض ہیں' اِس لئے منیر احمد یوسفی کے گھر جاؤ اور رشتہ کی بات پکی کر آؤ۔ بعد ازاں اُنہوں نے زبردستی خود میرا قرض بھی ادا کیا۔

فرمانِ کامل پیرومرشد:

سیدی مرشدی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز سے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی بیوی سے کبھی نہیں پوچھنا کہ تمہارے والدِ گرامی نے دو مرتبہ ہاں کرنے کے بعد انکار کیوں کیا؟ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ آج تک اپنے شیخ کامل رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر کاربند ہے۔

بیٹے کے لئے دُعا:

ایک خاتون حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوئی گذارش کی کہ باباجی میرے لئے دُعا فرمائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا تم خود ہی دُعا کرو کہ یا اللہ مجھے بیٹا عطا فرما۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان، خالقِ کائنات نے اُس بی بی کو بیٹا عطا فرمایا۔

بندۂ ناچیز، حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں زیارت کے لئے حاضر تھا کہ دو خواتین حاضر ہوئیں۔ اُن میں سے ایک نے عرض کیا باباجی سرکار آپ نے میرے لئے دُعا فرمائی تھی تو آپ کی دُعا کی برکت سے ربِّ کائنات جل شانہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ اب آپ میری اِس بہن کے لئے بھی دُعا فرمائیں' تو

آپ نے انتہائی تواضع سے فرمایا' بیٹا! میں نے دُعا کی تھی کہ تم نے خود دُعا کی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے تیری عاجزی اور انکساری اور درد و محبت کو قبول فرما کر تجھ پر کرم فرمایا۔ آپ نے اُسے فرمایا، اب تو اپنی اس بہن کے لئے بھی دُعا کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسری خاتون کو بھی بیٹے سے نوازا۔

آپ کے اس انداز سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے جب کوئی آپ سے عرض کرتا سرکار آپ کی دُعا سے میرا فلاں کام ہو گیا ہے' میری فلاں مراد پوری ہو گئی ہے تو آپ فرماتے نہیں پتر، تیری اپنی عاجزی کام آ گئی ہے۔

آپ فرمایا کرتے:

مٹے کچھ ایسے کہ مٹ مٹ کے بے نشان ہوئے
ہمارا مٹنا بھی نشان یار ہو گیا

پانی ضائع کرنے سے منع فرماتے:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ پانی بے کار بہانے سے منع فرمایا کرتے اگر کوئی شخص نلکے سے گرم پانی لینے کے لئے ہینڈ پمپ چلاتا تو آپ اُسے فرماتے' بیٹا پانی لوٹے میں بھر لو اور اُسے بے کار نہ پھینکنا بلکہ کسی پودے کو ڈال دینا۔

آپ کا اندازِ عمل کیسا تھا؟ بندۂ ناچیز چشم دید گواہ ہے کہ آپ رات کو پانی کا مٹکا اپنے پاس رکھ لیتے جب تہجد کیلئے وضو شریف فرمانے کیلئے لوٹے میں پانی ڈالتے تو اسی مٹکے سے لیتے جب بندۂ ناچیز آپ کی خدمت میں موجود ہوتا تو اسی مٹکے سے پانی لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ بعد ازیں جب بندۂ ناچیز وضو کے لئے مٹکے سے پانی لیتا تو تب پتا چلتا کہ پانی تو بہت ٹھنڈا ہے۔ یہ آپ کی جوانی کے وقت کی یعنی سن ۱۹۷۳ء یا ۱۹۷۴ء کی بات ہے اور یہ سردیوں کے موسم کی بات ہے۔ کتنی مشقت اور مجاہدہ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آپ نے کبھی اس بات کا اظہار نہ فرمایا کہ پتر منیر پانی بہت ٹھنڈا ہے۔ بلکہ آپ خاموشی سے وضو فرما لیتے۔

آپ فرمایا کرتے تہجد کے وقت انسان اُٹھے تو شور نہیں ہونا چاہئے۔ بڑے رازدارانہ انداز میں تمام کام سرانجام دینے چاہئیں۔

ڈوبتے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بچانا:

فیصل آباد کے علاقہ سمن آباد میں آپ کے عزیز محمد ظفر عاتق صاحب رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ نماز جمعۃ المبارک ادا کرنے کے لئے اگر کہیں پروگرام پر نہ جانا ہوتا تو سمن آباد اُن کے ہاں تشریف لے جاتے۔ رات وہیں قیام فرماتے صبح کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہوتا تو گھر کے جنوب کی طرف نہر کے قریب چارپائی بچھا کر مصروف مطالعہ ہوجاتے اور جب وضو کی حاجت ہوتی تو نہر کے کنارے پر بیٹھ کر وضو شریف فرماتے۔ وضو سے پہلے یا وضو کے بعد درخت کی گری پڑی ٹہنی پکڑ لیتے اور نہر سے کیڑے مکوڑے نکالتے بندہ ناچیز عرض کرتا سرکار آپ یہ کیا کرتے ہیں، تو فرماتے پتر منیر، ہر مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ذکر کرتی ہے یہ کیڑے مکوڑے بھی ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ اِس لئے میں اِن کو پانی سے نکالتا ہوں کہ جب تک زندہ رہیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ذکر کرتے رہیں گے تو مجھے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

دراصل یہ آپ کی زندگی کے عظیم اعمال میں سے ایک عمل ہے جو تعلیم و تربیت کے حصوں میں سے ایک خوبصورت عمل ہے۔ اِس عمل کی برکتیں آج بھی اپنی نورانیت پیدا کرتی ہیں جب کیڑے مکوڑے ایسی حالت اور موت وزندگی کی کشمکش میں نظر آتے ہیں تو حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ عمل مبارک رہنمائی کرتا ہے اور آپ کی یاد سے دل منور رہتا ہے۔

سائیکل کی سواری کے وقت خوبصورت گفتگو:

۷۰۔ ۱۹۶۹ء میں عام لوگوں کے پاس موٹر سائیکلیں نہیں ہوتی تھیں۔ اکثر لوگ سائیکل پر سواری کرتے تھے۔ بندہ ناچیز کو اکثر مواقع ملتا رہتا کہ آپ کے ساتھ

سائیکل پر جامع مسجد دستگیری فیصل آباد سے لاری اڈے تک جاتا یا پھر آستانہ عالیہ چیلے گوجراں شریف سے براستہ جگ دے دا چک' تاندلیانوالہ جاتا۔ آپ مجھے فرماتے میں پیچھے کیریئر پر بیٹھتا ہوں تو تم سائیکل چلاؤ یا تم پیچھے بیٹھ جاؤ میں سائیکل چلاتا ہوں۔ تو بندۂ ناچیز عرض کرتا حضور آپ آگے بیٹھیں میں سائیکل چلاتا ہوں۔ آپ فرماتے پتر منیر آگے یا پیچھے بیٹھنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن بندۂ ناچیز ادباً گذارش کرتا نہیں سرکار آپ آگے بیٹھیں تو آپ اس وقت فرماتے پتر منیر پیر آگے ہو تو رہنما ہوتا ہے پیچھے ہو تو پشت پناہ ہوتا ہے، کندھوں پر ہو تو سر کا تاج ہوتا ہے۔ اپنے کندھوں پر بٹھائے تو کشتی نوح ہوتا ہے۔ بندۂ ناچیز عرض کرتا سرکار آپ میرے رہنما بھی ہیں اور پشت پناہ بھی سر کا تاج بھی ہیں اور کشتی نوح بھی لیکن آپ آگے ہی تشریف رکھیں۔

پھر بندہ کو نصیحت فرماتے اچھا پتر منیر دھیان سے سائیکل چلانا اگلے ٹائر کے نیچے کوئی کیڑا مکوڑا نہیں آنا چاہئے پچھلے ٹائر کی تجھے پوچھ نہیں اگلے ٹائر کی پوچھ ہوگی۔

فنا فی الرسول کیسے ہوتا ہے؟

آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے اگر کسی کی بے شمار اطراف میں توجہ بٹی ہو یا بے شمار اطراف میں دل لگا ہو تو ایک طرف لگانے میں بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ اِس لئے شیخ کامل کا کام یہ ہوتا ہے کہ مرید کی توجہ صحیح کرے۔ لہٰذا پہلا سبق فنافی الشیخ کا ہوتا ہے۔

جب مرید کے دل میں شیخ کی محبت راسخ ہو جاتی ہے مرید کامل پیر و مرشد کی ہدایات پر عمل کرتا ہے اور اورادو وظائف کی پابندی کرتا ہے، نماز پنجگانہ اور تہجد کو باقاعدگی سے ادا کرتا ہے۔ تو دل سے انقطاع کلی عن الخلق کی منزل حاصل ہو جاتی ہے اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں ہمہ تن گوش متوجہ رہتا ہے۔ جب شیخ کامل ملاحظہ فرماتا ہے کہ مرید صادق کی آنکھ اور دل بے راہ روی سے باز آگیا ہے، فداکاری اور جانثاری کے نور سے منور ہو گیا ہے تو شیخ کامل اُسے فنافی الرسول کی منزل کی طرف گامزن فرما دیتا ہے۔

ایک مرتبہ نمازِ جمعۃ المبارک ادا کرنے کے بعد فیصل آباد کے جنرل بس سٹینڈ پر طالبانِ صادق کو الوداع کرنے کے لئے آپ مریدین کے جھرمٹ میں جگمگا رہے تھے تو بندۂ ناچیز نے عرض کیا یا سرکار فنافی الشیخ ہونے کے بعد انسان فنافی الرسول کیسے ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا شیخ کامل آنِ واحد میں مرید صادق کو فنافی الرسول کی منزل تک بتوفیقِ الٰہی پہنچا دیتا ہے اور پھر بندۂ ناچیز کو جو آپ کی زیارت میں ٹکٹکی باندھے محو تھا۔ میرے چہرہ کو ہاتھ کے جھٹکے سے یکدم پھیرا اور فرمایا اس طرح فنافی الرسول کیا جاتا ہے۔

وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجنا:

بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی ماہ قبل مجھے فرمایا تھا کہ پتر منیر میں تمہیں اپنے وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجوں گا۔ ایک ماہ پہلے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ بابا جی صاحب نے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو سلام بھیجا ہے۔ ہم نے سلام کا جواب دے دیا لیکن یہ خیال نہ رہا کہ یہ تو وہی سلام ہے جس کا ذکر آپ نے کچھ عرصے پہلے فرمایا تھا۔ وصال شریف کی خبر سننے کے بعد سلام کا واقعہ یاد آیا۔

قبل از وصال شریف:

خلیفہ مجاز پیرِ طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب فرماتے ہیں:

قبلہ و کعبہ سیّدی مرشدی و مولائی فیض گنجور پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز اپنے وصال شریف سے ۱۴ روز قبل ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز پیر ٹاؤن شپ لاہور میں اپنے خلیفہ مجاز پیرِ طریقت سیّد ذوالفقار علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاں آخری بار رونق افروز ہوئے۔ آپ کی ایک باکمال کرامت جو ہمیں پوری زندگی یاد رہے گی۔ ممکن ہے کہ اس کرامت پر کسی صاحب نے غور فرمایا کہ نہیں مگر بندۂ ناچیز نے اس باکمال کرامت پر کئی بار غور کیا۔ جب بھی کبھی آپ کی لاہور میں تشریف آوری ہوتی شاید ہی الا ماشاء اللہ کسی پیر بھائی کو آپ کی

آمد کی اِطلاع ہو۔ تمام پیر بھائی بغیر اطلاع کے آپ کی جانب خود بخود کھنچے چلے جاتے' جہاں بھی آپ قیام پذیر ہوتے۔ جیسے لوہے کے تمام ذرات میگنٹ کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں۔ ایک جمعۃ المبارک کو خلیفہ اعظم الحاج پیر طریقت رہبر شریعت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی کی معیت میں پیر مسعود احمد صاحب و پیر محمد شاکر صاحب و پیر شیخ رحمت علی یوسفی مرحوم اور بندۂ حقیر پُر تقصیر جامع مسجد دستگیری' غلام محمد آباد فیصل آباد میں باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی زیارت کیلئے پہنچے ہی تھے۔ آپ نے فی البدیہہ پُر جلال انداز سے فرمایا کہ بیٹا آج تم خود بخود نہیں آئے بلکہ تمہیں بلایا گیا ہے۔ آپ کے اِشارۃً بتانے کا یہی مقصد تھا کہ ہم سب کی تاریں اور ڈوریاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ آپ جسے چاہتے ہیں اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنی کمال محبت و شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنی خاص نوازشات سے بھی نوازا اور ہمیں یعنی جناب پیر محمد مسعود احمد صاحب' جناب پیر محمد شاکر صاحب اور بندۂ حقیر پُر تقصیر محمد رفیق یوسفی کو فیضِ خلافت سے نوازا۔ جس کا ہم سب تا قیامت بھی اِحسان نہیں چکا سکتے۔

اُس دن بھی جب پیر سیّد ذوالفقار علی شاہ صاحب کے ہاں لاہور میں آخری بار تشریف فرما ہوئے تو آپ نے اُسی باکمال کرامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے لاہور سے تمام برادرانِ طریقت کی ڈوریاں کھینچ کر اپنی بارگاہ میں جمع کرلیا اور اپنی زیارت سے نوازتے ہوئے اپنے فیضان سے سب کو مستفید فرمایا' فقیر بھی اُنہی دوستوں میں شامل تھا۔ سلام دُعا کے بعد آپ کی قدم بوسی کیلئے آپ کے حضور جھکا تو آپ نے یہ شعر اِرشاد فرمایا:

لوکی گھر بیہہ کے آرام بڑے کردے نیں
ساڈیاں نت پردیس نوں تیاریاں نیں

آپ سے یہ شعر سماعت کرنے کے بعد بندہ مبہوت سا ہوگیا اور لمحہ بھر کیلئے وجود پر سناٹا چھاگیا اور ناقص العقل نے یہ مفہوم اخذ کیا کہ آپ اپنے وصال

(مبارک) کی تیاری فرما رہے ہیں۔ اس سے قبل ہماری ایک پیر بہن نے ۲ ماہ قبل اسی طرف اشارۃً تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "باباجی کا عنقریب بیاہ ہونے والا ہے"۔ یہ خاتون انتہائی متقیہ و پرہیزگار ہے اور باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی خاص منظور نظر بھی ہے اور ان پر آپ کی خصوصی توجہ بھی ہے۔ باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صدقہ سے اُن کے محلہ کی بہت سی عورتیں اُن کے روحانی فیض سے مستفید ہوئیں۔ بندہ اسی فکر میں جتلا تھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ جب موذن نے مسجد میں اذان پڑھ لی تو آپ نے تمام برادرانِ طریقت کو ارشاد فرمایا: تم سب مسجد میں نماز ادا کر آؤ میں یہیں نماز ادا کرلوں گا۔ جب ہم نماز کیلئے باہر نکلے تو بندہ نے پیر طریقت رہبر شریعت الحاج علامہ منیر احمد یوسفی صاحب سے اپنے مندرجہ بالا خدشہ کا اظہار کیا تو آپ نے مجھ پر بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور عالمانہ انداز میں میرے خدشے کا رد بھی کیا۔ جس سے مجھے اپنی سوچ پر شرمندہ ہونا پڑا ؎۔ بندہ نے اپنے خیالات کی نفی کرتے ہوئے توبہ استغفار کی۔ ہمارے درمیان جو بھی گفتگو ہوئی باباجی سرکار علیہ الرحمہ بھی اُس پر تصرف فرما رہے تھے۔ جب نماز عصر ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ بعد سلام دُعا آپ کی بارگاہ میں دست بوسی کیلئے بندۂ حقیر نے سر جھکایا تو آپ نے مندرجہ ذیل شعر ارشاد فرمایا:

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بان متی نے کنبہ جوڑا
قادر نے ایسی قلم چلائی نہ رہی اینٹ نہ رہا روڑا

یہ شعر بھی آپ کے وصال شریف کی طرف اشارہ تھا۔ برادرانِ طریقت سے مختلف واقعات و احوال سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے وصال کی اطلاع ہر ایک بھائی کو اشارۃً یا کنایۃً کسی نہ کسی شکل میں ضرور دی۔ کسی کو کچھ ماہ قبل کسی کو کچھ روز قبل کسی کو اپنے وصال کی رات، راقم الحروف کو بھی وصال کی رات اپنی زیارت سے نوازا۔ جیسے آپ اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کا پُر نور و نورانی چہرہ مبارک

؎ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی بھی دراصل اس بات کو سمجھ گیا تھا کہ آپ دُنیا سے سفر کی تیاری میں ہیں مگر دل کو تسلی دینے کے لئے پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کی بات کا رخ پھیرنے کی کوشش کی۔

ہشاش بشاش ہے۔ بندہ آپ کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے بیٹھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "او پُتر! تیرے پاس کچھ پیسے ہیں"؟ کچھ ایسے احساس ہوا جیسے آپ نے کوئی دوائی منگوانی ہو۔ اُس وقت حقیقتاً جیب میں ایک ہی روپیہ تھا۔ عرض کیا' حضور! ایک ہی روپیہ ہے۔ پھر آپ نے اچھا فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیا۔ بندہ بہت ہی گھبرایا' آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس اشارہ سے آپ کی مراد کیا ہو سکتی ہے؟ اسی پریشانی اور فکر میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی کی طرف دیکھا تو ۴ بج چکے تھے۔ اسی پریشانی میں نمازِ تہجد ادا کی اور اپنے اَوراد و وظائف کو مکمل کیا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد دُکان پر پہنچ گیا۔ پریشانی برقرار تھی۔ اپنے آپ کو مصروف کرنے کی کوشش کی مگر سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ دل و دماغ میں وہی سوال تھا کہ آپ کا اپنے ہاتھوں سے چہرہ کو چھپانے کا کیا مقصد تھا؟ اسی پریشانی کے عالم میں ۹ بج چکے تھے کہ اچانک حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب نے آکر اطلاع دی کہ ابھی ابھی باباجی سرکار پیر طریقت حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر اہلِ خانہ کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔ تب جاکے یہ عقدہ کھلا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے چہرۂ مبارک کیوں چھپایا تھا۔ اکبر الہ آبادی کی رُباعی آپ کی جدائی کی غمازی کرتی ہے۔

ہمیں یار سے وَصل کی آرزو ہے
شب و روز دل کی یہی جستجو ہے
نہیں بھاتی ہیں باتیں مجھ کو کسی کی
سُنی جب سے اپنے یار کی گفتگو ہے

اِنتقالِ پُرملال:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز اِرشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے ایک پرانے ملنے والے دوست کی بیماری اپنے لئے قبول کرلی ہے۔ آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بروز منگل اپنے آبائی گاؤں میں صبح ۹

بجے داعئ اَجَل کو لبیک کہا۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اور برادرِ طریقت محمد یوسف یوسفی مرحوم صدیقیہ کالونی والے آپ کے وصال سے دو روز پہلے آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ بندۂ ناچیز نے جب واپسی کی اجازت چاہی' پہلے تو اجازت نہ ملی پھر فرمایا اچھا پھر جلدی واپس آجانا۔ وہاں سے ۲۵ دسمبر بروز پیر صبح ۱۱ بجے واپسی ہوئی۔ پہلے سمندری گئے، وہاں بھائی عبدالغفور صاحب اور طالب حسین صاحب مرحوم اور دیگر پیر بھائیوں سے ملاقات کی۔ پھر وہاں سے لاہور رات دس بجے واپسی ہوئی۔ اَگلے دن صبح اِطلاع آگئی کہ حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالٰی پردہ فرما گئے ہیں۔ جس وقت آپ نے پردہ فرمایا آپ کے پاس گھر کے اَفراد اور مجمع انوار نگینہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی تشریف فرما تھے آپ نے پردہ فرمانے سے کچھ دیر پہلے دلیہ کا ناشتہ کیا۔ پانی نوش فرمایا اور اپنے بیٹے سے فرمایا مجھے لٹا دو۔ لیٹتے ہی عجیب کیفیت نظر آئی تو صاحبزادہ صاحب نے ابا جی، ابا جی کہتے ہوئے آواز دی تو آپ نے فرمایا:

بیٹا کلمہ شہادت پڑھو۔

چنانچہ آپ نے اور قریب کھڑے گھر والوں نے دو مرتبہ کلمہ شہادت پڑھا اور آپ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے داغِ مفارقت دے گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ○

بروز بدھ دن کے ۱۲ بجے غسل دیا گیا۔ غسل کے موقعہ پر حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے چاروں صاحبزادگان والا شان موجود تھے۔

غسل دینے کا اعزاز پیر طریقت محمد رفیق یوسفی۔ خالد محمود یوسفی، ڈاکٹر منیر احمد قریشی یوسفی اور محمود احمد یوسفی صاحبان (لاہور والوں) نے حاصل کیا۔

نمازِ جنازہ ۲ بج کر ۲۵ منٹ پر ادا ہوگئی۔ نمازِ جنازہ پڑھانے کے فرائض صاحبزادگان کی خواہش کے مطابق محدث کبیر شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم پاکستان شارح بخاری حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالٰی (فیصل آبادی) نے سرانجام

دیئے۔ تابوت کی تیاری کا اعزاز تاندلیانوالہ کے جناب محمد اشفاق صاحب مرحوم نے حاصل کیا۔ بروز بدھ شام پانچ بجے تابوت شریف قبر مبارک میں رکھا گیا۔ مزارِ پُر انوار میں تابوت شریف رکھنے کی خدمت مجھ ناچیز سمیت کئی برادرانِ طریقت نے حاصل کی۔

وصال شریف اور غسل مبارک:

پیرِ طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کی زبانی:

اولیاء کرام کا وجود مبارک ہم گنہگاروں اور دنیا داروں کے لئے اِنتہائی باعث رحمت و بابرکت ہوتا ہے۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی بے نظیر تصنیف ''کشف المحجوب'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اولیاء اللہ خدا کے ملک کے منتظم اور والی ہوتے ہیں اُن کی برکت سے بارشوں کا نزول ہوتا ہے اور اُن کے احوال کی صفائی سے رزق میں برکت ہوتی ہے''۔

اِسی طرح ہمارے سیدی مرشدی مولائی فیض گنجور علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز کا وجود مبارک بھی ہمارے لئے باعثِ صد افتخار اور بے بہا نعمتوں و برکتوں کا مرکز تھا۔ تمام تر زندگی آپ کی اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں گزری۔ آپ کا کوئی بھی عمل رضائے خداوندی اور سُنّتِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے خالی نہ تھا۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سُنّتِ مبارک کو نہیں چھوڑا۔ دینِ حق کی بلندی کے لئے ملک بھر میں تمام عمر دن رات مصروف رہے۔ آپ پر مبلغانہ، مصلحانہ اور مناظرانہ رنگ غالب تھا۔ آپ کا کتب خانہ تقریباً ۵۰۰۰ (پانچ ہزار) کتابوں پر مشتمل ہے۔ ہر کتاب کے صفحات تمام تر حوالہ جات سے مزین ہیں۔ آپ کے ہم عصر آپ کو ''مطالعہ کا شہنشاہ'' کہتے تھے۔ آپ مخالفین کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات قرآنِ مجید اور حدیث پاک کی روشنی میں مدلل انداز میں دیتے۔ آپ کا چہرہ مبارک اِس قدر روشن اور نورانیت سے پُر تھا کہ دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا تھا۔ آپ پر ہمیشہ رقت اور وجدانی کیفیت طاری رہی۔

آپ کی خدمت میں بیٹھنے والے کو بھی وجد و رقت محسوس ہوتا۔ یعنی وہ بھی اس نعمت سے خالی نہ رہتا۔ آپ کے جسم مبارک سے ہلکی سی بھینی بھینی سی ایک خوشبو بھی آتی رہتی تھی۔ آپ ہر ایک سے انتہائی کمال کی محبت و شفقت فرماتے ہر کوئی ایک دوسرے سے یہی کہتا کہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ سب سے زیادہ اُسے پیار کرتے ہیں۔ اور ہماری بے شمار کوتاہیوں سے درگزر بھی فرماتے۔

آپ بروز منگل صبح ۹ بجے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بروز منگل صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب اور دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھتے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۝ آپ کے وصال کی خبر دور و نزدیک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ بے شمار پیر بھائی اور عقیدت مند حضرات رات گئے آپ کے آستانہ عالیہ پر پہنچ چکے تھے۔ آپ کے غم میں ہر آنکھ اشکبار تھی۔ چاروں طرف آہ و بکا اور سسکیاں ہی سنائی دیتی تھیں۔ ہر ایک فرد باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے ساتھ گزرے ہوئے اُن حسین لمحات کو یاد کرتے ہوئے روتا رہا۔ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی خوبصورت باتیں اور کرامات جن بزرگوں اور دوستوں کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوئی تھیں۔ وہ بیان ہوتی رہیں اور ساری رات انہی یادوں کے سہارے گزر گئی۔ صبح فجر کی نماز کے بعد تجہیز و تدفین کے انتظامات کا سلسلہ شروع ہوا جب آپ کی قبر کشائی کے لئے جگہ کا تعین ہو چکا تو ناچیز خادم کو قبر کشائی کے لئے تھوڑا سا حصہ مل گیا۔

جب غسل کا موقعہ آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم، باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کی برکت و صاحبزادگان کی محبت و شفقت سے آپ سرکار قدس سرہ العزیز کے غسل کی سعادت اس فقیر کو میسر ہوئی۔ جب بندہ نے باباجی سرکار علیہ الرحمہ کو دوستوں کی مدد سے چارپائی سے اُٹھا کر غسل کے لئے لٹایا تو یہ احساس ہوا سخت سردی ہونے کے باوجود آپ کا جسم مبارک بالکل نارمل حالت میں ہے۔ آپ کو وصال شریف کے ۲۷ گھنٹے گزر جانے کے بعد غسل دیا

جارہا تھا۔ سخت سردی کی وجہ سے آپ نے دیسی روئی سے بنی ہوئی موتیے رنگ کی جرسی پورے بازو والا سویٹر ایک کرتہ اور بنیان زیب تن کی ہوئی تھی۔ آپ کو بندۂ حقیر نے دوستوں کی مدد سے بٹھا کر آسانی سے اُن کو اُتارا۔ میرا تجسس اور حیرانگی اس وقت بڑھا جب آپ کو وضو کرایا گیا آپ کے ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں بازوں کی حرکت بالکل نرم ملائم نارمل حالت تھی جیسے آپ زندہ ہیں۔ میرے لئے یہ زندگی کا ایک نیا تجربہ تھا۔ چونکہ اِس سے قبل بندہ کو کئی مرتبہ اپنے عزیز و اَقارب میں کئی دوست اَحباب کو غسل دینے کا اِتفاق ہوا۔ کبھی ایسا دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا کہ کسی کا جسم اِتنا نرم و ملائم ہو۔ چونکہ طبی روح سے تو فوتیدگی کے بعد ۶ سے ۸ گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ۱۰ گھنٹے تک جسم کا خون منجمد ہو جانے سے جسم بالکل اکڑ جاتا ہے۔ کسی بھی عضو کو حرکت دینا ممکن نہیں ہوتا۔ جسم پر پانی بہانے کے بعد جب تھیلی کی مدد سے صابن ملنا شروع کیا تو تمام جسم کے مسلز اور رُونگٹا رُونگٹا پھڑک رہا تھا۔ پیٹ اور سینے کے بہت زیادہ مسلز پھڑک رہے تھے۔

ماضی کا ایک واقعہ:

ایک مرتبہ ستمبر ۱۹۸۰ میں حضرت بابا جی سرکار علیہ الرحمہ شدید بیمار تھے اور بندہ ناچیز حقیر کے پاس نگینہ فرنیچر زمصری شاہ لاہور میں اُوپر والی منزل میں تشریف فرما تھے۔ ذکر اِسم ذات اللہ ھو کی تلقین فرماتے ہوئے ذکر اِسم ذات اللہ ھو کے فوائد میں آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں اپنے جسم کے جوڑ جوڑ اور رُونگٹے رُونگٹے سے اللہ ھو اللہ کے ذکر کی صاف صاف آوازیں سنتا ہوں۔ پھر ساتھ ہی آپ نے پُر جوش لہجہ میں اپنے پیٹ مبارک سے کرتہ اُٹھا کر پیٹ پر ہاتھ ملتے ہوئے فرمایا: ''او پُتر! اے وکیھ جدوں میں مراں گا میرا جسم والوں لُوں پھڑکدا ہووے گا''۔ جب بندہ نے آپ کا یہ فرمانِ عالی شان حاضرین غسل کنندہ کو سُنایا کہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ نے مجھے نو سال قبل ایسا ارشاد فرمایا تھا تو تمام حاضرین کی چیخیں نکل گئیں۔

بندہ آپ کے اِس تصرف پر سو دلوں سے جان سے قربان ہے کہ آپ کو

بعطائے الٰہی علم تھا کہ یہی خادم محمد رفیق یوسفی ہی آپ کو غسل کے فرائض انجام دے گا۔ اِس لئے آپ نے ایسا فرمایا کہ یہ دیکھ بھی لے اور لوگوں کو بتا بھی دے کہ کاملین کبھی نہیں مرتے، وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ کی نعت مبارک کا ایک شعر جو مندرجہ بالا واقعہ کی غمازی کرتا ہے۔

میری لاش نوں رونا پا چھڈیا وچ قبر دے یاراں رو رو کے

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کون کہتا ہے مومن مرگئے قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

بزرگوں کے مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے:

ایک روز بندۂ ناچیز حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ دورانِ گفتگو آپ نے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حضور باباجی سرکار قدس سرہ العزیز کی علمی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن اِس موضوع پر گفتگو ہوئی کہ کیا مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ تو حضرت پیرِ طریقت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت جواب دیا۔ (جو قارئین کرام کے لئے تحریر ہے) حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

حضرت قبلہ نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمارت کے جواز میں "اجماعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" کو پیش کیا کہ جب سرکارِ کائنات ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کو دفنانے کا مرحلہ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس معاملہ میں متفکر ہوئے کہ کہاں دفنایا جائے؟ تو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ (میرے والدِ گرامی امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف بیان فرمائی کہ میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ایک بات سنی ہے وہ یہ کہ: مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ

يُدْفَنَ فِيْهِ اُدْ فِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ [1] "اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد) کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو وفات نہیں دی مگر اس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا" (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق وبسیط وبے حد) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہاں تدفین پسند فرماتا ہے وہیں انہیں فوت کرتا ہے) حضور ﷺ کو آپ ﷺ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو۔ لہٰذا حضور ﷺ کو ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں ہی دفنایا جائے گا۔ حجرۂ مبارک مکمل ایک گھر تھا جس کی دیواریں' کھڑکیاں' دروازیں اور چھت بھی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی حجرہ میں آپ ﷺ کو دفنا دیا۔ حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر عمارت کا ہونا ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے ساری عمارت کو گراتے پھر دفناتے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح مزار شریف پر عمارت کا ہونا جائز ہے اسی طرح عمارت میں مزار شریف کا ہونا بھی جائز ہے۔

اِصلاح وتنبیہ

برادرِ طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم گکی رسول پور جٹاں والے ۱۹۷۲ء میں ایک جمعۃ المبارک کے موقعہ پر جامع مسجد دستگیری سول کوارٹرز فیصل آباد میں حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز کی زیارت اور ادائیگی نماز جمعۃ المبارک کے لیے حاضر ہوئے اور بعد از نماز جمعۃ المبارک' انہوں نے روتے ہوئے اپنی ہمشیرہ کی اور اپنی پریشانی کا حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ ہمارے بہنوئی نے سیالکوٹ سے خط بھیجا ہے کہ آپ کی ہمشیرہ کے ساتھ میرا نبھا نہیں ہو سکتا' آپ اُسے آکر لے جائیں۔ میں اُسے اپنی زوجیت سے خارج کرنا چاہتا ہوں۔ پریشانی کے اظہار کے بعد عرض کیا اگر آپ فرمائیں تو میں اپنے ماموں محمد ابراہیم چشتی صائم صاحب علیہ الرحمہ کو ساتھ لے جاؤں۔ (بندۂ ناچیز بھی اُس موقعہ پر موجود تھا۔) آپ نے محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم کی

[1] تاریخ الخلفاء' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۷۶۱' ۳۲۲۳۶۔

بات سننے کے بعد فرمایا ٹھیک ہے۔ صائم صاحب کو لے جاؤ۔

کچھ دیر کے بعد جب مسجد سے جانے لگے تو آپ نے فرمایا پُتر' صائم صاحب کو ضرور تکلیف دینی ہے خود ہی چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اکیلے ہی سیالکوٹ چلے گئے۔ دو جمعوں کے بعد جناب محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم پھر جامع مسجد دستگیری فیصل آباد حاضر ہوئے۔ A

نماز جمعۃ المبارک کے بعد اُنہوں نے اپنے بہنوئی کا واقعہ سنایا۔ عرض کیا' باباجی سرکار میں آپ کے حکم سے اکیلا ہی سیالکوٹ چلا گیا۔ جب میں اپنے بہنوئی کے گھر گیا تو میں نے دروازہ کھٹکایا، بہنوئی صاحب گھر ہی تھے۔ باہر آئے اور میرے پاؤں میں گر گئے۔ میں نے سلام عرض کیا' اُنہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا' بھائی جان مجھے معاف کر دو۔ میں نے آپ لوگوں کو بہت تکلیف دی۔ محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم فرماتے ہیں' میں نے کہا بھائی جان خیر ہے، آپ نے تو خط لکھا تھا کہ اپنی بہن کو لے جاؤ لیکن اب آپ معافی مانگ رہے ہیں تو اُنہوں نے کہا مجھے یہ بتائیں بڑی سی پگڑی والے سفید لباس میں ملبوس، دراز قد والے بزرگ کون ہیں؟ اسلم صاحب مرحوم نے پوچھا بھئی مسئلہ کیا ہے؟ تو بہنوئی صاحب نے اپنا خواب سنایا کہ مذکورہ بالا حلیہ کے حسین و جمیل وجیہہ بزرگ خواب میں ملے ہیں۔ اُنہوں نے میری اصلاح فرمائی' گھر کی آبادی کی تلقین فرمائی اور طلاق دینے کے ناپسندیدہ عمل سے روکا نیز تنبیہ فرمائی کہ یہ ہماری بچی ہے آئندہ کبھی طلاق کا نہ سوچنا۔ اپنے گھر کو بساؤ اور اس سے اچھا سلوک کرو۔ یہ بیان کرنے کے بعد بہنوئی نے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے عہد کیا کہ میں ایسی بات نہیں کروں گا۔ اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم نے بہنوئی کو بتایا جن بزرگوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ ہمارے پیر و مرشد باباجی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو آپ کے خواب میں آئے تھے۔

A (جناب محمد اسلم صاحب اکثر جامع مسجد دستگیری حاضر ہو کر جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرتے تھے)

قطب جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنا فی المصطفیٰ، پروانہ توحید ورسالت، امینِ علمِ لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی قدس سرہ العزیز

کے

معمولات

و

وظائف

معمولات ووظائف

آپ فرمایا کرتے تھے ہر برادر طریقت کو سلوک کی منازل کو طے کرنے کے لئے اپنے معمولات، عبادات اور وظائف میں مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی ارادت مند اُس وقت تک روحانی ترقی نہیں کرسکتا جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کی بندگی اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی میں اخلاص اور خشوع وخضوع کا پیکر نہ ہو۔

بے وفا دُنیا کی فانی زندگی میں آخرت کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی منزل نمازِ پنجگانہ کی صحیح طور پر ادائیگی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

پھر معمولات میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے کچھ وظائف کئے جاتے ہیں جن میں انہماک اور اشتیاق دیگر عبادات اور معاملات کی درستگی کا سبب بنتا ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کے بندوں کو دنیوی مصروفیات دین سے دُور نہیں کرتیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد نے قرآن مجید میں ''مردانِ خدا'' کی پہچان بیان فرمائی ہے کہ:-

''رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ ۙ'' [1]

''(اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کے) بندے وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گے''۔

---

[1] النور: ۳۷۔

جس طرح دن اور رات کا بڑا حصّہ کاروبار میں صرف ہوتا ہے ایسے ہی عبادات و وظائف کا سلسلہ جاری رہنا روحانی زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔

وظائف:

(۱) رات کو سونے سے قبل وضو کر لیا جائے۔ بستر پر لیٹنے سے قبل بستر کو جھاڑ لیا جائے۔ ایک دفعہ آیت الکرسی اور سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بمعہ بسم اللہ شریف تین تین مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سر سے لے کر پاؤں تک ملا جائے۔ پھر دائیں کروٹ، بایں انداز لیٹا جائے کہ دایاں ہاتھ، دائیں رخسار کے نیچے رکھیں اور نیند آنے تک دُرود شریف صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ پڑھتے رہیں اور ایک دفعہ یہ مقدس کلمات پڑھ لیں۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى [۲]

"اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تیرے نام پر مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں (یعنی نیند سے بیدار ہوتا ہوں)"

(۲) طلوعِ فجر سے گھنٹہ، پون گھنٹہ قبل بیدار ہوں، بیدار ہوتے ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو رگڑ کر اچھی طرح آپس میں ملیں اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملیں اور یہ دعائیہ کلمات پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ [۳]

"تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ فرمایا (یعنی سونے کے بعد جگایا) اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔

---

[۲] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۳۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۳، ۳۱۲، ۴۰۰، جلد ۳ ص ۳۰۲-۳۰۱-۳۰۰-۲۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۵۰، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۲۷۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۳۰، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۹۹-۳۹۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۴۔ [۳] حصن حصین ص ۳۸۔

بعدازیں حاجاتِ ضروریہ سے فارغ ہو کر اچھی طرح وضو کیا جائے۔ وضو کرتے ہوئے مسواک بھی کی جائے۔ مسواک کرنے سے نماز کا درجہ ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ مسواک اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے پیارے محبوب کریم ﷺ کی پیاری سنت ہے۔ بعد از وضو (۲) رکعت نفل تحیۃ الوضوء (۲) رکعت نفل شکرانہ اور (۸) رکعتیں (۲+۲+۲+۲) بہ نیت تہجد ادا کی جائیں۔ مذکورہ بالا ۱۲ رکعتیں اس طرح ادا کی جائیں کہ ہر پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، الحمد شریف اور پانچ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جائے، باقی رکوع و سجود عام نمازوں کی طرح ادا کریں اور پھر دوسری رکعت میں تسمیہ (یعنی بسم اللہ شریف) الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح مکمل کی جائے (تہجد کے لئے سونا ضروری ہے، چاہے دوزانو بیٹھ کر ہی اُونگھ لیا جائے) تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد پانچ تسبیح درود شریف "خضری" پڑھا جائے۔ جس کا پچھلے صفحہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اوراد و وظائف:

آپ فرمایا کرتے تھے سب اَوراد سے بڑا ورد میرے پاس "اورادِ فتحیہ شریف" ہے جس میں "۱۴۰۰" اولیاء اللہ کا فیض ہے اور بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے کہ ایک آپ کو شامل کر کے ۱۴۰۱ اولیاء اللہ کے فیضان کا مجموعہ بنتا ہے۔ آپ نے اکثر مریدین کو "اورادِ فتحیہ شریف" کی اجازت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اس وظیفہ کو تہجد کے بعد عام حالات میں ایک دفعہ کی اجازت فرماتے تھے۔ اگر کوئی اپنی تکالیف اور پریشانیوں کی شدت کا ذکر کرتا تو اُسے تین یا گیارہ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اس اورادِ فتحیہ شریف کے پڑھنے والوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی خصوصی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تنگدست اور مقروض کو تقوٰی اور سورۃ الاخلاص اور تیسرے کلمہ کی پانچ پانچ تسبیحات کی تعلیم فرماتے تھے۔

اَورادِ فتحیہ شریف:

سیّدی مرشدی امین علم لدُنی حضرت قبلہ علامہ مولانا باباجی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَورادِ فتحیہ شریف کا فارسی اور اردو زبان میں نہایت خوبصورت ترجمہ فرمایا ہے۔ جب آپ نے اَورادِ فتحیہ شریف کا ترجمہ کیا تو بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو یہ اعزاز نصیب ہوا کہ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز کو لکھواتے تھے اور میں لکھتا جاتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد کے فضل وکرم اور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم اور اجازت سے بندۂ ناچیز نے اُسے شائع کیا۔ آج جن پیر بھائیوں اور دیگر لوگوں کے پاس اورادِ فتحیہ شریف ہے وہ نگینہ کتب خانہ لاہور سے چھپا ہوا ہے اس کے آج تک کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو دین ودنیا کی فتوحات حاصل کرنے کی خواہش ہو اُسے چاہیے کہ وہ اورادِ فتحیہ شریف پڑھے۔ اورادِ فتحیہ شریف حضرت امیر کبیر پیر سیّد علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیفات میں سے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تصنیف ''اِنتباہ فی سلاسل اَولیاءؒ'' کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر لکھتے ہیں کہ: ''اَورادِ فتحیہ شریف'' ایک ہزار چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوتی ہے جو حضوری کے ساتھ اپنے پر لازم کرلے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا۔ واللہ ولی التوفیق۔''

اَب اگر فضائل اور خواص اس اورادِ فتحیہ شریف کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائیں گے۔ اس واسطے کہ حضرت سیّد امیر کبیر علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری عمر میں معمورۂ عالم کی تین بار سیر کی ہے۔ اور چودہ سو کامل اولیاء سے ملے ہیں۔ ہر ولی سے رخصت کے وقت دُعا اور نصیحت اور ورد ووظائف کی التجا کی اور اُن نصیحتوں اور ورد و وظائف کو اپنے جامہ پر مرقع کیا اور اُن دُعاؤں اور اذکار کو جو بے اختیار اُن کی زبانوں پر جاری ہوتے تھے جمع کیا ہے اور یہ ''اورادِ فتحیہ شریف'' ہو گیا ہے۔

انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب میں بارھویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا پھر مسجدِ اقصیٰ پہنچا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ میں اُٹھا اور آگے بڑھا اور آپ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کیا۔ آپ نے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور اِس درویش سے فرمایا کہ خُذْ هٰذِهِ الْفَتْحِيَةَ "اِس فتحیہ کو پکڑ لے" جب میں نے آقائے کائنات احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دستِ مبارک سے پکڑ لیا اور نظر کی تو یہ وہی "اَوراد شریف" تھے جن کو میں نے جمع کیا ہوا تھا۔ اِس اشارہ سے اِس کا نام "اَورادِ فتحیہ شریف" رکھا گیا۔

چونکہ اِس اَورادِ فتحیہ شریف سے ۱۴۰۱ کامل اولیاء اللہ کے فیوض جاری ہیں۔ اس لئے اِس کے پڑھنے والوں کو خداوندِ قدوس کی طرف سے اِن بزرگوں کا صدقہ فیضان ملتا ہے۔ اِس کے پڑھنے والوں کے تاثرات، مشاہدات اور تجربات علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔

پڑھنے کا وقت:

آپ سرکار فرماتے تھے کہ "اَورادِ فتحیہ شریف" کو تہجد کے وقت پڑھنا چاہیے کیونکہ اِس کے پڑھنے والے کے لئے ترکِ جمالات و حیوانات ضروری اور لازمی امر ہے۔ بالفرض اگر کبھی نمازِ تہجد کے بعد نہ پڑھا جا سکے تو فجر کی نماز سے پہلے پڑھ لینا چاہئے اگر فجر کی نماز سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو فجر کی نماز کے بعد پڑھ لینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے بعد بھی نہ پڑھ سکے تو دن کے کسی پہر میں ضرور بہ ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ اگر سفر کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر دن کے کسی پہر میں بھی نہ پڑھا جا سکے تو اگلے دن دو دفعہ اِس کا ورد کیا جائے تاکہ پچھلی کمی پوری ہو سکے۔ بہرحال اِس کے پڑھنے کا اصل وقت نمازِ تہجد کے بعد ہی ہے اور تہجد کی نماز کے بعد فجر کی اَذان سے پہلے پڑھنے والے جلد فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

پڑھنے کا طریقہ:

بندۂ ناچیز شہر ڈسکہ میں سیدی مرشدی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اور حاجی محمد سعید صاحب مرحوم کے ہاں حاضر تھا تو بندہ نے آپ سے اَورادِ فتحیہ شریف پڑھنے کا طریقہ پوچھا کہ اسے کیسے شروع کرنا ہے تو قریب بیٹھے حاجی محمد سعید صاحب مرحوم عرض کرنے لگے کیا اس کے پڑھنے سے پہلے کچھ پڑھنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھ لینا، انہوں نے عرض کیا کچھ اور، فرمایا: سات دفعہ الحمد شریف، پھر عرض کیا کچھ اور، فرمایا: گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ لیا کرو۔ بندۂ ناچیز نے حاجی محمد سعید صاحب مرحوم سے عرض کیا جناب آپ مہربانی فرمائیں آپ پوچھتے جارہے ہیں، اس طرح مزید پابندیاں لگتی جائیں گی۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے برادرِ حقیقی قطبِ زماں حضرت قبلہ میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَورادِ فتحیہ شریف کو پڑھنے سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا چاہیے۔ پھر گیارہ مرتبہ دُرود شریف، سات مرتبہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔

آپ فرماتے ہیں اَورادِ فتحیہ شریف پڑھنے کے دوران کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اگر دورانِ تلاوت اورادِ ہٰذا کسی قسم کی گفتگو کی جائے گی تو اس کو دوبارہ مذکورہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پڑھنا پڑے گا۔ پڑھنے کا ابتدائی طریقہ یہ ہے کہ اس کو قدرے بلند آواز سے پڑھا جائے اور ایسی جگہ پڑھا جائے جہاں نہ تو کوئی سویا ہو اور نہ ہی کوئی بیمار آرام کر رہا ہو۔ پڑھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بالکل آہستگی سے اور منہ میں پڑھا جائے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ اور دل سے پڑھنے کا کام لیا جائے اور حضورِ قلبی سے پڑھا جائے۔ نیز پڑھنے والا چاہے مبتدی ہو یا متوسط یا منتہی اُسے اس کے مطالب کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ حضور قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اَورادِ فتحیہ شریف کا دو زبانوں فارسی اور اردو میں آسان ترجمہ کرنے کا یہ مقصد بھی پیشِ

نظر تھا کہ قاری اِس کے مطالب کو سمجھ کر پڑھے تا کہ اُس کو پڑھ کر کیف و سرور اور اُس کی روح کو طمانیت حاصل ہو۔ حضورِ قلبی کے ساتھ پڑھنے سے جلد اثر ہوتا ہے۔

اَوراد و وظائف کی اِجازت:

حضور قبلہ بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ کسی ورد یا وظیفہ کو پڑھنے کے لئے کسی صاحب اجازت شخصیت سے اجازت لینا ضروری ہے، بغیر اجازت کے پڑھنے سے مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ محض کتاب پر لکھا ہوا پڑھ لینے سے اِس وظیفہ کی اجازت کافی نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی صاحب اجازت، اِجازت عطا فرماتے ہیں تو پھر وہ ضامن اور محافظ ہو جاتے ہیں اور مشکل وقت اور کسی امتحان کے موقع پر راہنمائی فرماتے ہیں۔ جہاں تک اوراد فتحیہ شریف کا تعلق ہے، اِس کو بغیر اجازت کے نہیں پڑھا جا سکتا۔

تین آزمائشیں:

اِس کے پڑھنے والے پر تین آزمائشیں آتی ہیں وہ کچھ اِس طرح ہوتی ہیں کہ کبھی ماں باپ یا بہن بھائی یا یار دوست یا عزیز رشتہ دار، برادری یا پیر بھائی وغیرہ مخالف ہو جاتے ہیں، کبھی اہل محلہ مخالف ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کتا چارپائی پر پاخانہ یا پیشاب کر دیتا ہے۔ یہ سب صورتیں "اوراد فتحیہ شریف" کے قاری پر کسی نہ کسی رنگ میں آ سکتی ہیں۔

جب ایسی کوئی آزمائش ہو تو پھر قاری کے لئے ضروری ہے کہ خاموشی اختیار کرے اور صبر و تحمل سے کام لے اور ڈوری ربِّ کریم پر چھوڑ دے، یہاں تک کہ کسی کے متعلق برائی کا اِرادہ کرنا، بددُعا دینا اور بد کلامی کرنا بھی منع ہے۔ جو شخص اِن آزمائشوں میں پورا اترتا ہے، کامیابی اُس کے قدم چومتی ہے۔ اَصل میں یہ معاملہ کچھ ایسے ہے جیسے گڑ بنانے کے لئے گنے کے رَس کو کڑاہے میں ڈال کر نیچے آگ جلا

دیتے ہیں تو رس کی میل اوپر آ جاتی ہے جس کو بعد میں صاف کر دیا جاتا ہے اور صاف شفاف گڑ بنتا ہے۔ اِسی طرح اورادِ فتحیہ شریف کے پڑھنے والے کی میل بھی نکل جاتی ہے، قاری کی طبیعت میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اِستغنائے قلبی کی عظیم نعمت ملتی ہے، تنگدستی دُور ہو جاتی ہے۔ دل سے "ہائے مر گئے، ہائے مر گئے" والا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ آدمی سیف اللسان ہو جاتا ہے اور جو بات اُس کی زبان سے نکلتی ہے وہ ہو کے رہتی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ "اورادِ فتحیہ شریف" پڑھنے کی اجازت صرف اپنے خلفاء کرام کو دیا کرتے تھے۔ ایسا وظیفہ جو چودہ سو ایک اولیاء اللہ کا فیض سمیٹے ہوئے ہے۔ اُس کی گہرائیوں تک پہنچنا بہت بڑا کمال ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو عین حقیقت ہو گا کہ جوں جوں پڑھنے والے پر فیض و کرم کی بارش ہوتی ہے، توں توں عجز و انکساری سے اُس کا سر خدا کی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی پھلدار درخت کو پھل لگیں تو اُس کی ٹہنیاں جھک جاتی ہیں۔

جن برادرانِ طریقت کو اورادِ فتحیہ شریف کی اجازت ہے وہ بلا ناغہ اِسے پڑھیں اور اُن ہدایات کو پیشِ نظر رکھیں جو آداب اور اورادِ فتحیہ شریف میں لکھی ہوئی ہیں اور اورادِ فتحیہ شریف زبانی یاد کر لیں تو بہت بہتر ہے۔

اورادِ فتحیہ شریف زبانی یاد تھا:

ایک دن بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے نمازِ تہجد کے وقت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا سرکار آپ یہ فرماتے ہیں جو اورادِ فتحیہ شریف پڑھنا شروع کرے وہ ساری عمر پڑھتا رہے یقیناً آپ کو جب اورادِ فتحیہ شریف سے اِتنی محبت ہے اور آپ کے وظائف میں یہ شامل ہے تو آپ بھی پڑھتے ہوں گے لیکن آپ کو کبھی پڑھتے دیکھا نہیں تو آپ نے فرمایا پتر منیر مجھے حفظ ہے میں زبانی پڑھ لیتا ہوں۔

(۳) تمام نمازیں باجماعت اَدا کی جائیں اگر گھر میں جگہ ہو تو نمازِ فجر کی سنتیں

گھر میں ادا کریں۔

(۴) فجر کی سنتوں کے بعد گیارہ بار:

"یَاعَزِیْزُ مِنْ کُلِّ عَزِیْزٍ یَا عَزِیْزُ عَزِیْزُمْ"

پڑھیں۔ اول آخر تین تین دفعہ درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ پڑھ لیں۔

(۵) برادرانِ طریقت تمام نمازیں صحیح العقیدہ شمع توحید و رسالت کے پروانے عاشقِ رسول باشرع (مکمل ریش والے) امام کے پیچھے ادا کریں۔ اگر فجر کی نماز کے بعد مسجد میں درسِ قرآن مجید ہوتا ہو تو کچھ وقت درسِ قرآنِ مجید کی سماعت میں صرف کریں۔ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو درسِ قرآن اور قرآنی تعلیمات سے بہت محبت تھی۔ قرآنی تعلیمات منشائے ایزدی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہیں۔

(۶) نمازِ مغرب کے بعد نماز اوابین پڑھیں۔

نماز اوابین' مغرب کی پوری نماز (۳ فرض، ۲ سنت اور ۲ نفل) پڑھنے کے بعد دو، دو کر کے چھ نوافل ہیں۔ دو رکعت کی نیت کر کے دوسری نمازوں کی طرح ہی اِسے اَدا کرنا ہے لیکن الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں ۵ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں ۳ بار قل شریف پڑھیں۔ ہر مرتبہ ایسا ہی کرنا ہے۔

(۷) ہر نماز کے بعد ۷ مرتبہ سورۃ الفاتحہ شریف بمعہ بسم اللہ شریف اور ۱۱ مرتبہ سورۃ الاخلاص شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بطور تحفہ بھیج دیں اور ۱۰۱ مرتبہ سانس کے ساتھ "اللّٰــہ ھو" کا ذکر خفی کریں' اس طرح کہ ناک کے ذریعے اَندر سانس جائے تو لفظ (اللّٰــہ) بنے باہر سانس آئے تو لفظ (ھُوْ) بنے۔

ملفوظات

(۱) اگر لڑنے کے بعد صلح کرنی ہے تو پہلے ہی صلح رکھو لڑائی کے بعد صلح سے پہلے والی محبت میں فرق پڑ جاتا ہے۔

(۲) دوست بناؤ دشمن نہ بناؤ۔ دشمن بنانا آسان ہے دوست بنانا کمال ہے۔

(۳) جو صوفی درویش تہجد نہیں پڑھتا۔ وہ حقیقتاً صوفی اور درویش نہیں۔

(۴) زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(۵) حافظِ قرآن اور عالم دین چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اُس کا اِحترام کرنا چاہیے۔

(۶) سگے بھائی سے محبت کرنی چاہیے اور مصیبت میں ساتھ دینا چاہیے اور بوقت ضرورت اُس کی مالی اِمداد کرنی چاہیے۔

(۷) دین کی تعلیم وتبلیغ کا کام کرنے والوں کو تلقین کرتے کہ جب بات کریں تو زبان نرم رکھیں اور دلیل مضبوط پیش کریں۔

(۸) جس بات کو اپنی نگاہوں سے پڑھا ہو وہ بیان کرنا چاہیے۔

(۹) پیر بھائیوں سے محبت بڑھانے کے لئے اُن سے گاہے بگاہے ملتے رہنا چاہیے۔

(۱۰) دوستوں میں اگر ایک دوست کسی وجہ سے نہ مل سکے تو دوسرے دوست کو ملنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے، جب دونوں آپس میں دوست ہیں تو اگر ایک نہیں ملا تو دوسرے کو مل لینا چاہیے۔

(۱۱) پیر بھائی کی شکایت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اَحسن طریقے سے اِصلاح کرنی

چاہیے۔

(۱۲) ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے لوگوں کی نظروں کا نشانہ بنے۔

(۱۳) اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عبادت ایسے کرنی چاہیے جیسے بچے کھیلتے ہیں۔ بچے جب کھیلتے ہیں تو اُن کو دائیں بائیں کی خبر نہیں ہوتی اپنے کھیل میں گم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی عبادت کرنے والے کو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی محبت میں گم ہونا چاہیے اور انقطاع کلی عن الخلق کر لینا چاہیے۔

(۱۴) بازار میں چلتے وقت دائیں بائیں نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ نظر جھکا کر چلنا چاہیے۔

(۱۵) بچے عقل کے کچے ہوتے ہیں اِس لئے اُن کی محبت سے تربیت کرنی چاہیے۔

(۱۶) جلسہ عام میں، درس کی محفل میں کم از کم علم والے کی عقل کے مطابق بات کرنی چاہیے۔

(۱۷) رزقِ حلال اور سچی بات کے بغیر روحانیت حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۱۸) بڑوں میں چھوٹوں کو معاف کرنے کا جذبہ ہونا چاہیے۔

(۱۹) شیخ آگے ہو تو رہنما ہوتا ہے' پیچھے ہو تو پشت پناہ ہوتا ہے' اوپر ہو تو سر کا تاج ہوتا ہے اور نیچے ہو تو کشتیِ نوح ہوتا ہے۔

(۲۰) جس مرید سے گناہ سرزد ہو پھر سچ بولے تو وہ فیض حاصل کر لیتا ہے۔ اگر جھوٹ بولے تو بے فیض رہ جاتا ہے۔

(۲۱) سچا آدمی کبھی جھوٹ نہیں بولتا جبکہ جھوٹا آدمی کبھی کبھی سچ بول لیتا ہے۔

(۲۲) اساتذہ کو اکیلے بچے کو نہیں پڑھانا چاہیے اور کسی بیگانے بچے کے ساتھ مسجد کی سیڑھیوں سے تنہا نہیں اُترنا چاہیے۔

شجرۂ مبارکہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ یوسفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحم کر یا ربﷻ محمدﷺ جانِ جاں کے واسطے
سیّدِ کونین شاہِ مرسلاںﷺ کے واسطے

کر عطا آلِ محمدﷺ کی غلامی اے خداﷻ
اہلِ بیتِ مصطفیٰﷺ کے اِمتحاں کے واسطے

سب صحابہ سے محبت کی سعادت کر نصیب
سب صحابہ کے امیرِ کارواں کے واسطے

کر ہمیں صدق و یقیں کی نعمتوں سے سرفراز
ابوبکر صدیق اکبرؓ مہرباں کے واسطے

رکھ سلامت دین و دنیا میں ہمیں ربِ کریمﷻ
فارسی سلمانؓ فخرِ قدسیاں کے واسطے

قاسمِ تسنیم و کوثر کی زیارت کر نصیب
حضرت قاسمؒ کے لطفِ جاوداں کے واسطے

یا خدا کر دے ہمیں دولت صداقت کی عطا
جعفر صادقؒ امامِ صادقاں کے واسطے

ﷻ عزوجل۔ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حسن و خوبی کر زیادہ اے خداوند❁ جہاں
بایزیدؒ و بوالحسنؒ قطبِ جہاں کے واسطے

بوعلیؒ سے یا خدا❁ مجھ کو ملے بوئے علی
مرشد یوسفؒ کے قلبِ ضوفشاں کے واسطے

بغض و حسد و لالچ و حرص و ہوس سے لے بچا
عبد خالقؒ معرفت کے نکتہ داں کے واسطے

کفر و شرک و جھوٹ و بدعت سے مجھے محفوظ رکھ
عارفؒ و محمودؒ شاہانِ شہاں کے واسطے

الفتِ رامیتنیؒ عشقِ سماسیؒ کر نصیب
کملی والے☆ کے مہکتے گلستاں کے واسطے

سیّد میر کلالؒ و شاہ بہاؤالدینؒ کی
ہو نظر ہم پہ مکینِ لامکاں☆ کے واسطے

حضرت یعقوب چرخیؒ کے عطا انوار ہوں
شاہ عبیداللہؒ خواجۂ خواجگاں کے واسطے

خواجہ زاہدؒ کا زُہدِ بے ریا کردے عطا
خواجہ درویشؒ سرِّ عارفاں کے واسطے

خواجہ امکنگیؒ کی محشر میں حمایت ہو نصیب
باقی باللہؒ نازشِ کروبیاں کے واسطے

❁عز وجل۔ ☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ؒرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کر مجددِ الفِ ثانیؒ کا عطا جذب و سلوک
حضرت معصومؒ قیومِ زماں کے واسطے

ہوں میرے رہبر جنابِ حجۃ اللہؒ و زبیرؒ
خواجہ قطب الدینؒ قطبِ عارفاں کے واسطے

یا خدا❁ ہم کو دکھا اپنا جمالِ جانفزا
شاہ جمال اللہؒ فخرِ مہ و شاں کے واسطے

یا الٰہی بخش دے میرے قلبِ مُردہ کو حیات
سیّد عیسیٰؒ پناہِ بے کساں کے واسطے

بخش دے ہمیں یا رب فیض اللہؒ تیراہی کا فیض
حضرت نورِ محمدؐ نورِ جاں کے واسطے

حامی و ناصر ہوں میرے باواجی خواجہ فقیرؒ
خاک چورہ مثلِ انجم و کہکشاں کے واسطے

شاہ لاثانیؒ کا فقرِ بے ریا کردے نصیب
اُن کے مرقدِ پاک ہمرنگِ جناں کے واسطے

ہوں میرے حامی علی اکبرؒ علی اصغرؒ سدا
اپنے دادا چارۂ بیچارگاں کے واسطے

شاہ جماعتؒ کی غلامی کر خداوندا نصیب
شاہ محمد حسینؒ پیرِ کاملاں کے واسطے

❁ عزوجل۔ ؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ○ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہوں امیرِ ملّت و حافظؒ میرے حافظ سدا
یا الٰہی❁ تیرے لطفِ بے کراں کے واسطے

کر عطا آہِ سحر گاہی و نالۂ نیم شب
مرشدِ یوسف نگینہؒ خوش بیاں کے واسطے

حشر کے دن سائباں ہوں یا خدا❁ سارے ولی
صابرِ ناچیز و ہم بیچارگاں کے واسطے

شجرہ مبارک چشتیہ صابریہ سراجیہ سرواریہ یوسفیہ

فضل کر یا رب❁ شفیع المذنبیں☆ کے واسطے
سرورِ عالم محمد☆ شاہِ دیں کے واسطے

میرے دل میں جلوہ گر ہو حُبِّ آلِ مصطفیٰ☆
گلشنِ احمد☆ کے ہر نخلِ حسیں کے واسطے

مثلِ انجم سب صحابہ کی عطا ہو روشنی
کملی والے☆ کی درخشندہ جبیں کے واسطے

سیّدہ زہراؓ کے گھر کی بھیک ہو مجھ کو نصیب
سیّدہ خیر النساء عالمیںؓ کے واسطے

❁عز وجل۔ ☆صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ ؒرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ؓ۔ رضی اللہ عنہا۔

نفسِ امّارہ پہ غلبہ عطا کر یا رب مجھے
حیدرؓ و صفدرؓ امیر المؤمنیں کے واسطے

ہر ولی کی سلطنت میں رہوں زیرِ نگیں
شاہ حسن بصریؓ ولایت کے نگیں کے واسطے

ربِّ واحد ﷻ مجھ کو کثرت میں تیری وحدت ملے
عبد واحد راحت قلبِ حزیں کے واسطے

شرک و بدعت، کفر و لالچ، بغض و غیبت سے بچا
شاہ فضیلؓ ابن عیاضؓ اہل یقیں کے واسطے

حرص و لالچ حُبِّ دُنیا میرے دل سے دُور کر
شاہ ابراہیم ادہمؓ میرِ مبیں کے واسطے

شاہ حذیفہ مرعشیؓ کا عشق ہو مجھ کو نصیب
بوہبیرہؓ عشق کے وِردِ ثمیں کے واسطے

حضرت ممشاد علویؓ کے علو کا فیض دے
شیخ بواسحٰقؓ فخر شاکریں کے واسطے

احمد ابدال چشتیؓ کی گدائی کر عطا
پیر زاہد ساکنِ خُلدِ بریں کے واسطے

شاہ ناصرالدین یوسفؓ کی مجھے نصرت ملے
خواجہ مودود جنت کے مکیں کے واسطے

ﷻ عزوجل۔ ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کر عطا حسنِ شرافت، نورِ اخلاق حسیں
شاہ شریف حاجی° کے خُلقِ بہتریں کے واسطے

حضرت عثمان ہارونی° کا عرفاں کر نصیب
شاہ معین الدین° زمانے کے معین کے واسطے

یا خدا❁ وجدان کی دولت مجھے کر دے عطا
شاہ قطب الدین° امامُ الواصلیں کے واسطے

عشق و مستی کی الٰہی❁ مجھ کو کیفیت ملے
شاہ فریدالدین° قبلۂ عاشقیں کے واسطے

صبر و شکر و بے ریائی، زہد کامل بخش دے
شاہ علاؤالدین° کے جذبِ آتشیں کے واسطے

یاالٰہی❁ بخش دے قلب و نظر کو روشنی
خواجہ شمس الدین° شمس العارفیں کے واسطے

اے خدائے دوجہاں❁ حسنِ بصیرت کر عطا
شاہ جلال الدین° کی چشمِ سرگیں کے واسطے

کھول دے اسرارِ حق ، اوہامِ باطل دے مٹا
احمد عبدالحق° نورِ عابدیں کے واسطے

منکشف مجھ پہ الٰہی❁ منزلِ عرفان کر
خواجہ عارف° پیرِ عرفاں کے امیں کے واسطے

❁عزوجل۔ °رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رہنما میرے ہوں یااللہ؅ محمد رہنما°
سیّدِ کونین، نورِ اوّلیں کے واسطے

کر عطا پاکیزہ جاں، پاکیزہ فطرت پاک دل
عبد قدوس° قدسیوں کے ہم نشیں کے واسطے

شاہ جلال الدین کا عکسِ جلالی بخش دے
شاہ نظام الدین° امام المتقیں کے واسطے

اپنے عرفانِ حقیقی کی سعادت کر نصیب
بوسعید° افتخارِ زاہدیں کے واسطے

کر عطا صدق و یقیں کی ضیاء
شاہ محمد صادق° شاہِ صادقیں کے واسطے

مجھ پہ ہوں سایۂ فگن سرکار داؤد عزیز°
ابوالمعالی° راحتِ اہلِ زمیں کے واسطے

میں بھکاری ہوں مجھے تو معرفت کی بھیک دے
شاہ میراں بھیک° فخرِ نازنیں کے واسطے

کر عنایت شاہ عنایت° کی عنایت یا خدا؅
اپنے سارے اولیاء صالحیں کے واسطے

خواجہ عبدالکریم° و عبدرحماں° کی ملے
یا خدا؅ مجھ کو گدائی صابریں کے واسطے

؅عزوجل۔ °رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہوں میرے حامی ہمیشہ یا خدا علیؓ و حسینؓ
علی حسینؓ آقا نشان مہتدیں کے واسطے

شاہ محمد حسینؓ کی برکات سے کر بہرہ ور
شاہ سراج الحقؓ سراج السالکیں کے واسطے

حضرت سردار احمدؓ کی غلامی کر نصیب
انبیاء و اولیاءِ کاملیں کے واسطے

مرشد یوسف نگینہؓ کا ملے فیض و کرم
سرورِ عالم☆ کی زلف عنبریں کے واسطے

ہم کو اور صائمؔ کو توبہ کی عطا توفیق ہو
صابرین و شاکرین و تائبیں کے واسطے

مسدس

ساڈا اِکو ہے اللہ❁ معبود برحق، شافع نبی سراج منیر☆ ساڈے
دامن آل اصحاب دا ہتھ ساڈے، اعظم ہین شہید شبیرؓ ساڈے
ابو حنیفہؓ نے ساڈے امام اعظم، ہین غوث اعظم دستگیرؓ ساڈے
غوث قطب اوتاد ابدال سبھے سارے ولی ساڈے سارے پیر ساڈے

چوہدہ اماماں نوں اسیں برحق کہئے اسیں کسے وِلوں نئی بھندے مُکھ
کیویں اوہناں وِچوں یوسفؔ ولی ہوون جیہڑے شان ولایت نوں مندے مُکھ

❁ عزوجل۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔